واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا

الدین

(حصہ اول)

کتاب العلم

از شمس المفسرین شیخ المحدثین

حضرت العلامہ بحر العلوم محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؒ

۱۲۸۸ھ - ۱۳۸۱ھ

سابق پروفیسر حدیث وصدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

باہتمام

محمد عباس علمبردار صدیقی

ناشرین

حسرت اکیڈیمی ۔ صدیق گلشن ۔ حیدرآباد

اشاعت سوم

تعداد (۷۰۰)

(جملہ حقوق محفوظ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

نام کتاب : الدین (حصہ اول) کتاب العلم

فن : اسلامیات ۔ فقہ

تالیف : بحرالعلوم حضرت محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؒ

سابق صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد

سائز : ۱/۸ کراون

صفحات : ۸۸

اشاعت اوّل : ۷۰۰ (جنوری ۲۰۱۱ ۔ صفر ۱۴۳۲ھ)

کمپیوٹر کمپوزنگ : شیخ محمود علی

طباعت : فرینڈس پریس نزد نیلوفر ہاسپٹل ریڈہلز حیدرآباد۔

اہتمام : محمد عباس علمبردار صدیقی

ناشرین : حسرت اکیڈیمی حیدرآباد

ملنے کے پتے : ۱۔ دفتر حسرت اکیڈیمی صدیق گلشن حیدرآباد

۲۔ اسٹوڈنٹ بک ہاؤس چار کمان حیدرآباد

۳۔ حسامی بک ڈپو مچھلی کمان حیدرآباد

جملہ حقوق بحق حسرت اکیڈیمی محفوظ ہیں

بلاتحریری اجازت مہتمم حسرت اکیڈیمی کسی کو اس کی نقل یا ترجمہ کرنے کی اجازت نہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

عرض ناشر

زیر نظر کتاب بحرالعلوم حضرت العلامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؒ سابق پروفیسر حدیث و صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کی تالیف ''الدین'' بزبان عربی جو عثمانیہ یونیورسٹی کے نصاب میں شامل تھی کے ایک حصہ کتاب العلم کا متن و ترجمہ ہے ۔ حدیث جبرئیلؑ میں جس طرح ایمان، اسلام اور احسان کا تذکرہ وتشریح بیان ہوئی ہے اُسی پر بحرالعلومؒ نے یہ کتاب تالیف فرمائی جس میں پہلے کتاب العلم اور پھر ایمان، اسلام اور احسان پر قرآن و احادیث پیش کر کے ثابت فرمایا ہے کہ مذہبِ حنفی کا تمام تر دارومدار قرآن اور سنت پر مبنی ہے ۔ کتاب العلم کی اہمیت اور اس کے متعلقات قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کئے گئے ہیں ۔ کتاب الدین مع ترجمہ وتشریحات بحرالعلوم کے حین حیات ماہنامہ القدیر میں شائع ہوتی رہی تھی ۔ اس کا سارا مواد اکٹھا کر کے جناب ابوالمجاہد سید احمد خیرالدین قادری صاحب نے ہمیں فراہم کیا جس کے لئے ادارہ حسرت اکیڈیمی ان کا شکرگزار ہے ۔ اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے ۔ آمین ۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ بحرالعلومؒ کی اس کتاب کو قبولیتِ خاص و عام حاصل ہو اور بحرالعلوم کے درجات اللہ کے پاس بلند ہوں ۔ آمین ، ثم آمین بجاہ سید المرسلین ۔

احقرالعباد

محمد عباس علمبردار صدیقی

مہتمم حسرت اکیڈیمی وکتب خانۂ بحرالعلوم

صدیق گلشن حیدرآباد

صفر ۱۴۳۲ھ م جنوری ۲۰۱۱ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

چند سُطور بحرالعلومؒ کے بارے میں

شمس المفسرین شیخ المحدثین استاذ العلماء بحرالعلوم حضرت محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمۃ اللہ علیہ حیدرآباد دکن کی ایک ایسی عالم شخصیت تھے، جن کو بجا طور پر بحرالعلوم اور استاذ العلماء کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کی ولادت بروز جمعہ ۲۷/ رجب ۱۲۸۸ھ (۱۳/ اکتوبر ۱۸۷۱ء) حیدرآباد دکن کے ایک مشہور علمی گھرانے میں ہوئی۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات بدرجہ امتیاز کامیاب فرمائے اور طلائی تمغے حاصل کئے۔ ابتداءً آپ کا تقرر دارالعلوم پر ہوا جو اُس زمانہ میں حیدرآباد دکن کی مشہور درسگاہ تھی۔ جب عثمانیہ یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا گیا تو آپ پروفیسر اور صدر شعبۂ دینیات مقرر ہوئے۔ بذریعہ شاہی فرمان آپ کی ملازمت کی مدت میں دس سال تک مسلسل توسیع ہوتی رہی۔

آپ نے قرآنِ مجید کی مکمل تفسیر لکھی۔ جو "تفسیرِ صدیقی" کے نام سے ہندوستان اور پاکستان سے شائع ہوچکی ہے۔ ۱۹۳۱ء میں حیدرآباد اکیڈیمی کی جانب سے آپ کا تحقیقی مقالہ "مسئلہ عدم نسخ قرآن" طبع ہوا جس میں آپ نے ثابت فرمایا ہے کہ قرآن شریف کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ آپ کی تالیف "الدین" بزبانِ عربی جامعہ عثمانیہ کے نصابِ فقہ میں شامل تھی۔ اس میں آپ نے ثابت فرمایا کہ مذہب حنفی کی بنیاد قرآن اور حدیث پر ہی ہے اور قیاس پر نہیں جس طرح کہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ آپ نے علامہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی تصنیف فصوص الحکم کا معرکۃ الآرا محشی ترجمہ فرمایا جو جامعہ عثمانیہ کے دارالترجمہ سے شائع ہوا اور کافی شہرت رکھتا ہے۔ تصوف میں آپ کی کئی تصانیف ہیں جن میں حکمتِ اسلامیہ، المعارف، العرفان، التوحید (بزبانِ فارسی) اور مکاتیب عرفان شامل ہیں۔

آپ حسرتؔ تخلص فرماتے تھے اور عربی، فارسی، اُردو اور ہندی میں شعر کہتے تھے۔ آپ کا مجموعہ کلام "کلیاتِ حسرتؔ" کے نام سے زیورِ طبع سے آراستہ ہوچکا ہے۔

آپ نے ۱۷/ شوال ۱۳۸۱ھ (۲۴/ مارچ ۱۹۶۲ء) بروز شنبہ بوقتِ عصر اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔

محمد عباس علمبردار صدیقی
مہتمم حسرتؔ اکیڈیمی و کتب خانۂ بحرالعلومؒ
صدیق گلشن حیدرآباد

کتاب العلم

مختصر تحریر حدیث کی تاریخ	1
آئمہ کے شروط اور ان کی کتابوں کی خصوصیات	2
حدیث کی اصطلاحیں	5
رموز جو کنز العمال اور تیسیر میں مستعمل ہوئے	8
آئمۂ حدیث کے حالات	8
مولف کا حرف اول	15

كتاب العلم

۱	باب فضل العلم و العالم عالم اور علم کی فضیلت	۱	۱۱	باب فی کتابة الحدیث حدیث کا لکھنا	۴۵
۲	باب فی آداب العلم علم کے آداب	۶	۱۲	باب جردوا القران عن غیره قرآن کو غیر قرآن سے الگ کرو	۴۸
۳	باب فی آداب التعلیم تعلیم کے آداب	۱۱	۱۳	باب اثم الکذب علیٰ النبی ﷺ نبی کریم پر جھوٹ کا گناہ	۴۹
۴	باب الاعتصام بالکتاب و السنته اللہ کی کتاب سے دلیل لینا	۱۵	۱۴	باب صحة الروایة و صدق الراوی صحت روایت اور ان کا سچ	۵۱
۵	باب مایلحق بالسنة بدعت حسنہ	۲۴	۱۵	باب زمان حمل الصغیر کم عمر بچہ کب حامل حدیث ہوسکتا ہے	۵۳
۶	باب فی البدعة السیئة بدعت سیئہ	۲۸	۱۶	باب الاجماع واتباع السواد الاعظم اجماع امت اور بڑی جماعت کی اتباع	۵۵
۷	باب فی ذم العلماء السوء علمائے بد کی مذمت	۳۱	۱۷	باب فی القیاس وجه الشرعی بلا وجہ شرعی امور میں خیال کے تکے لگانا	۵۷
۸	باب فی رفع العلم علم کا اُٹھ جانا (باقی نہ رہنا)	۳۵	۱۸	باب فی القیاس بغیر وجه الشرعی وجہ شرعی پر مبنی قیاس	۵۹
۹	باب علم القرآن و تعلیمه قرآن کا علم اور اس کی تعلیم	۳۸	۱۹	باب فی التقلید تقلید کرنا اور عالموں سے سوال کرنا	۶۴
۱۰	باب احادیث الرسول و نقله احادیث رسول اور ان کی نقل	۴۲			

مختصر تحریر حدیث کی تاریخ

مقدمہ فتح الباری میں حافظ ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں: ''خدا تمہیں اور ہمیں علم عطا فرمائے۔ جان لو کہ احادیث نبوی کے لئے صحابہ اور تابعین کبار کے زمانے میں کتب جوامع مدون و مرتب نہ تھے۔ اس کے دو وجوہ ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ ابتداء صحابہ کو اس سے منع فرمایا گیا تھا جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت سے ثابت ہے۔ اس خوف سے کہ کہیں احادیث، قرآن شریف سے مخلوط نہ ہو جائیں۔

(۲) دوم: صحابہ کا حافظہ نہایت قوی اور ان کے ذہن نہایت تیز تھے۔ نیز اکثر اشخاص ان میں سے لکھنا نہیں جانتے تھے۔

پھر تابعین کے آخری زمانے میں نیک لوگوں کی کمی واقع ہونی شروع ہوئی، خوارج، روافض اور قدریوں کی بدعتیں بکثرت وقوع پذیر ہونے لگیں۔

حدیث شریف سب سے پہلے جمع کرنے والے ربیع بن صبیح اور سعید بن ابی عروبہ وغیرہما ہیں۔ وہ ہر باب کو علٰحدہ تصنیف کرتے تھے۔ پھر تیسرے طبقے کے بڑے لوگوں نے اس طرف توجہ مبذول کی اور احادیث کی تدوین ہونے لگی۔

جن میں امام مالک کی تصنیف موطا بھی ہے۔ اس میں قوی احادیث جمع کئے گئے اور ساتھ ہی صحابہ و تابعین اور ان کے بعد والوں کے اقوال کو بھی شریک کر لیا گیا۔

مکہ میں ابو محمد عبدالملک بن عبدالعزیز اور ابن جریج نے احادیث کی کتابیں تصنیف کیں۔ شام میں ابوعمرو الرحمٰن بن عمرو الاوزاعی۔ کوفہ میں ابوعبداللہ شعبان بن سعید۔ بصرہ میں ابوسلمہ حماد بن سلمہ بن دینار نے احادیث جمع کئے۔

پھر ان کے ہم زمانہ لوگوں نے ان کی پیروی کی یہاں تک کہ بعض آئمہ نے یہ مناسب سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ کے احادیث کی تصنیف و تالیف خاص طور پر کی جائے یہ دوسری صدی ہجری کے ابتداء کا واقعہ ہے۔

پھر عبداللہ بن موسٰی العبسی الکوفی۔ مسدد بن مسرہد البصری۔ اسد بن موسٰی الاموی اور نعیم بن حماد خزاعی مقیم مصر نے مسندیں تیار کیں۔

مابعد کے ائمہ نے ان کی تقلید کی جس کی وجہ سے کوئی امام ایسا نہ رہا جس نے کوئی مسند تیار نہ کر دی ہو۔ اسی وقت کے محدثوں نے مثلاً احمد بن حنبل۔ اسحاق بن راہویہ۔ عثمان بن ابی شیبہ وغیرہ نے مسانید تیار کر دیں۔ ان میں سے بعض اشخاص نے ابواب اور مسانید کو ایک ساتھ تصنیف کیا۔ مثلاً ابوبکر بن ابی شیبہ۔

جب امام بخاری نے ان تصانیف کو دیکھا کہ ان میں صحیح و حسن داخل ہیں اور بہتوں میں ضعیف احادیث بھی شامل ہیں تو ان کی ہمت نے جوش مارا کہ ایسی حدیثیں جمع کی جائیں کہ جن میں کوئی شک وشبہ نہ ہو۔ (ضعیف حدیثیں سرے سے نہ رہیں)۔

مدخل مصنفۂ اسماعیل میں لکھا ہے کہ ''میں نے کتاب جامع تالیف ابوعبداللہ بخاری دیکھی ہے، میں نے اسے ایسا ہی پایا جیسا کہ اس کا نام (صحیح بخاری) ہے۔ اس میں بہت سی احادیث صحیح ہیں۔ میں نے انہیں جملہ حسنہ مستنبطہ پر مشتمل معانی پر

دلالت کرنے والا پایا جس کی تکمیل متن حدیث کی معرفت اور رواۃ پر کامل دست رس رکھنے والے کے سوا کوئی نہیں کرسکتا"۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایسے شخص تھے کہ زمانہ ان کے جیسے شخص کو پیدا کرنے سے قاصر رہا۔ وہ درجۂ کمال پر پہنچے اور احادیث کو جمع کیا۔ اسی کے ساتھ انھیں حسن نیت اور حصولِ نیکی بھی مقصود تھی پھر اس طرح کی تصانیف کی جانب ایک جماعت نے کوشش کی۔ ان میں حسن بن علی حلوانی بھی ہیں۔ انھیں میں ایک ابوداؤد بھی ہیں جو بخاری کے ہمعصر تھے۔

مسلم بن الحجاج بھی قریب ہی کے زمانے کے تھے۔ انھوں نے بھی اپنے مقصد کے حاصل کرنے کی کوشش کی ان سے اور ان کی کتابوں سے احادیث لئے۔ ان کے علاوہ بہتوں نے اس نیکی کے حصول کی کوشش کی لیکن کوئی بھی امام بخاری کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکا۔

ائمہ کے شروط اور ان کی کتابوں کی خصوصیات

حافظ ابوالفضل بن طاہر کتاب شروط ائمہ میں لکھتے ہیں کہ حدیث کے پانچوں ائمہ میں سے کسی ایک سے بھی یہ منقول نہیں ہے کہ انھوں نے یہ کہا ہو کہ "میں نے اپنی کتاب میں تخریج احادیث کے متعلق یہ شرط قائم کی ہے"۔ مگر جب ان کی کتابوں کی چھان بین کی گئی تو ہر ایک کی شرط کا علم ہوا۔

بخاری اور مسلم کی یہ شرط ہے کہ متفق علیہ حدیث کی تخریج ایسے ثقہ شخص سے کی جائے جو اس حدیث کو مشہور صحابی سے نقل کرتا ہو۔

رہے ابوداؤد و نسائی ان دونوں کی کتابیں تین اقسام کی حدیثوں پر مشتمل ہیں۔

(۱) پہلی قسم احادیث صحیح کی ہے جن میں صحیحین سے تخریج کی گئی ہے۔

(۲) قسم دوم میں وہ احادیث ہیں جو بخاری و مسلم کے شروط کے مطابق صحیح ہیں۔

ابوعبداللہ بن مندہ بیان کرتے ہیں کہ ابوداؤد اور نسائی کی یہ شرط ہے کہ حدیث ایسے راویوں سے لی جائے کہ (محدثین) نے ان (راویوں) کے ترک پر اجماع نہیں کیا۔ اگر اسناد متصل ہوں اور منقطع اور مرسل نہ ہوں تو یہ قسم بھی صحیح ہی سمجھی جائے گی۔

لیکن یہ طریقہ بخاری اور مسلم کے طریقہ اخراج سے مختلف ہے جیسا کہ ہم نے واضح کردیا ہے کہ بخاری و مسلم نے بہت سی صحیح احادیث کو چھوڑ دیا ہے جنھیں ابوداؤد اور نسائی نے لے لیا۔

(۳) تیسری قسم ان احادیث کی ہے جن کا ابوداؤد اور نسائی نے بغیر قطع کے صحت کے ساتھ اخراج کیا ہے جس کا سبب بھی ظاہر کردیا ہے جیسا کہ اہل معرفت نے سمجھا ہے۔ ایسے احادیث کو بھی جمع کیا ہے کہ جن کی بعض حضرات نے روایت کی ہے اور ان سے حجت لی ہے۔ انھوں نے اس کو لے لیا لیکن اس کے سقم کو بھی ظاہر کردیا تاکہ اس طرح وہ شبہ زائل ہوجائے۔ یہ بھی اس وقت کرتے ہیں جب کہ اس کے سوائے انھیں کوئی دوسری روایت نہیں ملی کیونکہ ان کے پاس لوگوں کی (صرف) رائے سے اس قسم کی حدیث اولیٰ ہی ہے۔

امام ابوموسیٰ ترمذی کی کتاب میں چار قسم کی حدیثیں ہیں۔

(۱) پہلی قسم: صحیح اور قطعی جو بخاری اور مسلم کے موافق ہے۔

(۲) دوسری قسم: ابوداؤد ونسائی کے شروط کے مطابق ہے جیسا کہ ہم نے ان کی قسم ثانی میں بیان کیا ہے۔

(۳) تیسری قسم: ابوداود ونسائی کی کی تیسری قسم جیسی ہے کہ ان کی تخریج کی اور ان کی علت بھی بیان کردی۔

(۴) چوتھی قسم: وہ ہے (جن کی تخریج کر کے) ان کی علت بھی بیان کردی اور کہہ دیا کہ میں نے اپنی کتاب میں ایسی حدیث جس پر بعض فقہا نے عمل کیا ہے۔ اس بناء پر کہ اس حدیث سے کسی نے حجت لی ہے یا کسی نے اس پر عمل کیا ہے، بیان کردی ہے۔ خواہ اس کا طریق صحیح ہو یا نہ ہو البتہ اپنی طرف سے اعتراض کو رفع کردیا ہے کیونکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی باب کے تحت ایسی مشہور حدیث جس کی سند کسی صحابی تک صحیح ہو لیتے اور اس باب میں لکھ دیتے ہیں۔ اس باب میں، اس حکم کو دوسرے صحابی کی روایت سے جس کی انھوں نے حدیث نہیں لی ہے (اگرچہ اس صحابی کی سند اول کی طرح نہیں ہوتی مگر وہ حکم صحیح ہوتا ہے) ایسی حدیث کے نیچے لاتے ہیں۔ اس طرح کہ اس باب میں فلاں اور فلاں سے روایت ہے ایک جماعت کو جن میں صحابہ بھی ہوں شمار کردیتے ہیں کہ انھوں نے اس حدیث سے اس حکم کا اخراج کیا ہے مگر یہ طریقہ چند ابواب کے سوا بہت کم اختیار کرتے ہیں۔ (انتہی)

حازمی نے شروط ائمہ کے باب میں بیان کیا ہے کہ ان لوگوں کا جنھوں نے صحیح حدیث کی تخریج کی ہے یہ طریقہ ہے کہ امور ذیل کا اعتبار کیا جائے کہ راوی عدل کا اس کے مشائخین (اساتذہ) اور جن سے اس نے روایت لی ہے کیا حال ہے۔ اگر وہ سب ثقہ بھی ہیں اور بعض طریقوں سے وہ صحیح بھی ثابت ہے تو اسی کی تخریج ضروری ہے اور اگر بعض سے وہ مدخول ہے (اور قابلِ اعتراض ہے) تو اس کی تخریج صحیح نہیں مگر ہاں بطور شاہد اور تابع کے اس کا لانا دُرست ہے۔

(حازمی نے) کہا کہ یہ معاملہ ایسا ہے کہ اس میں بڑی نزاکت ہے اور اس کے واضح کرنے کی ضرورت ہے تا کہ راویوں کے طبقات کی اچھی طرح پہچان ہوسکے اور ان کے مراتب کو سمجھ سکیں۔

اب ہم اسے ایک مثال سے واضح کریں گے۔

مثلاً زہری کے اصحاب پانچ طبقات پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے ہر طبقہ دوسرے طبقہ سے کسی طرح کی برتری رکھتا ہے۔

پہلا طبقہ انتہائی صحت رکھتا ہے جیسے مالک، ابن عیینہ، عبداللہ بن عمر، یونس اور عقیلی وغیرہ اور یہی بخاری کے پیش نظر ہے۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جو عدل و ثبت میں تو پہلے طبقہ کی طرح ہی ہے مگر یہ پہلے طبقہ سے زہری کے ساتھ مداومت و حفظ میں یکساں نہیں۔ پہلا طبقہ سفر و حضر میں بھی ساتھ رہا کرتا اور دوسرے نے تھوڑی مدت کے سوا اس کا التزام نہیں کیا لہذا انھیں حدیث زہری میں وہ ممارست و مہارت حاصل نہ ہوئی۔ اس لئے وہ طبقہ اولیٰ سے اتقان میں کم ہیں لیکن یہ مسلم کے شرائط میں شامل ہے جیسے اوزاعی لیث بن سعد نعمان بن راشد۔ عبدالرحمٰن بن خالد ابن مسافر اور ابن ذویب۔

اور **تیسرا طبقہ** ایسے لوگوں کا ہے جو زہری کے ساتھ رہنے میں تو طبقہ اولیٰ کی طرح ہیں لیکن وہ اعتراضات و جرح سے محفوظ

نہ رہے تو یہ رد و قبول کے درمیان رہ گئے ۔ (یعنی بعضوں نے انھیں قبول کرلیا اور بعضوں نے رد کردیا) اور یہی شروط ابوداؤد اور نسائی کے ہیں مثلاً سفیان بن حسین ، جعفر بن برقان اور اسحاق بن یحییٰ الکلبی ۔

چوتھا طبقہ وہ ہے جو تیسرے طبقہ کے ساتھ جرح و تعدیل میں تو شریک ہے مگر ان میں زہری کی حدیث کے متعلق مہارت و ممارست کی قلت ہے کیونکہ انھوں نے زیادہ زمانے تک زہری کی صحبت نہیں پائی ۔ ایسے لوگ ترمذی کے شرائط پر ہیں ۔

(حازمی نے) کہا کہ فی الحقیقت ترمذی کی شرط ابوداؤد کی شرط سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ جب حدیث ضعیف اور چوتھے طبقے کی ہو تو ترمذی اس کا ضعف بیان کردیتے ہیں اور اس پر متنبہ کردیتے ہیں ۔ اس لئے کہ وہ حدیث شاہد اور تابع کے طور پر ہوتی ہے اور ان کا اعتماد صرف اس حدیث پر ہوتا ہے جو ایک جماعت سے صحیح ثابت ہوچکی ہو ۔ اس طبقہ کی (مثال) زمعہ بن صالح معاویہ بن یحییٰ صدفی اور مثنیٰ بن صباح ہیں ۔

پانچواں طبقہ ضعفاء و مجہولین کی جماعت کا ہے ۔ حدیث بیان کرنے والے کے لئے جائز نہیں کہ ان کی احادیث ابواب میں بیان کرے مگر ہاں بطور اعتبار و استشہاد کے بیان کئے جاسکتے ہیں ۔ ابوداؤد کے پاس یہ ان سے کم درجہ کی ہیں مگر شیخین کے پاس تو ان سے ہرگز روایت نہیں لی جاتی ۔ ان کی مثال بحر بن کنیز سقاء ۔ حکم بن عبداللہ الایلی ۔ عبدالقدوس بن حبیب اور محمد بن سعید مصلوب کی ہے ۔

امام بخاری کبھی طبقۂ ثانیہ کے اشخاص سے بھی روایت کرلیتے ہیں اور مسلم مشاہیر طبقہ ثالثہ سے بھی اور ابوداؤد مشاہیر طبقۂ رابعہ سے بھی کسی نہ کسی سبب مقتضی کی وجہ سے روایت کرلیتے ہیں ۔

ذہبی نے میزان الاعتدال میں کہا ہے کہ جامع ترمذی کا مرتبہ سنن ابی داؤد اور نسائی سے اس وجہ سے کم ہے کہ انھوں نے مصلوب اور کلبی جیسے لوگوں کی حدیثیں بیان کی ہیں ۔

ابوجعفر بن زبیر نے کہا کہ ان کتابوں میں زیادہ بہتر کتابیں وہ ہیں جن پر اعتماد کرنے میں تمام مسلمانوں نے اتفاق کرلیا ہے اور وہ پانچ کتابیں ہیں ۔

موطا جو سب سے پہلے لکھی گئی مگر مرتبہ میں وہ کسی سے پیچھے نہیں ہے کیونکہ ان لوگوں کے ان کتابوں کے بارے میں مقاصد مختلف ہیں ۔ صحیحین سے تو سبھی کو شغف ہے ۔ تفقہ کا ارادہ رکھنے والے کے لئے **بخاری** میں بہت سے فائدے ہیں ۔ احادیث کے احکام کا حصر و استیعاب جس کے پیش نظر ہو تو ابوداؤد دیکھے جو کسی دوسرے میں نہیں ۔

ترمذی میں حدیث کی باریکیاں ہیں اس بارے میں ان کا کوئی شریک نہیں ۔

نسائی میں ان سب سے زیادہ نازک باتیں اور بڑے اہم امور اختیار کئے گئے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ

صحیح مسلم میں حسن ترتیب اور پوری حدیث بیان کرنے کا التزام ہے ۔ امام عبداللہ محمد بن عمر رشید نے کہا ہے کہ میرے پاس تحقیق سے اور واضح طور پر یہ ثابت ہے کہ کتاب ترمذی مختلف ابواب پر منقسم ہے اور یہ ایک مستقل فائدہ ہے اور اس میں

ثلثہ (کی صورتیں بھی) ہیں۔ یہ دوسرا فائدہ ہے۔ اس میں علل احادیث اور صحیح وسقیم کا امتیاز اور ان کے مراتب کا بیان ہے جو تیسرا فائدہ ہے اس میں اسماء اور کنیتوں کا بیان ہے جو چوتھا فائدہ ہے۔ اس میں تعدیل تجریح ہے جو پانچواں فائدہ ہے۔ ترمذی نے جن حدیثوں کی سند بیان کی ہے ان میں یہ بھی کہہ دیا ہے کہ انھوں نے صرف صحبت رسول حاصل کیا ہے یا نہیں۔ یہ چھٹا فائدہ ہے۔ ترمذی میں یہ بھی بیان کردیا گیا ہے کہ اس حدیث کی کون کون سے ائمہ نے روایت کی ہے۔ یہ ساتواں فائدہ ہے۔ یہ تو مجملاً فائدوں کا ذکر ہے تفصیلی فائدے اور بھی متعدد ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ سنن ترمذی سے بہت سے فائدے اور بے شمار منفعتیں ہیں۔

شیخ ابن حجر نے بیان کیا ہے کہ ابوعلی کے کلام سے جو بات ظاہر ہوتی ہے، یہ ہے کہ انھوں نے صحیح مسلم کو تمام کتابوں پر ترجیح دی ہے (جن میں صحیح بخاری بھی شامل ہے) یہ ان خوبیوں کی وجہ سے ہے جو دوسری کتابوں میں نہیں ہے مگر ہم جس مسئلہ پر بحث کر رہے ہیں یعنی صحت حدیث میں شرائط مطلوبہ (تو اس اعتبار سے تو بخاری کو ہی فضیلت ہے) اور مسلم کو ترجیح اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے اپنی کتاب کی تصنیف اپنے شہر اور اُصول کے حضور کے ساتھ (یعنی اساتذہ کے سامنے) اور اکثر اساتذہ کی زندگی میں اپنی کتاب تصنیف کی۔ وہ الفاظ کو بڑی تحقیق کے ساتھ لکھتے اور سیاق عبارت کا بڑا لحاظ رکھتے ہیں جس طرح بخاری استنباط احکام کا اہتمام کرتے ہیں۔ مسلم اس پر توجہ نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ بخاری روایت کے ٹکڑے لکھتے ہیں اور مسلم پوری پوری حدیث لکھتے ہیں۔ مسلم ایک حدیث کے تمام طریق ایک ہی جگہ بیان کردیتے ہیں اور بخاری مختلف مقامات پر مختلف روایتوں سے بیان کرتے ہیں۔ مسلم موقوف احادیث بالکل نہیں لکھتے مگر بعض شاذ و نادر طور پر تابع کی حیثیت سے لاتے ہیں مقصد کی حیثیت سے نہیں لاتے۔

Terminology

حدیث کی اصطلاحیں

حدیث: وہ ہے جس کا رسول اکرم ﷺ کے قول وفعل اور تقریر پر اطلاق ہو۔

مرفوع: وہ حدیث جو رسول اللہ ﷺ پر منتہی ہو (یعنی جس میں قال رسول اللہ ﷺ ہو)۔

موقوف: جو (حدیث) صحابی پر منتہی ہو۔

مقطوع: وہ (اثر) جو تابعی پر منتہی ہو۔

خبر۔ حدیث۔ اثر۔ (ایک ہی معنی کے) مترادف الفاظ ہیں۔

سند: اسناد: طریق حدیث کو اور اس کے روایت کرنے والوں کو کہتے ہیں۔

متن: جہاں اسناد ختم ہوں وہاں سے حدیث کا متن شروع ہوتا ہے۔

متصل: وہ حدیث ہے جس کا کوئی راوی بیچ میں نہ چھوٹا ہو۔

منقطع: حدیث کا ایک راوی یا بہت سے راوی غیر متصل چھوٹ گئے ہوں۔

معلق: اول سندِ حدیث سے ایک سے زائد راوی چھوٹ گئے ہوں اور بعض اوقات تمام سند حذف کردی جاتی ہے۔ ائمہ جب احادیث میں تعلیق کرتے ہیں تو وہ متصل اور صحیح حدیث ہوتی ہے جیسے تعلیقاتِ بخاری۔

مرسل: آخر سندِ حدیث سے تابعی کے بعد سے ایک راوی ساقط ہوجائے اور مرسل کا حکم یہ ہے کہ اس میں توقف کیا جائے۔

معضل: جس حدیث کے سند کے دو راوی متواتر ساقط ہوجائیں۔

مدلّس: جس میں کسی راوی نے اپنے استاد کا نام نہ لیا ہو بلکہ اپنے سے اوپر کے شخص سے راویت کرے۔ ایسے الفاظ سے جس سے وہم ہو کہ اس نے سنا ہے اور حدیث میں جھوٹ کی قطعیت نہ ہو اور جمہور کا یہ خیال ہے کہ اس قسم کی مدلّس حدیث ایسے شخص سے قبول کرلی جائے جس کے متعلق معلوم ہو کہ ایسا شخص بغیر کسی ثقہ کے روایت نہیں کرتا جیسے ابن عیینہ۔

مضطرب: وہ حدیث ہے جس کے متن اور اسناد میں راویوں کا اختلاف، تقدیم، تاخیر، زیادتی یا کمی ہے یا ایک راوی کی جگہ دوسرا راوی مذکور ہوجائے۔ ایک متن دوسرے متن کی جگہ آجائے۔ سند کے ناموں یا اجزائے متن میں تصحیف انحصار یا حذف ہو یا اسی طرح کی کوئی دوسری بات ہو۔ اگر اس میں جمع کا امکان ہو تو بہتر ہے ورنہ ایسی صورت میں توقف کرنا چاہیے۔

مدرّج: جس میں راوی نے اپنا یا غیر کا کلام خواہ وہ صحابی یا تابعی کا ہو اس غرض کے لئے کسی لغت کے معنی جاننے یا کسی معنی کی تفسیر یا کسی مطلق کے مقید کرنے کے لئے درج کردیا ہو۔

معنعن: وہ حدیث ہے جس میں راوی یہ بیان کرے کہ فلاں صاحب نے مجھ سے اور فلاں صاحب نے فلاں صاحب سے یوں بیان کیا۔

شاذ: وہ حدیث جو ثقہ راویوں کے خلاف مروی ہو۔ بعض کا بیان ہے کہ وہ حدیث جو ثقہ مرجوح نے ثقہ راجح کے برخلاف روایت کی ہو۔ بعض کہتے ہیں جس کو ثقہ نے روایت کی ہو اور اس میں منفرد اور اس کے موافق اصل (روایت) نہ ملے۔

مردود: وہ حدیث ہے جس کی ثقہ کے مقابل غیر ثقہ نے روایت کی ہو۔

محفوظ: وہ حدیث ہے جس کو راجح ثقہ نے بیان کی ہو۔

منکر: وہ حدیث ہے جس کی ضعیف راوی نے روایت کی ہو اور اپنے سے کمزور راویوں کی روایت کے مخالف ہو۔

معلل: وہ حدیث جن کے اسناد میں علتیں اور اسباب غامضہ ہوں جو صحت کو عیب لگانے والے ہوں کہ جن اسباب سے حاذق متنبہ ہوجائے۔ اس قسم کی حدیث کہ اصل دیکھنے سے معلوم ہو جیسے ارسال کرنا موصول حدیث ہے اور وقف کرنا مرفوع میں اور اسی قسم کے اور امور جن میں موجود ہوں۔

شاهد: وہ حدیث جس میں صحابی دوسرے صحابی کے موافق روایت کرے۔

متابع: وہ حدیث جس میں ایک راوی دوسرے راوی سے روایت میں موافقت کرے۔

صحیح: وہ حدیث ہے جس کے راوی عادل، ضابط نے راویت کی ہو جو معلل و شاذ نہ ہو۔

صحیح لذاته: راوی عادل، ضابط نے تمام وکمال طریقہ پر روایت کی ہو اور وہ معلل و شاذ نہ ہو۔

صحیح لغیرہ: جس کی صحت میں کسی ایک نوعیت کا قصور ہو اور اس میں ایسی بات پائی جائے جس کا نقصان کثرت طرق سے دور ہو جائے۔

حسن لذاته: وہ حدیث ہے جو عادل، ضابط سے مروی ہو لیکن اس میں کسی ایک قسم کا قصور ہو۔

ضعیف: وہ حدیث ہے جس میں شرائط معتبرہ جو صحیح میں درج ہیں کلا یا بعضاً مفقود ہوں۔

حسن لغیرہ: وہ ضعیف حدیث ہے کہ جس کے راوی کثیر ہوں۔ کثرت روایت نے ضعیف کر دیا ہو جس کے ضعف کی تلافی کسی طرح ہو سکے (کئی ضعیف مل کر حسن لغیرہ بنتے ہیں)۔

عدالت: وہ ملکہ ہے جو کسی شخص میں (پابندی) تقویٰ اور مروت سے پیدا ہو۔ خواہ وہ آزاد ہو یا غلام۔

مروءت: وہ ایسا ملکہ ہے جس سے کوئی شخص ایسے خصائص اور نقائص سے پاک ہو جو عالی ہمتی کے خلاف ہیں۔

تقویٰ: برے عمل سے بچنا جیسے شرک، فسق، بدعت اور صغیرہ گناہ پر اصرار نہ کرنا۔

طعن: (جو عدالت سے متعلق ہے) آنحضرت ﷺ کی حدیث میں دروغ گوئی اور اتہام، فسق و جہالت اور اعتقادات میں بدعت۔

موضوع: جھوٹا ثابت ہونا راوی کا حدیث نبوی میں، خواہ وہ اس کے اقرار سے ہو کہ اس نے غلط حدیث وضع کی ہے یا اس کے علاوہ اس کا (اس جھوٹ کا) ثبوت قرائن سے ہو۔

متروک: متہم کیا جانا راوی کا جھوٹ سے غیر حدیث میں، قواعد معلومہ ضروریہ شرعیہ کے برخلاف ہو۔

مبہم: وہ حدیث کہ جس کا راوی مجہول ہو اور مبہم، غیر مقبول ہے مگر یہ کہ اگر صحابی ہو تو مقبول ہے کیونکہ تمام صحابی عدول ہیں اور صحابی پر جرح و تعدیل نہیں ہو سکتی۔

وجہ طعن ضبط میں: سننے میں زیادہ غفلت، تحملِ حدیث میں ناموں میں غلطی کرنا اور ان کے ادا کرنے میں اور اسناد و متن میں ثقہ راویوں کی مخالفت۔

مختلط: کمزور حافظہ کی روایت بیماری کی وجہ سے جیسے حافظہ کا خلل کبرسنی کی وجہ سے یا بصارت کا جاتا رہنا یا کتابوں کا

کھو جانا پس ایسی صورت میں اس سے روایت قبول نہ کی جائے گی البتہ وہ روایت مقبول ہے جو اس اختلال و اختلاط سے قبل کی ہو۔ جس میں یہ معلوم ہو جائے کہ اس نے روایت اس حال کے بعد کی ہے (تو وہ روایت قبول نہ کی جائے گی)۔

غریب و فرد: وہ حدیث کہ جس کی ایک ہی راوی نے روایت کی ہو۔ اگرچہ کہ ایک ہی جگہ روایت کی ہو۔

عزیز: وہ حدیث جس کی کم از کم دو راویوں نے روایت کی ہو۔

مشہور و مستفیض: وہ حدیث ہے کہ جس کی دو سے زیادہ راویوں نے روایت کی ہو لیکن روایت حدِ تواتر کو نہ پہنچے۔

متواتر: وہ حدیث ہے جس کو ایک جماعت نے روایت کی ہو جس کی اس کثرت سے روایت کی گئی ہو کہ عقل ان کا اجتماع جھوٹ پر باور نہ کرے۔

رموز جو مستعمل ہوئے ہیں کنز العمال اور تیسیر میں

خ: بخاری کے لئے۔ **م**: مسلم کے لئے۔ **ق**: متفق علیہ۔ **د**: ابوداؤد کے لئے۔ **ت**: ترمذی کے لئے۔ **ن**: نسائی کے لئے۔ **ہ**: ابن ماجہ کے لئے۔ **۴**: ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کے لئے۔ **۳**: ابوداؤد، نسائی اور ترمذی کے لئے۔ **حم**۔ احمد کے لئے مسند میں۔ **عم**: امام احمد کے بیٹے عبداللہ کے لئے زوائد میں۔ **ک**: حاکم کے لئے۔ **خد**: بخاری کے لئے ادب مفرد میں۔ **تخ**: بخاری کے لئے تاریخ میں۔ **حب**: ابن حبان کے لئے صحیح میں۔ **طب**: طبرانی کے لئے ان کی معجم کبیر میں۔ **طس**: طبرانی کے لئے اوسط میں۔ **طص**: طبرانی کے لئے صغیر میں۔ **ش**: ابن ابی شیبہ کے لئے۔ **عب**: عبدالرزاق کے لئے جامع میں۔ **ع**: ابویعلیٰ کے لئے۔ **قط**: دارقطنی کے لئے۔ **فر**: دیلمی کے لئے مسند فردوس میں۔ **حل**: ابونعیم کے لئے حلیہ میں۔ **هب**: بیہقی کے لئے شعب الایمان میں۔ **هق**: بیہقی کے لئے سنت (یعنی احادیث میں)۔ **عد**: ابن عدی کے لئے کامل میں۔ **خط**: خطیب کے لئے۔ **ط**: ابوداؤد طیالیسی کے لئے۔ **ض**: ضیاء المقدسی کے لئے۔ **کر**: ابن عساکر کے لئے۔ **الست**: بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی و مالک کے لئے۔ **الخمسة**: بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی کے لئے۔ **الاربعة**: ابوداؤد، ترمذی و نسائی کے لئے۔ **الثلاثه**: بخاری و مسلم و مالک کے لئے۔ **الشیخان**: بخاری و مسلم کے لئے۔ **متفق علیه**: بخاری و مسلم کے لئے۔

ائمہ حدیث کے حالات

امام اعظم امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطا، کوفی۔ آپ کے دادا زوطا کابلی تھے اور ثابت حضرت علی بن

ابی طالب کرم اللہ وجہ کے پاس گئے ۔ حضرت علیؓ نے ان کی اور ان کی اولاد کے لئے برکت کی دُعا کی ۔ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے ۔ بغداد میں ۱۵۰ھ میں انتقال فرمایا ۔ علی ابراہیم النخعی اور حماد بن ابی سلیمان سے فقہ پڑھی ۔ عطا بن رباح اور ابا اسحٰق السبعی سے حدیث کی سماعت کی ۔ محمد بن المنکدر، نافع اور ہشام بن عروہ وسماک بن حرب وغیرہ سے روایت کی ۔ عالم باعمل، زاہد، عابد امام علوم شرعیہ تھے ۔ مبالغہ کرنے والے کے مبالغہ اور تعریف کرنے والے کی تعریف سے زیادہ بزرگ تھے ۔ رضی اللہ عنہ ۔

امام مالک مالک بن انس بن مالک الاصبحی ۔ دار الہجرۃ کے امام تھے ۔ ۹۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ میں وفات پائی اور اس وقت آپ کی عمر ۸۴ سال تھی ۔ اور وہ امام حجاز بلکہ فقہ وحدیث میں امام الناس تھے ۔ آپ نے محمد بن شہاب الزہری بن سعید انصاری اور نافع موئی ابن عمر اور دیگر حضرات سے علم سیکھا اور آپ کے شاگرد محمد حسن شیبانی، امام شافعی اور یحیٰی بن یحیٰی اندلسی وغیرہ ائمہ حدیث ہیں ۔ رضی اللہ عنہ ۔

محمد بن الحسن محمد بن حسن شیبانی ۔ حضرت ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں ۱۳۲ھ کے وسط میں پیدا ہوئے اور ۱۸۹ھ میں انتقال کیا ۔ ابوحنیفہ، مسعر بن کدام ۔ سفیان ثوری، مالک بن انس و اوزاعی ۔ ربیعہ بن صالح، بکیر بن عمار اور قاضی و ابا یوسف سے روایت کرتے ہیں اور ان سے علم فقہ حاصل فرمایا ۔

ابو یوسف امام قاضی ابو یوسف ۔ یعقوب بن ابراہیم انصاری کوفی ہشام بن عروہ ابواسحاق شیبانی اور عطاء بن سائب سے روایت کرتے ہیں ۔ ۱۹۲ھ میں انتقال فرمایا ۔ وہ عالم باعمل فقیہ ومحدث تھے ۔ رضی اللہ عنہ ۔

شافعی ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی مطلبی ایک زبردست امام تھے ۔ ۱۵۰ھ میں فلسطین میں پیدا ہوئے ۔ مصر میں ۲۰۴ھ میں انتقال فرمایا ۔ مسلم بن خالد، امام مالک بن انس سے علمِ فقہ سیکھا ۔ امام مالک بن انس، ابوثور ابراہیم بن خالد، ابوابراہیم المزنی و ربیع بن سلیم المرادی اور بہت سے لوگوں سے روایت کرتے ہیں ۔ علمائے عالم آپ کی امامت پر متفق ہیں اور ان کے تفقہ اور بلند مرتبہ ہونے پر ہم زبان ہیں ۔ رضی اللہ عنہ ۔

ابن ابی الدنیا ابوبکر عبداللہ آپ کا نام ۔ آپ سعید بن سلیمان، علی بن جعد ۔ ابونصر تمار اور خالد بن خراش سے روایت کرتے ہیں ۔ ۲۰۸ھ میں پیدا ہوئے ۔

الحمیدی بڑے امام ہیں ۔ آپ کا نام عبداللہ بن زبیری اسدی مکی ہے ۔ آپ بخاری کے استاد ہیں اور امام شافعی کے زبردست شاگردوں میں سے ہیں ۔ مکہ میں ۲۱۹ھ میں انتقال فرمایا ۔

اسحٰق بن راہویہ صاحب مذہب امام ہیں ۔ اسحٰق بن ابراہیم بن مخلد حنظلی نیشاپور میں قیام کیا ۔ ابن مبارک جریر بن عبدالحمید، عبدالعزیز العمی، فضیل بن عیاض، عیسٰی بن یونس دراوردی سے حدیث کی سماعت اور امام بخاری ومسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ان سے روایت کی ہے ۔ ۱۶۶ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۲۳۸ھ میں وفات پائی ۔

ابن ابی حاتم محمد بن ادریس رازی وساکن رَے) ابی حاتم ابوسعد الشیخ علی بن منقذ بن یونس بن عبدالاعلی ۔ حجاج بن الشاعر ۔ ابن وارۃ اور ابازرعہ سے حدیث کی سماعت کی ۔ سن ولادت ۲۴۰ھ ہے ۔

احمد بن حنبل امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی مروزی ۱۶۴ھ میں بمقام بغداد پیدا ہوئے اور ۲۴۱ھ میں وہیں وفات پائی ۔ آپ فقہ، حدیث، زہد و ورع کے امام تھے ۔ یزید بن ہارون و یحیٰی بن سعید القطان و سفیان بن عُیینہ اور شافعی سے اور عبدالرزاق سے حدیث سماعت کی ۔ ان سے (امام حنبل سے) بخاری اور مسلم اور ابوداؤد نے راویت کی ۔ رضی اللہ عنہ ۔

الدارمی ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی حافظِ سمرقند یزید بن اُزدن و نضر بن شمیل سے حدیث کی روایت کرتے ہیں اور ان سے (یعنی ابوعبداللہ سے) مسلم، ابوداؤد، ترمذی وغیرہ روایت کرتے ہیں ۔ اپنے زمانے کے امام تھے ۔ ۱۸۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۵۵ھ میں انتقال کیا ۔

بخاری ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ الجعفی البخاری ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۵۶ھ میں انتقال کیا ۔ انھوں نے مکی بن ابراہیم بلخی ابی نعیم فضل بن دکین (سے احادث لیں) اور علی بن مدینی و احمد بن حنبل اور یحیٰی بن معین وغیرہ سے روایت کی ہے ۔ ان کی کتاب صحیح بخاری کلام اللہ کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے ۔

مسلم ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری ۲۰۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۶۱ھ میں انتقال کیا ۔ ان کی عمر ۵۷ برس تھی ۔ یحیٰی بن یحیٰی، قتیبہ بن سعید، اسحٰق ابن راہویہ اور احمد بن حنبل وغیرہ ائمہ سے احادیث لئے ہیں اور ان سے بہت سے لوگوں نے احادیث لی ہیں ۔

صحیح مسلم و صحیح بخاری (گویا) خوبیٔ روایت اور صحت اسناد میں دو شرط کے گھوڑے ہیں ۔ (جو ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے ہیں) رضی اللہ عنہ ۔

طحاوی امام ابوجعفر احمد بن محمد مصری، ہارون ابن سعید و عبدالغنی بن رفاعہ اور یونس بن عبدالاعلی اور بحر بن نصر اور عیسٰی بن مترود اور محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم سے احادیث کی سماعت کی ۔ ان کا انتقال ۳۲۷ھ میں ہوا ۔

ابن ماجہ امام ابوعبداللہ بن محمد بن یزید القزوینی ۔ انھوں نے محمد بن عبداللہ بن نمیر ابراہیم بن المنذر ۔ عبداللہ بن معاویہ اور ہشام بن عمار سے حدیث کی سماعت کی ۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی سنن میں تیس حدیثیں ضعیف ہیں ۔ ۲۰۷ھ میں پیدا ہوئے ۔ ان کا ۲۷۵ھ میں انتقال ہوا ۔ رضی اللہ عنہ ۔

ابوداؤد آپ کا نام سلیمان بن اشعث بن اسحٰق ازدی سجستانی ہے ۔ ان کی ولادت ۲۰۲ھ میں ہوئی اور آپ نے بصرہ میں ۲۷۵ھ میں وفات پائی ۔ احمد بن حنبل، عثمان بن ابی شیبہ اور قتیبہ بن سعید وغیرہ سے فن حدیث حاصل کیا ۔ اپنی کتاب سنن کو احمد بن حنبل کے پاس پیش کرکے درست کرلیا ۔ ابن العربی فرماتے ہیں اگر کسی کے پاس کوئی علم کا ذخیرہ نہ ہو اور صرف مصحف

اور یہ کتاب (یعنی سنن ابوداؤد) ہو تو پھر اس کو دیگر (دینی) معلومات کی حاجت نہیں رہے گی۔

ابن عدی امام ابو احمد عبداللہ جرجانی نے بھلول بن اسحاق اور ابوحنیفہ اور ابو عبدالرحمٰن نسائی سے حدیث کی سماعت کی ۲۷۷ھ میں پیدا ہوئے۔

الترمذی نام ابوعیسٰی محمد بن عیسٰی بن سورۃ ترمذی ہے۔ ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور ترمذ میں ۲۷۹ھ میں وفات پائی۔ محمد بن بشار اور علی بن حجر وغیرہم سے علم حاصل کیا اور فقہ محمد بن اسمٰعیل بخاری سے پڑھی۔ ترمذی نے فرمایا میں نے اپنی کتاب علمائے حجاز وعراق وخراسان کے سامنے پیش کی اور سب اس کتاب کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ جس کے گھر میں کتاب ترمذی ہو گویا اس کے گھر میں نبی کریم ﷺ کلام فرما رہے ہیں۔

ابوزرعۃ نام عبدالرحمٰن نصری دمشقی ہے۔ ہوذہ بن خلیفہ ابونعیم احمد بن خالد ابومسہر نسائی عبید اور سلیمان بن حرب سے روایت کرتے ہیں۔ ۲۸۱ھ میں وفات پائی۔

بزاز نام ابوبکر احمد بن عمرو بصری۔ ھدیہ بن خالد عبدالاعلیٰ ابن عماد، حسن بن علی بن راشد اور جمی سے اور محمد بن یحیٰی بن فیاض رمانی سے راویت کرتے ہیں ۱۹۲ھ میں وفات پائی۔

ابن الضریس حافظ مسند ابوعبداللہ بن ایوب بن یحیٰی ابن ضریس کلبی رازی کتاب فضائل القرآن کے مصنف ہیں۔ ابتدائے ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور بمقام رے ۲۹۴ھ میں وفات پائی۔

ابنِ ابی شیبہ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ حافظ، کامل اور محدث کوفہ ہیں۔ ۲۹۷ھ میں انتقال کیا۔

ابویعلی نام احمد بن علی موصلی ہے۔ علی بن جعد، یحیٰی بن معین اور محمد منہال، غسان بن ربیع اور شیبان بن فروخ اور یحیٰی بن معین سے حدیث سنی۔ ۳۰۷ھ میں انتقال فرمایا۔

نسائی وہ عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر ہیں۔ ۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۰۳ھ ہجری میں مکہ میں وفات پائی۔ فن حدیث قتیبہ بن سعید، علی بن خشرم، اسحٰق بن ابراہیم، محمد بن بشار، ابوداؤد سجستانی سے راویت کی ہے۔ بعض امراء نے ان کی کتاب سنن کے متعلق ان سے سوال کیا کہ وہ صحیح اور حسن اور دونوں سے قریب تر ہے اور انھوں نے کہا کہ ہمارے لئے اس میں سے صحیح احادیث لکھو تو آپ نے سنن سے انتخاب کیا اور ان تمام حدیثوں کو کہ جن کے اسناد میں تعلیل کے متعلق لوگوں کو کلام تھا چھوڑ دیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابن الجارود امام ناقد، حافظ، ابومحمد عبداللہ بن علی ابن الجارود نیشاپوری مجاور مکہ کتاب المنتقٰی فی الاحکام کے مصنف ہیں۔ آپ نے ۳۰۷ھ میں انتقال فرمایا۔

ابن خزیمہ نام امام ابوبکر محمد بن اسحٰق۔ آپ محمود بن غیلان، عتبہ بن عبداللہ، محمد بن ابان، علی بن حجر، ابوقدامہ، بشر ابن

معاذ، ابوکرب اور عبدالجبار بن علاء سے روایت کرتے ہیں کہ جن سے بخاری اور مسلم بن الحجاج نے روایت لی ہے۔ ۲۲۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۱۱ھ میں وفات پائی۔

السراج نام ابو العباس محمد بن اسحٰق الثقفی نیشاپوری۔ آپ قتیبہ بن سعید، ابن راہویہ، محمد بن بکار اور ابو کریب سے روایت کرتے ہیں۔ ۲۱۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۱۳ھ میں انتقال فرمایا۔

ابوعوانہ نام یعقوب بن اسحاق، آپ یونس بن عبدالاعلیٰ، احمد ابن الازہر زعفرانی، ذہلی اور علی بن اسکاب سے روایت کرتے ہیں۔ ۳۱۶ھ میں وفات پائی۔

ابن سعد نام الحافظ علامہ ابومحمد عبداللہ بن احمد بن سعد نیشاپوری بزاز معتبر لوگوں میں سے ایک ہیں۔ ۳۴۹ھ میں اچانک انتقال فرمایا۔

ابن السکن نام حافظ ابوعلی سعید بن السکن بغدادی مصر میں آکر قیام کیا۔ ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنی کتاب صحیح المنتقی اہل اندلس کے سامنے پیش کی۔ ۳۵۳ھ میں وفات پائی۔ تذکرۃ حفاظ میں اسی طرح مرقوم ہے۔ واللہ اعلم۔

ابن حبان نام ابوحاتم محمد آپ حسین ادریس هردی و ابو الخلیفہ الجمحی ابوعبدالرحمٰن نسائی، ابو یعلی اور ابن خزیمہ سے روایت کرتے ہیں۔ ۳۵۴ھ میں وفات پائی۔

الطبرانی نام حافظ الحجۃ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الشامی اللخمی ہے صاحب تصانیف، بہت سی مشہور تصانیف کے مصنف ہیں۔ عکا میں ۲۶۰ھ میں تولد ہوئے اور ۳۶۰ھ میں وفات پائی۔

ابن السنی الحافظ ابوبکر احمد بن محمد دینوری سنن نسائی کے راوی ہیں۔ ابو الخلیفہ الجمحی، راجی اور ابوعروبۃ الحرانی سے روایت کرتے ہیں۔ ۳۶۴ھ میں وفات پائی۔

ابوالشیخ نام ابومحمد عبداللہ بن محمد انصاری اصبہانی ہے۔ محمود بن الفرج اور ابراہیم بن سعدان، الرملی، ابوالخلیفہ، ابو یعلی اور ابوعروبہ سے روایت کرتے ہیں۔ ۲۷۴ھ میں تولد ہوئے اور ۳۶۹ھ میں انتقال فرمایا۔

ابن شاہین نام ابوجعفر عمر بن احمد بغدادی ہے۔ محمد بن محمد الباغندی و ابوحبیب المزنی اور البغوی سے روایت کرتے ہیں۔ ۳۸۵ھ میں وفات پائی۔

دار قطنی نام ابوالحسن علی بن عمر الدار قطنی ہے۔ اپنے زمانے کے امام اور فرید عصر تھے۔ ۳۰۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۸۵ھ میں وفات پائی۔

حاکم امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم الضبی الطہمانی نیشاپوری ہیں۔ صاحب تصانیف مشہورہ

ہیں ۔ ۳۲۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۰۳ھ میں وفات پائی ۔

ابن مردویہ ابوبکر احمد بن موسیٰ اصبہانی صاحب تفسیر و تاریخ جلیل القدر حافظ ہیں ۔ ۲۴/ رمضان ۴۱۶ھ میں وفات پائی ۔

ابو نعیم نام احمد بن عبداللہ اصفہانی مصنف حلیہ ہیں ۔ آپ زبردست مشائخ حدیث میں سے ہیں اور بڑی قدر و منزلت والے ہیں ۔ ۳۳۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۳۰ھ میں وفات پائی ۔

البیہقی نام امام حافظ علامہ شیخ خراسان ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ بیہقی صاحب تصانیف مشہورہ ہیں ۔ ۳۸۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۵۸ھ میں وفات پائی ۔

ابن عبدالبر نام امام شیخ الاسلام حافظ المغرب ابوعمر و یوسف بن عبداللہ النمری القرطبی ۔ آپ کی تصانیف مشہور ہیں ۔ ۳۶۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۶۳ھ میں وفات پائی ۔

الخطیب حافظ جلیل القدر امام محدث شام و عراق ابوبکر احمد بن علی بن ثابت البغدادی صاحب تصانیف ہیں ۔ ۳۹۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۶۳ھ میں انتقال فرمایا ۔

البغوی محی السنۃ ابومحمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء الشافعی ، مصنف کتاب معالم التنزیل وشرح السنۃ اور تہذیب اور مصابیح وغیرہ ہیں ۔ شوال ۵۱۶ھ میں بمقام مرو انتقال فرمایا ۔

رزین رزین بن معاویہ ، ابوالحسن رزین بن معاویہ العبدری حافظ ، مصنف کتاب تجرید فی الجمع بین الصحاح (جو کتب صحاح کی ایک جامع کتاب ہے) ۵۲۰ھ میں وفات پائی ۔

قاضی عیاض قاضی علامہ ، عالم المغرب عیاض بن موسیٰ بن عیاض مصنف کتاب الشفا وغیرہ ہیں ۔ بمقام سبتہ ۴۷۶ھ میں تولد ہوئے ۔ آپ کی اصل اندلسی ہے کہ آپ کے دادا اندلس سے فاس میں نقل مقام کر کے سبتہ میں سکونت اختیار کی ۔ مراکش میں دفن کئے گئے ۔ ۵۴۴ھ میں وفات پائی ۔

ابن عساکر امام حافظ ، محدث شام ، فخر الائمہ ، ثقۃ الدین ابو القاسم علی بن حسن دمشقی شافعی صاحب تصانیف ہیں ۔ ۴۹۹ھ میں پیدا ہوئے ۔ ۵۷۱ھ میں وفات واقع ہوئی ۔

عبدالرزاق امام المحدثین عبدالرزاق بن ابومحمد بن ابو صالح محدث بغداد ۵۲۸ھ میں پیدا ہوئے ۔ ۶۰۳ھ میں وفات پائی ۔

ابن القطان حافظ علامہ ناقد ابوالحسن علی بن محمد ابن عبد الملک بن یحییٰ بن ابراہیم الحمیری الکتامی الفاسی ۔ ۶۲۸ھ میں وفات پائی ۔

ابن النجار حافظ امام جلیل القدر مورخ عصر مفید العراق محمد بن محمود بغدادی صاحب تصانیف کثیرہ ۵۷۸ھ میں پیدا ہوئے

اور ۶۴۳ھ میں وفات پائی ۔

الضیاء امام العالم حافظ الحجۃ محدث شام ضیاء الدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد السعدی المقدسی دمشقی صاحب تصانیف نافعہ ہیں ۔ ۵۶۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۴۳ھ میں وفات پائی ۔

نووی ابوذکریا محی الدین یحییٰ ابن شرف الدین النووی امام اہل زمانہ محرم ۶۳۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۴/رجب ۶۷۶ھ میں وفات پائی ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانتے ہیں اور اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور ہم اللہ سے اپنے نفس کی برائیوں سے پناہ مانگتے ہیں اور اپنے اعمال کی خرابی سے۔ جس کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو خدائے تعالیٰ گمراہ رہنے دے اس کو کوئی ہدایت نہیں کرسکتا اور ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ بجز اللہ کے کوئی معبود نہیں جو ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپؐ پر اور آپؐ کی آل پر اور اصحابؓ پر اور آپ کے متبعین پر قیامت تک صلوٰۃ وسلام ہو۔

بعد حمد ونعت کے قابل تحریر امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے کہ ''اللہ کی رسّی سب مل کر مضبوط پکڑو، جدا جدا نہ ہو جاؤ تم سب خدا ہی کی پناہ میں رہو اور جدا نہ ہو''۔ فرمانِ الٰہی ہے ''تم اس چیز کو قوت کے ساتھ پکڑو جو ہم نے تم کو دی ہے اور جو اس میں ہے اسے یاد کرو شائد کہ تم متقی ہو جاؤ''۔ اور خدا کا کلام ہے کہ ''اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور ڈرو'' اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''تم اس چیز کو جس کو رسول نے دیا ہے لے لو اور اس چیز سے بچو جس سے رسول نے تم کو منع کیا ہے''۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مثال بیان کی ہے اللہ نے صراط مستقیم کی اور صراط کی دونوں جانب دیواریں ہیں جس میں دروازے کھلے ہیں اور دروازوں پر پردے چھوٹے ہوئے ہیں اور صراط کے ابتداء میں ایک بلانے والا ہے جو یہ کہتا ہے کہ راستے پر سیدھے چلو، کج روی نہ کرو اور اس کے اوپر ایک بلانے والا ہے جو بلاتا ہے۔ جب کبھی کوئی بندہ ان دروازوں میں سے کسی کو کھولنا چاہتا ہے تو وہ یہ کہتا ہے افسوس ہے تجھ پر نہ کھول اس کو کیونکہ اگر تو اس کو کھولے گا تو اس میں داخل ہو جائے گا۔ پھر اس کی تفسیر بیان کی اور یہ مطلع فرمایا کہ صراط اسلام ہے اور ابواب مفتحہ (کھلنے والے دروازے) محارم اللہ ہیں اور چھوٹے ہوئے پردے حدود اللہ ہیں۔ راستے پر بلانے والا قرآن ہے اور جو بلانے والا اس کے اوپر ہے وہ واعظ اللہ ہے جو ہر مومن کے دل میں ہے''۔ اس کی احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی ہے۔

اور عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا جس وقت ہم سرکارؐ کے پاس تھے، اس وقت ایک شخص ہمارے پاس آیا جس کے کپڑے نہایت سفید، جس کے بال نہایت کالے، جس پر سفر کے آثار نمایاں نہ تھے اور نہ ہم میں سے کوئی شخص اس کو جانتا تھا یہاں تک کہ وہ نبی ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے اپنے دونوں گھٹنے نبی کریم ﷺ کے گھٹنوں کے پاس رکھے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے رانوں پر رکھے اور کہا، اے محمد! مجھ کو اسلام سے خبر دو۔ سرکارؐ نے فرمایا کہ تو گواہی دے کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور یہ کہ محمد اس کے رسول ہیں۔ نماز پڑھے، زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھے، حج بیت اللہ کرے اگر زادِ راہ ہے۔ اس نے کہا سچ فرمایا۔ ہم نے تعجب کیا کہ وہ سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے کہا ایمان کی مجھے خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا تو اللہ پر ایمان لائے اور اس کے ملائکہ پر، اس کے رسولوں اور یوم آخر پر اور یہ کہ

خیر وشر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس نے کہا سچ فرمایا۔ اس نے پھر کہا کہ مجھے احسان سے خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا عبادت کر اللہ کی گویا کہ تو اس کو دیکھتا ہے، اگر تو اس کو نہیں دیکھتا تو یہ سمجھ کہ وہ تجھ کو دیکھتا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ مسلم نے اس کی روایت کی ہے۔

معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ کسی کے ساتھ نیکی کرنا چاہتا ہے تو اس کو دین کی باتوں میں تفقہ عطا فرماتا ہے اور بے شک میں قاسم ہوں اور اللہ دینے والا ہے۔ (متفق علیہ)

میں نے ایمان اور اسلام اور احسان کی تشریح کی ہے اور اس پر علم صحیح احادیث رسول امین ﷺ احادیث نبوی اور آثار صحابہ سے (رضی اللہ عنھم) اس پر اضافہ کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے حق کے طالبوں کو نفع بخشے گا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو اس سے اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے بجز تین چیزوں کے (۱) صدقہ جاریہ (۲) علم کہ جس سے نفع اٹھایا جاتا ہے (۳) یا نیک اولاد جو اس کیلئے دُعا کرتی ہے۔ یہ مسلم سے مروی ہے۔

میں نے اس سے مخلوق کے امن کے دینے والے اور اسلام کے جھنڈے اٹھانے والے حرمین شریفین کی خدمت کرنے والے دونوں جہاں کی نیکی حاصل کرنے والے آصف زمان نظام البلدان سکندر دوران، ناصر ملت والدین، افضل السلاطین، اہل علم وعرفان کے محبوب سلطان بن سلطان میر عثمان علی خان سلطان دکن کی خدمت گزاری کی ہے۔ اللہ ان کو شرور دشمن سے بچائے رکھے۔

انا الفقیر الی اللہ الغنی

عبدالقدیر محمد صدیقی

پروفیسر حدیث صدر شعبۂ دینیات

جامعۂ عثمانیہ حیدرآباد۔ دکن

كِتَابُ الْعِلْمِ

بَابُ فَضْلِ الْعِلْمِ وَالْعَالِمِ

باب علم اور عالم کی فضیلت میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی : قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ (زمر ۔ آیت ۹)

لغات: قَالَ ؛ کہا ۔ تَبَارَکَ ؛ بابرکت ۔ وَ ؛ اور ۔ تَعَالٰی ؛ اعلیٰ و ارفع ۔ قُلْ ؛ کہہ دے (اے رسول) آپ فرما دیجئے ۔ هَلْ ؛ کیا (سوال کے لئے آتا ہے) ۔ يَسْتَوِیْ ؛ مساوی ہیں، برابر ہوتے ہیں ۔ الَّذِيْنَ ؛ جو لوگ (اَلَّذِی کی جمع) ۔ يَعْلَمُوْنَ ؛ علم رکھتے ہیں، جانتے ہیں ۔ وَالَّذِيْنَ ؛ اور وہ لوگ جو ۔ لَا ؛ نہیں ۔ لَا يَعْلَمُوْنَ ؛ علم نہیں رکھتے ۔

ترجمہ: کہا برکت اور بلندی والے اللہ نے: تم کہو! جو علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟
(کیا صاحب علم اور بے علم دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ (البقرۃ ۔ آیت ۳۱ تا ۳۳)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ؛ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ عَلَّمَ ؛ تعلیم دی ۔ اَلْاَسْمَآءَ ؛ نام (جمع اسم) ۔ كُلَّهَا ؛ تمام ان کے ۔ ثُمَّ ؛ پھر ۔ عَرَضَهُمْ ؛ ان کے سامنے لایا ۔ عَلٰی ؛ پر (حرف جر یعنی زیر دینے والا حرف ہے) ۔ الْمَلٰٓئِكَةِ ؛ فرشتے (جمع مَلَک ؛ فرشتہ)

فَ ؛ پھر ۔ فَقَالَ ؛ پھر فرمایا ۔ اَنْبِئُوْنِیْ ؛ مجھ سے بیان کرو، مجھے خبر دو ۔ نَبَأٌ؛ خبر ۔ نَبِیٌ ؛ جو خبر دے ۔ ب ۔ زائد ہے اس سے جملہ کا زور بڑھ جاتا ہے ۔ بِاَسْمَآءِ ؛ ناموں کو ۔ هٰٓؤُلَآءِ ؛ ان کے، هٰذا کی جمع ۔ اِنْ ؛ اگر (حرف شرط) کُنْتُمْ ؛ تھے تم سب (جمع) مگر یہاں ہو تم مراد ہے ۔ صٰدِقِیْنَ ؛ سچے (جمع صادق، سچا) ۔ قَالُوْا ؛ کہا (فرشتوں نے) سُبْحٰنَ ؛ پاک ہے ۔ سُبْحٰنَکَ ؛ تو پاک ہے، تجھ پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا ۔ لَنَآ ؛ ہمارے لئے ۔ لِ ؛ واسطے، لئے ۔ اِلَّا ؛ مگر، سوائے ۔ مَا ؛ جو ۔ عَلَّمْتَنَا ؛ تو نے ہمیں علم دیا ۔ عَلَّمْتَ ؛ تو نے علم دیا ۔ اِنَّکَ ؛ بے شک تو ۔ اِنَّ ؛ بے شک (یہ حرف مبتدا کو فتحہ، زبر، نصب اور خبر کو ضمہ پیش دیتا ہے ۔ مثلا اِنَّ زیداً قائمٌ) ۔ عَلِیْمٌ ؛ علم والا ۔ حَکِیْمٌ ؛ حکمت والا، مناسب کام کرنے والا ۔ یا ؛ اے (حرف ندا جو پکارنے کے لئے مستعمل ہے ۔ اس کے ذریعہ سے پکارتے ہیں) ۔ فَلَمَّا ؛ پھر جب ۔ لَمَّا ؛ جب ۔ أ ؛ کیا؟ لَمْ ؛ نہیں ۔ لَمْ اَقُلْ ؛ میں نے نہیں کہا ۔ اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ ؛ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا ۔ اَعْلَمُ ؛ میں جانتا ہوں ۔ غَیْبَ ؛ غائب، چھپی ہوئی بات یا شئے ۔ السَّمٰوٰت ؛ بہت سے آسمان (جمع سَمَآءٌ ۔ آسمان) اَرْضٌ ؛ زمین ۔ تُبْدُوْنَ ؛ تم ظاہر کرتے ہو ۔ بَدا ۔ یَبْدُوْ ۔ بَدْوًا ؛ ظاہر ہونا ۔ تَکْتُمُوْنَ ؛ تم چھپاتے ہو ۔ کَتَمَ ۔ یَکْتُمُ ۔ کِتْمَانًا ؛ چھپانا ۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اللہ نے آدم کو اسماء کی تعلیم دی تمام کے تمام پھر ان ناموں کی چیزوں کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا ۔ پھر فرمایا ان کے نام تو بتادو ان کی حقیقت تو ظاہر کرو اگر تم سچے ہو ۔ فرشتوں نے عرض کیا تو ہمارے اعتراض سے پاک ہے ہم کو اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں دیا ۔ بے شک تو علیم و حکیم ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے آدم! تم ان کے نام بتادو ۔ جب آدم نے ان چیزوں کے نام بتادیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (فرشتوں سے) کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہوں اور میں خوب جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو ۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۔ (فاطر ۔ آیت ۲۸)

لغات: اِنَّمَا ؛ بے شک، اس کے سوائے کچھ نہیں ۔ یَخْشٰی ؛ ڈرتا ہے ۔ خَشِیَ ۔ یَخْشٰی ۔ خَشْیَۃً ۔ خوف ۔ مِنْ ؛ سے (حرفِ جر ہے ۔ یعنی اپنے بعد کے اسم کو زیر دیتا ہے مثلاً مِنْ عِبَادِهٖ ؛ اس کے بندوں سے ۔ عِبَادٌ ؛ بندے (جمع عَبْد ؛ بندہ) ۔ عُلَمَآءُ ؛ علم والے (جمع عَالِمٌ) ۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ سے وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں، عالم ہیں ۔

صاحبو! جتنا علم ہوگا اتنا ہی خدا کا خوف ہوگا ۔ عزت و حرمت بقدر معرفت ۔ دیکھو! فرشتوں نے کہا تھا کہ تو انسانوں کو کیوں پیدا کرتا ہے ۔ ہر فرشتہ ایک کام کا ہے اور اپنے کام سے واقف ہے ۔ یہ حضرت انسان ہی ہیں جن کے علم کا حد و حساب نہیں ۔ اس لئے ان کی عزت ان کا اعزاز بھی سب سے زیادہ ہے ۔ یہ بات یاد رکھو! کلی تجلی انسان پر ہوتی ہے، غیر انسان پر نہیں ہوتی ۔ اس واسطے انسان فرشتوں سے بہتر ہے ۔ جب فرشتوں سے آدم کا امتحان مقابلہ ہوا تو فرشتوں کو ہارنا پڑا اور آدم

کی برتری ثابت ہوگئی۔ اس امتحان مقابلہ میں آدم جیت گئے۔ دوسرے علوم اور الٰہیات کے علم میں اتنا ہی فرق ہے جتنا خدا اور بندہ میں اور دوسری چیزوں میں لہٰذا لاکھ فلسفہ پڑھ لو، ہزار علوم وفنون سے واقف ہوجاؤ، اس سے کیا ہوتا ہے۔ کہاں تم کہاں خدا، کہاں خدا کا دیا ہوا علم۔ یاد رکھو! معرفت والے مقربِ خدا ہوتے ہیں اور اعمال صالحہ والے جنت کے مستحق ہوتے ہیں، اچھا کھاتے ہیں، اچھا پہنتے ہیں، آرام سے رہتے ہیں مگر قربت بقدر معرفت۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَرْجِعَ۔ اَخْرَجَہُ الترمذی۔ وَفِیْ اُخْرٰی لَہٗ عَنْ سَخْبَرَةَ مَرْفُوْعًا مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ کَانَ کَفَّارَةً لِّمَا مَضٰی۔
(تیسیر ۹۲)

لغات: خَرَجَ؛ نکلا۔ فِیْ؛ میں۔ (یہ حرف جر ہے۔ حرف جر کل سترہ (۱۷) ہیں)۔ طَلَبٌ؛ چاہنا۔ سَبِیْلٌ؛ راستہ، راہ۔ حَتّٰی؛ یہاں تک۔ یَرْجِعَ؛ رجوع کرے، واپس ہو۔ یَرْجِعُ رُجُوْعًا؛ واپس ہونا۔ رَجْعًا؛ واپس کرنا۔ کَفَّارَةٌ؛ بدلہ (اس فعل کے مصدر کے دو معنی ہیں۔ رُجُوْعًا؛ واپس ہونا۔ رَجْعًا؛ واپس کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابو امامہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو علم کی طلب میں نکلا اس کا ایسا نکلنا راہِ خدا میں ہے اس کے واپس آنے تک (اس کی روایت ترمذی نے کی) اور ترمذی ہی کی دوسری روایت میں ہے حضرت سخبرہ سے مرفوعاً یعنی انھوں (سخبرہؓ) نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا ہے یعنی اس حدیث میں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ ہے۔ جس نے علم کو طلب کیا تو ہوگا کفارہ (بدلہ) ان غلط کاریوں کا جو (اس سے) پہلے ہوئی ہیں۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ الْفَقِیْہُ فِی الدِّیْنِ اِنِ احْتِیْجَ اِلَیْہِ نَفَعَ وَاِنِ اسْتُغْنِیَ عَنْہُ اَغْنٰی نَفْسَہٗ۔ (رواہ رزین۔ مشکوٰۃ ۳۶۔۲)

لغات: نِعْمَ الرَّجُلُ؛ کیا اچھا آدمی ہے۔ اَلْفَقِیْہُ؛ سمجھدار۔ اِنْ؛ اگر۔ اِحْتِیْجَ اِلَیْہِ؛ اس کی حاجت ہو، اگر لوگوں کو اس کی ضرورت ہو۔ نَفَعَ؛ نفع دیتا ہے۔ وَاِنِ اسْتُغْنِیَ عَنْہُ؛ اگر اس کی ضرورت نہیں رہتی، اس سے بے پرواہی کی جاتی ہے۔ اَغْنٰی نَفْسَہٗ؛ اپنے آپ کو مستغنی کردیتا ہے، اپنے آپ کو نفع دیتا ہے، اپنے آپ کو غنی کردیتا ہے۔

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا دین کی سمجھ رکھنے والا کیا اچھا آدمی ہوتا ہے۔ اگر لوگوں کو اس کی حاجت ہوتی ہے تو انہیں نفع دیتا ہے اور اگر اس سے لوگ بے پرواہ ہوجائیں تو وہ خود اپنے آپ کو نفع پہنچاتا ہے، اپنے آپ کو غنی کردیتا ہے۔

(اس حدیث کی روایت حضرت رزین نے کی اور مشکوٰۃ میں بھی ہے)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَقَالَ كِلَاهُمَا عَلٰى خَيْرٍ وَاَحَدُهُمَا اَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهٖ اَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُوْنَ اِلَيْهِ فَاِنْ شَاءَ اَعْطَاهُمْ وَاِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ وَاَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ الْفِقْهَ اَوِالْعِلْمَ وَيُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ فَهُمْ اَفْضَلُ وَاِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ ۔ (رواہ الدارمی ۔ مشکوۃ ۳۱)

لغات: مَرَّ ؛ گزرا ۔ بِمَجْلِسَيْنِ ؛ دو مجلسوں پر ۔ كِلَاهُمَا ؛ ان میں کا ہر ایک، دونوں ۔ اَمَّا ؛ لیکن ۔ يَدْعُوْنَ ؛ دُعا کرتے ہیں، مانگتے ہیں (وہ سب) دَعٰی ، يَدْعُوْ ، دُعَاءٌ ؛ پکارنا ، مانگنا ۔ يَرْغَبُوْنَ ؛ رَغِبَ ۔ يَرْغَبُ ۔ رَغْبَةً؛ خواہش کرنا، چاہنا ۔ شَآءَ ؛ چاہا ۔ شَاءَ يَشَاءُ مَشِيْئَةً ؛ چاہنا ۔ اَعْطَاهُمْ ؛ ان کو دے گا ۔ اَعْطٰى يُعْطِيْ اِعْطَاءً ؛ دینا ۔ بُعِثْتُ ؛ میں بھیجا گیا ، مبعوث ہوا ۔ بَعَثَ يَبْعَثُ بَعْثًا وَبِعْثَةً ؛ بھیجنا ، پیغمبر بنانا ۔ جَلَسَ ؛ بیٹھا ۔ فِيْهِمْ ؛ ان میں ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ دو مجلسوں پر سے گزرے اپنی مسجد میں پھر حضرتؐ نے فرمایا یہ دونوں مجلسیں اچھی ہیں خیر کے کام میں ہیں مگر ایک مجلس دوسری مجلس سے افضل ہے ۔ عبادت کرنے والے خدا سے دُعا مانگ رہے ہیں اور اپنے مدعا عرض کررہے ہیں اور اپنی خواہشات عرض کررہے ہیں ۔ خدا اگر چاہے تو انہیں دیتا ہے اور اگر نہ چاہے تو روک لیتا ہے اور یہ دوسری مجلس (جماعت والے) یہ قابل فہم اور ضروری مسائل سیکھتے ہیں اور جو نہیں جانتے انھیں علم دیتے ہیں لہٰذا وہ افضل ہیں ۔ (یعنی عالم کا مرتبہ عابد کے مرتبہ سے بہتر و برتر ہے) میں بھیجا گیا ہوں معلم بنا کر پھر حضرت رسول خدا ﷺ ان میں یعنی مجلس علماء میں بیٹھ گئے ۔ (اس حدیث کی روایت دارمی نے کی اور مشکوۃ میں بھی ہے)

عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

لغات: مَنْ يُّرِدْ ؛ جو ارادہ کرے ، چاہے ۔ اَرَادَ ، يُرِيْدُ ، اِرَادَةً ؛ ارادہ کرنا ۔ قَاسِمٌ ؛ تقسیم کرنے والا ۔ قَسَمَ يَقْسِمُ قِسْمَةً ؛ تقسیم کرنا ۔ يُعْطِيْ ؛ دینا ، عطا کرنا ۔

ترجمہ: حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدا جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے ۔ میں تو تقسیم کرنے والا ہوں اور خدا دینے والا ہے ۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

(مشکوۃ ۳۲)

لغات: حَسَدٌ؛ حسد، رشک، غلبہ۔ اِثْنَيْنِ؛ دو(۲)۔ اٰتَاهُ؛ دیا اسے۔ اٰتٰی، یُؤْتِیْ۔ اِیْتَآءً؛ دینا۔ سَلَّطَ؛ مسلط کیا، غالب کیا۔ هَلَكَتِهٖ؛ اس کا صرف کرنا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (صحابی) سے روایت ہے کہ کہا انھوں نے، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے رشک اور غلبہ نہیں ہے مگر دو شخصوں پر ایک تو وہ جسے خدا نے مال عطا کیا اور اسے صَرف کرنے اور راہِ خدا میں خرچ کرنے کی توفیق دی اور دوسرا وہ شخص کہ خدا نے حکمت عطا کی، علم سے سرفراز کیا اور وہ شخص اس کے موافق فیصلہ کرتا ہے اور لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔

(یہ حدیث متفق علیہ ہے یعنی اسے حضرت بخاری اور حضرت مسلم نے روایت کی اور یہ مشکوٰۃ میں بھی ہے)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِی الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُهُوْا ۔ (رواہ مسلم ۔ مشکوٰۃ)

لغات: اَلنَّاسُ؛ لوگ۔ مَعَادِنُ؛ جمع مَعْدَنٌ۔ کان۔ ذَهَبٌ؛ سونا۔ فِضَّةٌ؛ چاندی۔ خِيَارٌ؛ جمع خیر، اچھا۔ اِذَا؛ جب کہ۔ فَقُهُوْا؛ تفقہ اور سمجھ پیدا کریں۔ فَقُهَ۔ يَفْقَهُ۔ فِقْهًا؛ سمجھ پیدا کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا انھوں نے کہ، فرمایا نبی کریم ﷺ نے لوگ مثل سونے اور چاندی کی کانوں کے ہیں جو زمانۂ جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہوں گے جب کہ غور وفکر اور تفقہ سے کام لیں۔

(اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا اور مشکوٰۃ میں بھی ہے)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْوَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهُ ۔

(رواہ مسلم ۔ مشکوٰۃ)

لغات: مَاتَ؛ مرگیا۔ مَاتَ، يَمُوْتُ، مَوْتًا؛ مرنا۔ اِنْقَطَعَ؛ موقوف ہوگیا، کٹ گیا۔ عَنْهُ؛ اس سے۔ عَمَلُهُ؛ اس کا عمل۔ یعنی جب آدمی مرجاتا ہے اس کے اعمال بھی ختم ہوجاتے ہیں۔ اس کی ترقی مسدود ہوجاتی ہے۔ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ؛ صدقہ جاریہ۔ جیسے مسجد، خانقاہ، سرائے بنانا، باولی کھدوانا۔ جب تک لوگ اس سے فائدہ اُٹھائیں گے انہیں ثواب ملتا ہی رہے گا۔ يُنْتَفَعُ؛ نفع حاصل کیا جائے۔ بِهٖ؛ اس سے۔ وَلَدٌ؛ بیٹا یا بیٹی دونوں پر یہ لفظ صادق آتا ہے (جمع اَوْلَادٌ) صَالِحٌ؛ نیک، اچھا۔ يَدْعُوْ؛ دُعا کرے۔ دَعٰی، يَدْعُوْ، دُعَاءً؛ دُعا کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب آدمی مرتا ہے تو اس کے اعمال ختم ہوجاتے ہیں موقوف ہوجاتے ہیں سوائے ان تین کے (ان سے باقی رہتے ہیں) یعنی (۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جس سے

نفع حاصل کیا جاتا ہے (جیسے مدرسہ اور شاگردوں کا سلسلہ) (۳) نیک اولاد جو اس کے لئے دُعا کرتی ہے۔
(روایت کیا اسے مسلم نے)

اولاد صالح ماں باپ کے لئے دُعا کرتی رہتی ہے اور جو شخص مرگیا ہے اس کا ثواب ان امور سے ہمیشہ روبہ ترقی رہتا ہے۔

بَابٌ فِیْ اٰدَابِ الْعَلِمِ

باب علم کے آداب میں

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی : لٰکِنِ الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْھُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ ۔ (النساء ۔ آیت ۱۶۲)

وَفِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ : قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَاعِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَآ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ۔

(البقرۃ ۔ آیت ۳۲)

لغات: لٰکِنْ ؛ لیکن، مگر۔ لٰکِنِ الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ ؛ مگر مضبوط علم والے۔ مِنْھُمْ ؛ ان میں سے۔ رَاسِخُوْنَ (جمع راسخ) یُؤْمِنُوْنَ ؛ ایمان لاتے ہیں۔ بِمَا ؛ ان چیزوں پر۔ اُنْزِلَ ؛ نازل کیا گیا۔ اِلَیْکَ ؛ تیری طرف (آپ کی طرف)۔ مِنْ قَبْلِکَ ؛ تجھ سے قبل۔ وَمَااُنْزِلَ ؛ اور ان چیزوں پر جو اتاری گئیں۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مگر ممتاز علم اور ایمان والے ان میں سے بعض تو اس (کتاب) پر ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف اتاری گئی ہے اور (ان کتابوں پر بھی ایمان لاتے ہیں) جو تم سے پہلے اتاری گئی ہیں۔

ترجمہ: اور قرآنِ مجید ہی میں ہے: (فرشتوں نے) کہا، تو ہمارے اعتراض سے پاک ہے ہمیں اتنا ہی علم ہے جتنا کہ تو نے ہمیں دیا بے شک تو علیم وحکیم ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھٰرُوْنَ الْعَبْدِیِّ قَالَ کُنَّا نَاْتِیْ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَیَقُوْلُ مَرْحَبًا بِوَصِیَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَنَا ۔ اِنَّ النَّاسَ لَکُمْ تَبَعٌ وَ اِنَّ رِجَالًا یَاْتُوْنَکُمْ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ یَتَفَقَّھُوْنَ فِی الدِّیْنِ فَاِذَا اَتَوْکُمْ فَاسْتَوْصُوْا لَھُمْ خَیْرًا ۔ اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ وَضَعَّفَہُ ۔

لغات: نَاْتِیْ ؛ ہم آتے تھے۔ فَیَقُوْلُ ؛ پھر کہتے تھے (ابوسعید) مَرْحَبًا ؛ مبارک ہو۔ بِوَصِیَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ؛ تم کو جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی ہے۔ تَبَعٌ ؛ تابع ہے۔ اَقْطَارٌ (جمع قطر) اطراف۔ یَتَفَقَّھُوْنَ ؛ سوچتے، سمجھتے ہیں۔ فِی الدِّیْنِ ؛ دین کے مسائل میں۔ اِسْتَوْصُوْا ؛ انھیں نصیحت کرو، وصیت کرو۔

ترجمہ: ہارون عبدی سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہم ابوسعید خدریؓ کے پاس حاضر ہوتے تو وہ فرماتے مبارک ہو اے رسول خدا ﷺ کی وصیت والو! رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا یقیناً لوگ تمہارے تابع ہوں گے اور یقیناً لوگ اطراف عالم سے تمہارے پاس آئیں گے اور دین کے مسائل میں غور وفکر کریں گے، سونچیں گے پھر جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم انھیں اچھی نصیحت اور وصیت کرو۔

(ترمذی نے اس کی روایت کی ہے اور اس کو ضعیف بتایا ہے)

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا يَتَدَارَءُ وْنَ فِي الْقُرْآنِ فَقَالَ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِهٰذَا ضَرَبُوْا كِتَابَ اللّٰهِ بَعْضَهٗ بِبَعْضٍ ـ وَاِنَّمَا نَزَلَ كِتَابُ اللّٰهِ يُصَدِّقُ بَعْضُهٗ بَعْضًا ـ فَلَا تُكَذِّبُوْا بَعْضَهٗ بِبَعْضٍ فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُوْلُوْا وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوْهُ اِلٰى عَالِمِهٖ ـ (رواه احمد و ابن ماجة ـ مشكوٰة)

لغات: يَتَدَارَءُ وْنَ ؛ ایک دوسرے پر ڈالتے ہیں ـ تَدَارَءَ ؛ يَتَدَارَءُ ـ تَدَارُءُ اَوْدَرْأً ؛ ایک دوسرے سے اختلاف کرنا، بے جا بحث کرنا ـ هَلَكَ ؛ ہلاک ہوا ـ جَهِلَ ؛ نہ جانا ـ (يَجْهَلُ جَهْلًا) ـ كِلُوْا ؛ چھوڑ دو ـ وَكَلَ ـ يَكِلُ ـ وَكَالَةً ؛ چھوڑنا ـ

ترجمہ: عمرو بن شعیب نے اپنے باپ یعنی شعیب سے روایت کی اور وہ اپنے دادا سے انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو سنا کہ قرآن میں ایک دوسرے پر ہیکا ڈھیکی کر رہے ہیں، ایک دوسرے کو رد کر رہے ہیں تو آپؐ نے فرمایا جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اسی ہیکا ڈھیکی میں تباہ ہوگئے ـ قرآن شریف کی بعض آیتوں کو بعض سے لڑایا ـ خدا نے تو قرآن کو ایسا اتارا ہے کہ اس کا بعض، بعض کی تصدیق کرتا ہے لہذا لوگو! تم قرآن کے بعض حصہ کو بعض حصے سے رد نہ کرو اور نہ جھٹلاؤ، جو تمہیں معلوم ہے اسے بولو اور جو تمہیں معلوم نہیں اسے اس کے جاننے والے پر چھوڑ دو ـ

صاحبو! ذرا اس حدیث پر غور کرو کہ اس سے کیا کیا نکل رہا ہے ـ قرآن شریف کی آیتوں کو باہم لڑانا، جھوٹی باتیں کرنا سب ناجائز ہے ـ اس حدیث سے یہ بھی نکل رہا ہے کہ جاہلوں کو چاہئیے کہ عالموں کی تقلید کریں ـ نادانی سے باوجود بے علمی کے خود کو عالم نہ سمجھو ـ

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّآءِ اِسْتَقِيْمُوْا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيْدًا وَ اِنْ اَخَذْتُمْ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا ـ (رواه البخارى ـ مشكوٰة)

لغات: مَعْشَرٌ ؛ جماعت، مل کر زندگی گزارنے والے ـ قُرَّآءٌ ؛ جمع قاری ـ اِسْتَقِيْمُوْا ؛ تم سیدھے، مستقیم رہو ـ سَبَقْتُمْ

سَبْقًا بَعِيْدًا ؛ تم بہت آگے بڑھ گئے ہو ۔ وَاِنْ اَخَذْتُمْ ؛ اگر تم اختیار کرو ۔ يَمِيْنًا ؛ سیدھی طرف ۔ شِمَالًا ؛ بائیں طرف ۔ ضَلَلْتُمْ ؛ تم گمراہ ہوگئے ۔ ضَلَالًا بَعِيْدًا ؛ بڑی گمراہی ۔

ترجمہ : حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا اے قاریوں کی جماعت تم سیدھی راہ پر رہو کیونکہ تم دوسروں سے بہت بڑھ گئے ہو پھر اگر تم نے اِدھر اُدھر کا راستہ اختیار کرلیا ، سیدھے بائیں نکل گئے تو یقیناً تم بہت گمراہ ہوگئے ۔

صاحبو ! یہاں قُراء سے بغیر معنی کے قرآن پڑھنے والے مراد نہیں ہیں بلکہ سمجھ کے ساتھ قرآن پڑھنے والے مراد ہیں اور اس سے مراد علماء ہیں ۔ اگر عالموں نے کجروی کی تو یقیناً ان کی گمراہی بھی بہت بڑی ہوگی کیونکہ ان کی گمراہی کا اثر ہزارہا نادانوں پر پڑے گا ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ ۔ قَالَ : وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ اَرْبَعَ مِائَةِ مَرَّةٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَمَنْ يَدْخُلُهَا ۔ قَالَ : اَلْقُرَّآءُ الْمُرَاؤُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ ۔ رواه الترمذی وَكَذَا ابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ فِيْهِ ۔ وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الْقُرَّآءِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الَّذِيْنَ يَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَآءَ قَالَ اَلْمُحَارِبِیُّ يعنی الْجَوَرَةَ ۔

(مشکوٰۃ ۳۸)

لغات : تَعَوَّذُوا ؛ پناہ مانگو ۔ جُبٌّ ؛ غار ۔ حُزْنٌ ؛ غم ۔ اَرْبَعَ مِائَةٍ ؛ چارسو ۔ مَرَّةٌ ؛ دفعہ ، مرتبہ ۔ اَلْمُرَاؤُوْنَ ؛ دکھاوا کرنے والے ، ریاکار ۔ يَزُوْرُوْنَ ؛ ملاقات کرتے ہیں ۔ زیارت کرتے ہیں ۔ جَوَرَةٌ ؛ جمع جائر ، ظالم ، جور وستم کرنے والا ۔

ترجمہ : ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۔ لوگو ! اللہ کی پناہ مانگو "جُبِّ حزن" سے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب حزن کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ جہنم میں ایک وادی ہے کہ خود اس سے جہنم بھی روزانہ چارسو دفعہ پناہ مانگتی ہے " کہا گیا کہ یا رسول اللہ اس میں کون داخل ہوں گے " ؟ فرمایا وہ قاری یعنی عالم لوگ جو ریاکاری سے اعمال کرتے ہیں انھیں صرف دکھاوا مقصود ہوتا ہے ۔ ترمذی نے اس کی روایت کی اور ابن ماجہ نے بھی اور ان کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور قراء میں سے اللہ تعالٰی کے پاس مبغوض اور مکروہ تر وہ لوگ ہیں جو امیروں کے پاس جاتے ہیں ۔ محاربی نے کہا کہ اس سے ظالم امراء مراد ہیں ۔

صاحبو ! اس حدیث کی روشنی میں سوچو تو سہی کہ ریاکار علماء کا کیا حال ہوگا ؟ تمام جہنم کے لوگ ان کے عذاب کو دیکھ کر پناہ مانگتے ہوں گے ۔ دنیاداروں کے پاس ان کی مرضی کے مطابق احادیث کے معنی پیدا کرنا دین کو تباہ کرنا ہے لہذا وہ

سخت ترین عذاب کے مستحق ہیں۔ یاد رکھو! کہ جو لوہار کی بھٹی کے پاس بیٹھے گا اس پر چنگاریاں اُڑیں گی اور اس کے کپڑوں کو جلائیں گی۔ آگ کے پاس بیٹھیں اور حرارت سے بچیں، ناممکن۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ مِنْ حَقِّ الْعَالِمِ اَنْ لَاتُكْثِرَ عَلَيْهِ السُّؤَالَ - وَاَنْ لَاتَلَحَّ عَلَيْهِ اِذَا اَعْرَضَ وَلَا تَاْخُذَ بِثَوْبِهٖ اِذَا كَسَلَ وَلَا تُشِيْرَ اِلَيْهِ بِيَدِكَ وَاَنْ لَاتَغْمِزَهٗ بِعَيْنِكَ وَاَنْ لَاتَسْاَلَ فِيْ مَجْلِسِهٖ وَاَنْ لَا تَطْلُبَ زَلَّتَهٗ وَاِنْ زَلَّ تَاَنَّيْتَ اَوْبَتَهٗ وَقَبِلْتَ فَيْئَتَهٗ وَاَنْ لَا تَقُوْلَ قَالَ فُلَانٌ خِلَافَ قَوْلِكَ وَ اَنْ لَاتُفْشِيَ لَهٗ سِرًّا وَاَنْ لَّا تَغْتَابَ عِنْدَهٗ اَحَدًا وَاَنْ تَحْفَظَهٗ شَاهِدًا وَغَائِبًا وَاَنْ تَعُمَّ الْقَوْمَ بِالسَّلَامِ وَتَخُصَّهٗ بِالتَّحِيَّةِ - وَاَنْ تَجْلِسَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاِنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ سَبَقْتَ الْقَوْمَ اِلٰى خِدْمَتِهٖ وَاَنْ لَّا تَمَلَّ مِنْ صُحْبَتِهٖ - اِنَّمَا هُوَ كَالنَّخْلَةِ تَنْتَظِرُ مَتٰى يَسْقُطُ عَلَيْكَ مَنْفَعَتُهٗ وَاَنَّ الْعَالِمَ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِذَا مَاتَ الْعَالِمُ اِنْثَلَمَتْ فِي الْاِسْلَامِ ثُلْمَةٌ لَا تُسَدُّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ - وَطَالِبُ الْعِلْمِ يُشَيِّعُهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنْ مُقَرَّبِي السَّمَاءِ -

(المرهبي و ابن عبدالبر في العلم كنز ٥ / ٢٢٢)

لغات: تُكْثِرَ ؛ زیادہ کرے۔ اَكْثَرَ ۔ يُكْثِرُ ۔ اِكْثَارًا ؛ زیادہ کرنا۔ تلحّ ؛ ضد کرے، الحاح کرے، ہٹ کرے۔ اَعْرَضَ ؛ روگردانی کی، منہ پھیرلیا۔ ثوبٌ ؛ کپڑا۔ كَسَلَ ؛ کسلمندی کی۔ تُشِيْرَ ؛ اشارہ کرے۔ اَشَارَ يُشِيْرُ اِشَارَةً ؛ اشارہ کرنا۔ تَغْمَزَ ؛ آنکھ کا اشارہ کرے۔ اسی سے غمزہ ہے۔ آنکھ مارنا۔ زَلَّ ؛ لغزش کیا۔ تَاَنَّيْتَ ؛ تو مہلت دے۔ تَاَنِّي ؛ مہلت دینا۔ اَوْبَةٌ ؛ رجوع کرنا۔ سنبھلنا، غلطی سے پلٹ جانا۔ اَوَّاب ؛ توبہ کرنے والا۔ قَبِلْتَ ؛ تونے قبول کیا۔ فَيْئَةٌ ؛ رجوع کرنا۔ فَاءَ يَفِيْءُ فَيْأً ؛ رجوع کرنا۔ تَفْشِيْ ؛ فاش کرے، ظاہر کرے۔ سِرٌّ ؛ راز (اسرار جمع) لَا تَغْتَابَ ؛ نہ غیبت کرے، پیٹھ پیچھے برا نہ کہے۔ تَعُمَّ ؛ عام طور سے کہے۔ تَخُصَّ ؛ خاص طور سے کہے۔ تَحِيَّةٌ ؛ دُعائے زندگی۔ لَاتَمَلَّ ؛ ملول اور بے زار نہ ہو۔ مَلَّ يَمَلُّ مَلَالًا ؛ ملول ہونا۔ تَنْتَظِرُ ؛ تم اس کا انتظار کرتے ہو۔ يَسْقُطُ ؛ ساقط ہوتا ہے، گرتا ہے۔ مَنْفَعَتُهٗ ؛ یہاں اس سے مراد کھجور ہیں۔ اس کی منفعت۔ اِنْثَلَمَ ؛ رخنہ پڑجاتا ہے، دندانے ٹوٹ جاتے ہیں۔ ثُلْمَةٌ ؛ رخنہ، خلل، نقصان۔ لَاتُسَدُّ ؛ کہ بند نہ ہو۔ اس کا تدارک نہ ہو۔ سَدَّ ۔ يَسُدُّ ۔ سَدًّا ؛ دیوار، روکنا۔ يُشَيِّعُ ؛ پہنچانے جاتے ہیں۔ یہ استقبال کے مقابل ہے۔ پہلے سے جانا استقبال ہے۔ پہنچانے جانا تشیع ہے۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپؓ نے فرمایا عالم کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ اس سے زیادہ سوال نہ کیا جائے اگر وہ روگرداں ہوجائے اور بس کرے تو اس پر ضد اور ہٹ نہ کرے اور اس کا کپڑا پکڑ کر نہ کھینچے جبکہ وہ سُست ہوجائے اور تھک جائے اور اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ نہ کرے اور

انگلیوں سے لوگوں کو نہ بتائے اور آنکھوں سے چشمک زنی نہ کرے (لوگوں کو اس کی کمزوری پر آنکھوں سے اشارہ نہ کرے) اور اس کی مجلس میں دوسروں سے سوال نہ کرے (دوسروں سے کچھ نہ پوچھے) اور اس کی لغزش کا طالب نہ رہے۔ اگر اس سے لغزش ہوجائے تو اسے سنبھلنے کا موقع دے، مہلت دے رجوع کرنے میں (ایسا نہیں کہنا کہ "آپ نے تو پہلے ایسا کہا تھا نا!")۔ وہ حق بات کی طرف رجوع کرے تو تم قبول کرو اور عالم کے سامنے کبھی یہ نہ کہو کہ آپ تو یہ فرماتے ہیں اور دوسرے حضرات آپ کے قول کے خلاف یہ کہتے ہیں۔ اس کا راز کسی کے سامنے فاش نہ کرو اور اس کے پاس کسی کی غیبت نہ کرو اور حاضر و غائب اس کا لحاظ رکھو، عام طور سے قوم کو سلام کرو اور استاد کو دُعائے درازی عمر سے خاص کرو۔ اس کی مجلس میں بیٹھو تو سامنے بیٹھو (بازو ہرگز نہ بیٹھو)۔ اگر اسے کسی چیز کی ضرورت ہو تو اور لوگوں سے پہلے اس کی خدمت کرنے کے لئے دوڑو۔ اس کی صحبت سے بیزار اور ملول نہ ہو اس کی مثال تو ایسی ہے جیسا کہ کھجور کا درخت۔ تم منتظر رہتے ہو کہ کب اس سے تم پر کھجور گریں گے۔ عالم کا مرتبہ بمنزلہ روزہ دار کے ہے جو راہِ خدا میں جہاد بھی کرے۔ جب عالم مرجاتا ہے تو اسلام میں ایک رخنہ پڑجاتا ہے جس کی رخنہ بندی قیامت تک نہ ہوگی۔ طالب علم جاتا ہے تو آسمان کے مقرب فرشتے ستر (۷۰) ہزار اس کے ساتھ ہوجاتے ہیں، اسے پہنچانے جاتے ہیں۔

صاحبو! ذرا موجودہ زمانے کی مجالس کو دیکھو۔ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؓ آدابِ صحبت کو کس طرح واضح طور سے بیان فرمارہے ہیں۔ مسلمانوں کی تباہی ایسی ہی بدتمیزیوں سے ہورہی ہے۔ عالم سے بے ادبی، اس سے شوخی، خود کو ہلاک کرنا ہے۔ شاگرد کا کام سننا ہے۔ بے کار حجت کرنا شانِ شاگردی سے بالکل بعید ہے۔ بے ادب بے نصیب با ادب بانصیب۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قِرَاءَتُكَ عَلَى الْعَالِمِ قِرَاءَتُهُ عَلَيْكَ سَوَاءٌ۔

(الدینوری والدیلمی ۵/۲۲۲ ایضاً)

لغات: سَوَاءٌ ؛ برابر ہے۔ مساوی ہے۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپؓ نے فرمایا، "عالم کے سامنے تمہارا پڑھنا اور عالم کا تمہارے سامنے پڑھنا" دونوں برابر ہیں یعنی قرأت وسماعت دونوں مساوی ہیں"۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَعَلَّمُوْا الْعِلْمَ فَاِذَا عَلِمْتُمُوْهُ فَاكْظِمُوْا عَلَيْهِ وَلَا تَخْلِطُوْهُ بِضِحْكٍ بَاطِلٍ فَتَمُجُّهُ الْقُلُوْبُ۔ (عم فی الزهد ۔ الخط فی الجامع کنز ۵/۲۲۲)

لغات : اِکْظِمُوْا ؛ اسے روک رکھو ۔ اس کی حفاظت کرو ۔ لَاتُخْلِطُوْا ؛ مت خلط ملط کرو ۔ مت ملاؤ ۔ ضِحْکٌ ؛ ہنسی ۔ تَمُجُّ ؛ پھینک دے، تھوک دے ۔

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا ”علم سیکھو جب سیکھ لو تو اس کی حفاظت کرو، اسے ہنسی مذاق اور خلط ملط سے نہ ملاؤ کہ لوگوں کے دل اسے تھوک دیں یعنی قبول نہ کریں ۔

بَابٌ فِیْ اٰدَابِ التَّعْلِیْمِ

باب تعلیم کے آداب میں

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی : وَلَا تَقْفُ مَالَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ ۔ (بنی اسرائیل ۔ آیت ۳۶)

لغات : لَاتَقْفُ ؛ نہ بیان کر، نہ کہہ، پیچھے نہ پڑ ۔ مَالَیْسَ ؛ جو نہیں ہے ۔ لَکَ ؛ تجھے، تیرے لئے ۔ بِہٖ ؛ اس کا ۔

ترجمہ : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ جو چیز تجھے معلوم نہیں اس کے پیچھے مت پڑ، اسے نہ کہہ ۔

عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰفَۃُ الْعِلْمِ النِّسْیَانُ وَاِضَاعَتُہٗ اَنْ تُحَدِّثَ بِہٖ غَیْرَ اَھْلِہٖ ۔ (رواہ الدارمی مرسلا ۔ مشکوٰۃ)

لغات : اِضَاعَۃٌ ؛ ضائع کرنا ۔ تُحَدِّث ؛ کہ بیان کرے، کہ کہے ۔ اسی سے حدیث ہے ۔

ترجمہ : اعمش سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علم کی آفت بھول جانا ہے اور اسے ضائع کرنا یہ ہے کہ نااہل سے کہے (یعنی نااہل کو پڑھائے لکھائے) ۔

(روایت کیا اس کو دارمی نے مرسلاً یعنی ایسی حدیث جس کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ سے ملے لیکن درمیان میں صحابی کا نام نہ ہو)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَوْاَنَّ اَھْلَ الْعِلْمِ صَانُوا الْعِلْمَ وَوَضَعُوْہُ عِنْدَ اَھْلِہٖ لَسَادُوْابِہٖ اَھْلَ زَمَانِھِمْ ۔ وَلٰکِنْ ھُمْ بَذَلُوْہُ لِاَھْلِ الدُّنْیَا لِیَنَالُوْابِہٖ مِنْ دُنْیَاھُمْ فَھَانُوْا عَلَیْہِ ۔ سَمِعْتُ نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ جَعَلَ الْھُمُوْمَ ھَمًّا وَاحِدًا ھَمَّ اٰخِرَتِہٖ کَفَاہُ اللّٰہُ ھَمَّ دُنْیَاہُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِہِ الْھُمُوْمُ اَحْوَالَ الدُّنْیَا لَمْ یُبَالِ اللّٰہُ فِیْ اَیِّ اَوْدِیَتِھَا ھَلَکَ ۔ (رواہ ابن ماجہ و ابن عساکر)

لغات : صَانُوْا ؛ حفاظت کئے، حفاظت کرتے ۔ صَانَ ، یَصُوْنُ ، صِیَانَۃً ؛ حفاظت کرنا ۔ وَضَعَ ، یَضَعُ ، وَضْعًا ؛ رکھنا، یہاں ”دینا“ مطلب ہے ۔ سَادُوْا ؛ سردار ہوئے ۔ سَیِّدٌ ؛ ہے ۔ سَادَ ، یَسُوْدُ سِیَادَۃً ؛ سردار ہونا ۔ بَذَلُوْا ؛ صرف کئے ۔ بَذَلَ ، یَبْذُلُ ۔ بَذْلًا ؛ صرف کرنا ۔ خرچ کرنا ۔ یَنَالُوْا ؛ نَالَ یَنَالُ نَیْلًا ؛ حاصل کرنا ۔ پانا ۔ ھَانُوْا ؛ ذلیل ہوئے ۔ ھَانَ ۔ یَھُوْنُ ۔ ھَوْنًا ؛

ذلیل وخوار ہونا۔ هَمٌّ ؛ آئندہ کی فکر۔ هُمُوْمٌ جمع۔ تَشَعَّبَتْ ؛ شاخ درشاخ ہو۔ شِعْبٌ ؛ گھاٹی۔ شُعْبَةٌ ؛ ڈالی۔ شاخ۔ بَالٰی یُبَالِیْ مبالاۃٌ ؛ پرواہ کرنا، معتدبہ سمجھنا۔ اَوْدِیَةٌ ؛ جمع وادی۔ گھاٹی۔ دو پہاڑوں میں کا راستہ۔ هَلَكَ ؛ تباہ ہوا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا اگر اہل علم، علم کی صیانت اور حفاظت کرتے اور اس کے اہل کو دیتے تو اپنے زمانے کے لوگوں کے سردار ہوجاتے مگر انھوں نے دنیاداروں کو دیا کہ اس سے اپنی کچھ دنیا حاصل کریں تو وہ ان کے پاس ذلیل وخوار ہوگئے۔ میں نے تمہارے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے جس نے اپنی فکر ایک ہی رکھی آخرت کی فکر تو اللہ اسے دنیا کی فکر سے کافی ہے، مستغنی کردیتا ہے اور جس کی مختلف فکریں رہیں یعنی دنیا کے حالات کی فکر تو اللہ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوجائے، مرکھپ جائے۔

صاحبو! علماء کے لئے کتنی اہم نصیحت ہے کہ نااہلوں کو علم دیں، علم سکھائیں۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ وہ خود دنیاداروں کے پاس ذلیل ہوجائیں گے۔ تم آخرت کی فکر کرو، اللہ تمہارے کاموں کی فکر کرے گا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ "اَللّٰهُ اَعْلَمُ" فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَاتَعْلَمُ "اَللّٰهُ اَعْلَمُ" قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ۔ (متفق علیہ)

لغات: لَا اَسْئَلُكُمْ ؛ میں تم سے سوال نہیں کرتا ہوں، پوچھتا نہیں ہوں۔ مُتَكَلِّفِيْنَ ؛ بناوٹ کرنے والے، تکلف کرنے والے۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے، کہا لوگو! جو کچھ جانتا ہے وہ اسے کہے اور جو نہیں جانتا اسے یہ کہنا چاہئے "اللہ اعلم" یعنی اللہ ہی خوب جانتا ہے کیونکہ علم کی شان سے یہ ہے کہ جس چیز کو نہیں جانتا وہ کہہ دے، "اللہ اعلم"۔ لوگو! تم کہو: میں تم سے کسی اجر اور بدلہ کا سوال نہیں کرتا اور میں بناوٹی اور تکلف کی باتیں کرنے والا نہیں ہوں۔ (اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے کی)

صاحبو! علم بہت بڑا دریا ہے۔ سب کچھ جاننا اللہ کا کام ہے۔ جو ہم جانتے ہیں اس سے بہت زیادہ وہ ہے جسے ہم نہیں جانتے لہذا جو چیز ہمیں معلوم نہیں اسے صاف صاف کہہ دو۔ اَللّٰهُ اَعْلَمْ۔ معلم کو چاہئے کہ اجر اور بدلہ کسی سے نہ چاہے اور بناوٹی باتیں نہ بنائے۔ دل سے لگتے نہ لگائے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهٗ ثُمَّ كَتَمَهٗ اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ۔ (رواہ احمد و ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجۃ)

لغات: ثُمَّ ؛ پھر ۔ کَتَمَ ؛ چھپایا ۔ کَتَمَ یَکْتُمُ کِتمَانًا ؛ چھپانا ۔ اُلْجِمَ ؛ لگام دیا گیا ۔ لِجَامٌ ؛ لگام ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کسی شخص سے سوال کیا جائے ایسے علم کے متعلق کہ وہ جانتا تھا پھر اس نے علم کو چھپایا اور لوگوں سے بیان نہ کیا تو اسے قیامت کے دن آگ کی لگام دی جائے گی۔ (اس کو احمد ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ابن ماجہ نے بھی)

عَنْ اَنَسٍ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً ۔ فَاِنْ اَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَاِنْ اَكْثَرْتَ فَثَلٰثَ مَرَّاتٍ ۔ وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۔ وَلَا اُلْفِيَنَّكَ تَاْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِيْ حَدِيْثٍ مِنْ حَدِيْثِهِمْ فَتَقُصُّ عَلَيْهِمْ ۔ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيْثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ وَلٰكِنْ اَنْصِتْ ۔ فَاِذَا اَمَرُوْكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُوْنَهُ وَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ ۔ فَاِنِّيْ عَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهُ لَا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ ۔ (رواه البخاری ـ مشکوٰۃ)

لغات: حَدِّثْ ؛ بیان کر ۔ كُلَّ جُمُعَةٍ ؛ ہر ہفتہ (یہ محاورہ ہے) ۔ اَبَيْتَ ؛ تو انکار کرے ۔ تو نے انکار کیا ۔ اَكْثَرْتَ ؛ تو نے زیادہ کیا، کثیر کیا ۔ فَاِنْ اَكْثَرْتَ ؛ اگر تم زیادہ کرنا چاہو ۔ لَا تُمِلَّ ؛ بیزار نہ کر ۔ اَمَلَّ يُمِلُّ اِمْلَالًا ؛ بیزار کر دینا ۔ ملول کرنا ۔ لَا اُلْفِيَنَّكَ ؛ میں تمھیں نہ پاؤں ۔ اَلْفٰى يُلْفِيْ اِلْفَاءً ؛ پانا ۔ فَتَقُصُّ ؛ پھر تم بیان کرو ۔ قَصَّ ۔ يَقُصُّ قِصَّةً ؛ بیان کرنا، قصہ کہنا ۔ اَنْصِتْ ؛ خاموش رہ ۔ نَصْتٌ ؛ خاموشی ۔ سَجْعٌ ؛ قافیہ ۔ فَاجْتَنِبْهُ ؛ اس سے اجتناب کر، کنارہ کر، چھوڑ دے ۔ جَنْبٌ ؛ پہلو، کنارہ ۔ عَهِدْتُ ؛ پایا، میں نے دیکھا ۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے اور وہ عکرمہ سے اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ انھوں نے کہا تم لوگوں کو ہفتہ میں ایک دفعہ حدیث بیان کرو ۔ اگر نہیں مانتے تو دو دفعہ، اگر اور زیادہ کرنا چاہتے ہو تو تین دفعہ ۔ تم لوگوں کو قرآن سے ملول اور بیزار نہ کرو اور تمھیں میں ایسا نہ پاؤں کہ تم لوگوں کے پاس جاؤ اور وہ اپنی باتوں میں مشغول ہوں، پھر تم ان کے سامنے احادیث بیان کرنے لگو اور ان کی بات کاٹ دو، ان کے سلسلۂ سخن کو توڑ دو پھر تم انھیں بے زار کر دو، ملول کر دو مگر تم خاموش رہو ۔ جب تم کو حکم دیں اور طلب کریں تو ان سے احادیث بیان کرو ۔ بحالیکہ وہ اس کی خواہش رکھتے ہوں اور دیکھو دعا میں قافیہ بازی سے اجتناب کرو ۔ پرہیز کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کو ایسا کرتے نہیں دیکھا ۔

(اسے بخاری نے روایت کیا اور مشکوٰۃ میں بھی ہے)

صاحبو! آج کل وعظ بازی کا زور ہے ۔ گھر گھر واعظ اور خطیب لکچر دے رہے ہیں ۔ ایک صاحب بڑے ناز سے بیان کرتے تھے کہ اس مہینے میں ساٹھ (۶۰) وعظ کئے ۔ لوگو! وعظ تو سنتے جاتے ہو مگر اس پر عمل بالکل نہیں کرتے اس کا نتیجہ کیا

نکلے گا؟ خدا کی حجت تم پر قائم ہوگئی اور تمہارے عمل نہ کرنے کی وجہ سے عذاب الٰہی آئے گا اور آیا۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ الْمِرَآءَ وَھُوَ مُبْطِلٌ بُنِیَ لَہٗ بَیْتٌ فِیْ رَبَضِ الْجَنَّۃِ وَمَنْ تَرَکَہٗ وَھُوَ مُحِقٌّ بُنِیَ لَہٗ فِیْ وَسْطِھَا وَمَنْ حَسُنَ خُلُقُہٗ بُنِیَ لَہٗ فِیْ اَعْلَاھَا۔ (اخرجه الترمذی۔ تیسیر)

لغات: مِرَآءٌ؛ جھگڑا، حجت۔ مِرْءٌ مادّہ ہے۔ مُبْطِلٌ؛ باطل پر۔ بَیْتٌ؛ گھر۔ رَبَضٌ؛ حوالی، کنارہ۔ مُحِقٌّ؛ حق پر۔

ترجمہ: حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہا کہ "فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے لڑائی جھگڑا چھوڑ دیا جبکہ وہ باطل پر تھا (اور اپنی غلطی کو سمجھ گیا) اس کے لئے حوالیِ جنت میں گھر بنایا جائے گا اور جو جھگڑا چھوڑ دے حالانکہ وہ حق پر تھا تو اس کے لئے وسط جنت میں مکان بنایا جائے گا۔ جس شخص کے اخلاق اچھے ہیں اس کے لئے جنت کے اعلیٰ حصہ میں مکان بنایا جائے گا۔

صاحبو! ہٹ دھری چھوڑو، اگر کوئی اچھی بات کہہ رہا ہے تو قبول کرلو۔ اگر تم حق پر بھی ہو لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ تمہارے لئے جنت میں گھر ہے اور جن کے اخلاق اچھے ہیں اس کے لئے تو جنت کے اعلیٰ حصہ میں عالی شان محل بنے گا۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِالْفَقِیْہِ مَنْ لَّمْ یُؤْیِسِ النَّاسَ مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ وَلَمْ یُرَخِّصْ لَھُمْ فِیْ مَعَاصِی اللّٰہِ تَعَالٰی۔ اَلَا لَا خَیْرَ فِیْ عَمَلٍ لَا فِقْہَ فِیْہِ۔ وَلَا خَیْرَ فِیْ فِقْہٍ لَا وَرَعَ فِیْہِ۔ وَلَا قِرَاءَۃٌ لَا تَدَبُّرَ فِیْھَا اَلَا اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ ذُرْوَۃً وَذُرْوَۃُ الْجَنَّۃِ الْفِرْدَوْسُ لِمُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(الجوھر۔ کنز ج ۵ / ۲۲۳)

لغات: اٰیَسَ یُؤْیِسُ (اَیَاسٌ) یُؤْیِسُ، اِیْنَاسًا وَاِیَاسٌ؛ ناامیدی۔ رَخَّصَ یُرَخِّصُ تَرْخِیْصًا؛ رخصت دینا، اجازت دینا، جائز سمجھنا۔ مَعَاصِیْ؛ گناہ۔ فِقْہٌ؛ سمجھ۔ وَرَعٌ؛ پرہیزگاری۔ تَدَبُّرٌ؛ غور وفکر کرنا۔ ذُرْوَۃٌ؛ اونچی جگہ، چوٹی۔ فِرْدَوْسٌ؛ جنت کا اعلیٰ درجہ۔ اٰلِ مُحَمَّدٍ؛ محمد والے، محمدی۔

ترجمہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ فقیہ کون ہے؟ فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو خدا کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور لوگوں کو خدا سے نافرمانیوں کی اجازت نہ دے۔ ہاں! اس عمل میں کچھ خیر نہیں جس میں فقہ اور سمجھ نہیں اور ایسی سمجھ سے کیا فائدہ جس میں پرہیزگاری نہیں اور ایسی قراءت (پڑھنے) سے کیا فائدہ جس میں غور وفکر نہیں۔ ہاں لوگو! ہر شئے کی ایک چوٹی اور ایک اعلیٰ مقام ہوتا ہے اور جنت کا اعلیٰ مقام فردوس ہے جو محمد وآلِ محمد ﷺ کے لئے ہے۔

صاحبو! آلَ یَؤُلُ کے معنی ہیں رجوع کرنا۔ اس کا مآل کیا ہے۔ انجام کیا ہے؟ آلِ فِرْعَوْنَ ؛ فرعون کے تبعین ۔ آلِ مُحَمَّدٍ ؛ محمد ﷺ کے تبعین، آل و تبعین محمد ﷺ کے درجات ہیں ۔ مسلمان ہوتے ہی وہ آل محمدؐ میں شریک ہوگیا۔ یعنی ہر مسلمان آلِ محمدؐ ہے جیسا کہ ہر تبع فرعون آل فرعون ہے۔

فرائض کو ادا کرنے اور محرمات سے بچنے والا، اس کا رجوع حضرت محمد ﷺ کی طرف زیادہ ہے اس لئے اس میں آلِ محمدؐ ہونا بھی زیادہ ہے۔ بنی ہاشم بھی متعلقین نبی ﷺ سے ہیں۔ اس لئے وہ بھی آل ہیں ان پر صدقہ حرام ہے۔

پنجتن پاک کو ان میں دوسروں کی بہ نسبت رسولِ خدا ﷺ سے زیادہ تعلق ہے۔ اسی لئے ان میں آلِ محمدیت بھی قوی ہے زیادہ ہے۔ ازواج مطہرات کے لئے تو قرآن شریف کی آیتیں اُتری ہیں وہ تو بطریق اولیٰ آلِ رسول ہیں کیونکہ ان کا گھر اور رسول اللہ ﷺ کا گھر ایک، وہ حضرت کو دیئے ہوئے کھانے کو کھاتی تھیں۔

حضرت بی بی خدیجہ سے صاحبزادے اور صاحبزادیاں پیدا ہوئے ۔ وہ جس طرح بی بی خدیجہؓ کے صاحبزادے اور صاحبزادیاں تھے حضرت رسولِ خدا ﷺ کے بھی تھے۔

دیکھو! میاں بیوی میں ایک قسم کی عینیت ہوتی ہے۔ ماں کا بچہ بھائی ۔ بیٹی کا بچہ نواسا۔ بہن کا بچہ بھانجا۔ مگر بیوی کا بچہ میاں کا بھی بچہ۔ لہذا سب سے زیادہ آل و اہل ہونا ازواج کے لئے ثابت ہے۔

قرآن شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں کی بیویوں کو ''اہل بیت'' فرمایا گیا ہے۔

بَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

اللہ کی کتاب سے دلیل لینا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۔ (ال عمران ۔ آیت ۱۰۳)

لغات: وَاعْتَصِمُوْا ؛ مضبوط پکڑو ۔ عِصْمَتٌ ؛ حفاظت ۔ عَاصِمَةٌ ؛ پاک دامن عورت جو اپنی آبرو کی حفاظت کرتی ہے۔ حَبْلٌ ؛ رَسّی ۔ بِحَبْلِ اللّٰهِ ؛ اللہ کی رسی کو۔ جَمِیْعًا ؛ سب مل کر ۔ وَلَا تَفَرَّقُوْا ؛ اور متفرق اور پریشان نہ ہوجاؤ۔

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) لوگو! تم سب اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑو اور متفرق اور تتر بتّر نہ ہو۔ فرقہ بندی نہ کرو۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔ (البقرۃ ٦٣)

لغات: خُذُوْا ؛ لو، پکڑو۔ اَخَذَ یَاْخُذُ اَخْذًا ؛ پکڑنا، لینا۔ مَا ؛ جو کچھ۔ اٰتَیْنٰكُمْ ؛ ہم نے تمہیں دیا۔ اٰتٰی، یُؤْتِیْ، اِیْتَاءٌ ؛ دینا۔ اَتٰی، یَاْتِیْ، اِتْیَانًا ؛ آنا ۔ بِقُوَّةٍ ؛ قوت اور مضبوطی کے ساتھ ۔ وَاذْكُرُوْا ؛ اور ذکر کرو، یاد رکھو، دھیان رکھو۔ مَافِیْهِ ؛ ان مضامین کو جو قرآن میں ہیں ۔ لَعَلَّكُمْ ؛ تاکہ تم، شاید کہ تم ۔ تَتَّقُوْنَ ؛ تقویٰ اختیار کرو، پرہیزگار بن جاؤ۔

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) ہم نے تمہیں جو کچھ دیا اسے مضبوطی سے پکڑو اور اس میں جو کچھ ہے اسے یاد کرو

اس پر دھیان رکھو تا کہ تم متقی بن جاؤ، خدا ترس ہوجاؤ۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَشِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۔ (آیت ۸۳۔ بنی اسرائیل)

لغات: وَنُنَزِّلُ ؛ اور ہم اُتارتے ہیں، نازل کرتے ہیں۔ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؛ قرآن سے۔ مَاهُوَ ؛ ایسی آیتیں، ایسے مضامین جو۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور ہم قرآن میں سے ایسے مضامین، ایسی آیتیں اُتارتے ہیں جو ایمانداروں کے لئے سراپا شفا اور رحمت ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۔ (مائدة ۔ آیت ۹۲)

لغات: اَطِيْعُوا ؛ اطاعت کرو۔ اس کا مادہ طوع ہے۔ وَاحْذَرُوْا ؛ اور ڈرو۔ اس کا مادہ حذر ہے۔ حَذِرَ يَحْذَرُ حَذَرًا ؛ ڈرنا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور ہمیشہ ڈرتے رہو۔

صاحبو! ان آیتوں سے کیا کیا باتیں معلوم ہورہی ہیں۔ ایمان کی رسّی کا مضبوط پکڑنا۔ آپس میں اتفاق سے گزارنا، لڑنے جھگڑنے کو چھوڑنا۔ نیز یہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ مسلمان حدیث شریف وقرآن پر مضبوطی اور ثابت قدمی سے قائم رہتا ہے۔ جب تک تم قرآن پر عمل نہ کروگے کبھی تمہارا نام متقیوں میں شریک نہ ہوگا۔ شک اور اوہام کے امراض کے لئے قرآن شفاء ہے رحمت ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ ظاہری امراض کے لئے بھی قرآن شفاء ہے۔ ہم نے اس کا بار بار تجربہ کیا اور کئے چلے جارہے ہیں۔ نیز یہ بھی حکم ہے کہ ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیے۔ کس سے ڈرتے رہنا چاہیے؟ کیا خدا سے؟ خدا تو اس لئے ہے کہ اس سے محبت کریں۔ پھر کس سے؟ اپنی غفلت سے، اپنے اعمال سے۔ اس سے یہ بھی نکل رہا ہے کہ اگر تم قرآن پر عمل کرتے رہوگے تو نہ بیمار پڑوگے، نہ تنگ دست ہوگے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَتْ مَلٰٓئِكَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالُوْا اِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوْا لَهٗ مَثَلًا قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ ۔ فَقَالُوْا مَثَلُهٗ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا وَجَعَلَ فِيْهَا مَاْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَ اَكَلَ مِنَ الْمَاْدُبَةِ وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنَ الْمَاْدُبَةِ فَقَالُوْا اَوِّلُوْهَا لَهٗ يَفْقَهْهَا ۔ قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَّالْقَلْبَ يَقْظَانُ ۔ فَقَالُوْا الدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِيْ مُحَمَّدٌ فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ ۔ (رواہ البخاری ۔ مشکوٰۃ)

لغات: جَاءَتْ ؛ آئی، آئے۔ نَائِمٌ ؛ سوتے۔ يَقْظَانُ ؛ ہوشیار۔ يَقْظَةٌ ؛ بیداری۔ بَنٰى ؛ بنایا۔ مَاْدُبَةٌ ؛ ضیافت،

دعوت ۔ بَعَثَ ؛ بھیجا ۔ بَعَثَ ، یَبْعَثُ ، بَعْثًا ، بِعْثَةً ؛ بھیجنا ، پیغمبر بنانا ، مُردوں کو قبر سے اٹھانا ۔ دَاعِیًا ؛ بلانے والا ۔ دعوت دینے والا ، دُعا کرنے والا ۔ عَصٰی ؛ نافرمانی کی ۔ اَوِّلُوْھَا ؛ اس کی تاویل کرو ، اس کے معنی بتاؤ ، حاصل مطلب سمجھاؤ ۔

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے ۔ انھوں نے کہا ، چند فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ آرام فرما رہے تھے (سو رہے تھے) ۔ ان میں سے بعضوں نے کہا تمہارے اس دوست کی ایک مثال ہے ۔ تم اس مثال کو بیان کرو ۔ بعض فرشتوں نے کہا کہ وہ تو آرام فرماتے ہیں اور دوسرے بعض نے کہا کہ ان کی آنکھیں تو سو رہی ہیں مگر دل بیدار (ہوشیار) ہے ۔ پھر فرشتوں نے کہا ان کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جس نے گھر بنایا اور ضیافت کا انتظام کیا اور ایک بلانے والے کو بھیجا ۔ پھر جس نے اس بلانے والے کو جواب دیا ۔ اس کی بات مانی ، وہ گھر میں داخل ہوا اور ضیافت کے کھانے میں شریک رہا اور جس نے بلانے والے کو قبول نہیں کیا ، اس کے بلانے کی پرواہ نہیں کی ، وہ نہ گھر میں داخل ہوا نہ ضیافت کے کھانے میں شریک ہوا ۔ بعض فرشتوں نے کہا ، اس کی تاویل کرو ، اس کا مطلب بیان کرو کہ حضرت بھی اس کی مثال کو سمجھ لیں ۔ بعض فرشتوں نے کہا ۔ وہ تو سو رہے ہیں اور دوسرے بعض فرشتوں نے کہا ، ان کی آنکھیں تو سو رہی ہیں مگر دل بیدار ہے ۔ پھر فرشتوں نے کہا گھر کیا ہے ؟ جنت ہے اور بلانے والے محمدؐ ہیں ۔ جس نے محمدؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمدؐ کی نافرمانی کی ، عصیان کیا ، اس نے اللہ کی نافرمانی کی ۔ محمدؐ لوگوں میں تمیز پیدا کرنے والے ہیں ۔

(روایت کیا اسے بخاری نے اور مشکوٰۃ میں بھی ہے)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ اِلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا بِهَا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَاتَاَخَّرَ ۔ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّي الَّيْلَ اَبَدًا وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ النَّهَارَ اَبَدًا وَّلَا اُفْطِرُ ۔ وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا ۔ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا ۔ اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۔ (متفق علیہ ۔ مشکوٰۃ)

لغات : رَهْطٌ ؛ چند آدمیوں کی جماعت ۔ كَاَنَّ ؛ گویا کہ ۔ كَاَنَّهُمْ ؛ گویا کہ ان لوگوں نے ۔ تَقَالُّوْهَا ؛ اسے قلیل سمجھا ، کم سمجھا ۔ قَالٌّ ؛ قلیل ، کم ، حقیر سمجھا ۔ اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ؛ ہم کو حضرتؐ سے کیا نسبت ، کہاں ہم کہاں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ذَنْبٌ ؛ گناہ ۔ اُصَلِّيْ ؛ میں نماز پڑھتا ہوں ۔ صَلّٰى يُصَلِّيْ صَلٰوةً ؛ نماز پڑھنا ۔ دُعا کرنا ۔ نَهَارٌ ؛ دن ۔ اَصُوْمُ ؛ میں روزہ بھی رکھتا

ہوں۔ اَبَدًا ؛ ہمیشہ۔ اَبَدَ ، یَاْبِدُ ، اَبَدًا ؛ بھاگنا۔ اَوَابِدُ ؛ وحشی جانور۔ اَبَدٌ ؛ وہ مستقبل کا زمانہ جس کی انتہا نہ ہو، جتنا خیال کرو اس کا کنارہ عقلوں سے بھاگتا ہی رہے گا۔ اس کے مقابل ازل ہے۔ ماضی کا وہ زمانہ جس کی ابتداء نہ ہو۔ اَعْتَـزِلُ ؛ میں کنارہ کش رہوں گا۔ عزلت اختیار کروں گا۔ لَا اَتَزَوَّجُ ؛ شادی نہ کروں گا۔ کَذَا ؛ ایسا۔ اَمَا ؛ ہاں (کلمہ تنبیہ ہے) وَاللّٰهِ ؛ اللہ کی قسم (واؤ قسمیہ ہے) اَخْشٰـی ؛ زیادہ ڈرنے والا۔ نقصان سے ڈرنے کو ''خوف'' کہتے ہیں اور بزرگی اور جلال کی وجہ سے مرعوب ہونے ڈرنے کو خَشْیَۃٌ کہتے ہیں۔ رَغِبَ عَنْ ؛ اعراض کیا۔ منہ پھیرا۔ سَئَلَ عَنْہُ ؛ اس کا حال پوچھا۔ سَئَلَہٗ ؛ اس سے پوچھا۔ رَغِبَ فِیْ ؛ رغبت کیا۔ خواہش کیا۔ شوق کیا۔ سُنَّۃٌ ؛ طریقہ۔ رَقَدَ ، یَرْقُدُ ، رُقُوْدًا ؛ سونا۔ مَرْقَدٌ ؛ خواب گاہ، قبر۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہا انھوں نے کہ تین صاحبوں کی ایک جماعت ازواج نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور نبی کریمؐ کی عبادت کے متعلق سوالات کرنے لگے۔ جب انہیں اس کی خبر دی گئی اور رسول اللہ ﷺ کی عبادت کو بیان کردیا گیا تو گویا کہ ان لوگوں نے اس کو قلیل اور کم سمجھا۔ پھر انھوں نے کہا کہ ہم کو نبی کریمؐ سے کیا نسبت وہ کہاں اور ہم کہاں! اللہ نے ان کے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف فرمادیا ہے۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھا کروں گا کبھی افطار نہ کروں گا نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ عورتوں سے دامن کشاں رہوں گا کبھی شادی نہ کروں گا۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہوئے پھر فرمایا، تم وہی لوگ ہو جنھوں نے یہ یہ کہا؟ ہاں! اللہ کی قسم ہے! میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور زیادہ متقی ہوں مگر میں تو روزہ بھی رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں (یعنی روزہ نہیں بھی رکھتا ہوں)، نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ پھر جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اسے مجھ سے کیا علاقہ! یعنی وہ میرے متعلقین میں سے نہیں ہے۔ میرے قدم بقدم چلنے والا نہیں ہے۔

(یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ یعنی اسے مسلمؒ اور بخاریؒ دونوں نے لکھا اور مشکوٰۃ میں بھی ہے)

صاحبو! خلاف پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اسلام ایک کاروباری زندہ مذہب ہے۔ انسانی قوتوں میں سے کسی قوت کو بیکار نہیں کرتا۔ اسلام سکھاتا ہے کہ ہر ایک کا حق ادا کرو۔ خدا کا حق خدا کو، رسول کا حق رسول کو، دوستوں کا حق دوستوں کو، بیوی بچوں کا حق ان کو۔

اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ راہب، تارک الدنیا، گوشائیں غیر مسلم ہوتے ہیں۔ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر کرنا ہر مسلم کا فرض ہے۔ کون سی شئے ہے کہ خدا نے تمہیں دی ہے، وہ نعمت نہیں ہے؟

اسلام میں نہ ''نن'' ہے نہ ''اچھوتی'' (رافضیوں کے پاس) ہے نہ ''مرلی'' اگر سب لوگ سو (۱۰۰) برس تک شادی بیاہ

کرنا چھوڑدیں تو دنیا ختم ہوجائے گی۔ میں پھر کہتا ہوں کہ تعلیم محمدیؐ میں خدا کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر کرنا ضروری ہے۔ کھاؤ پیؤ، ہنسو بولو مگر سب تحتِ امر ہو۔

بے حکمِ شرع آب خوردن خطا است　　اگر خوں بفتوی بریزی روا است

صاحبو! میں اب اور ایک مسئلہ پر آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ رسولِ خدا ﷺ معصوم تھے اور ہر پیغمبر معصوم ہوتا ہے۔ اگر پیغمبر معصوم نہ ہو تو اس کا اعتبار نہ رہے گا لہذا پیغمبر کو اللہ تعالیٰ معصوم پیدا کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کا رسولِ خدا ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کرنا کیا معنیٰ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ رسولِ خدا ﷺ پیشوا اور ذمہ دار افسر اپنی امت کے تھے۔ فوج میں اگر کوئی سپاہی غلطی کرتا ہے تو قائد کو معافی چاہنی پڑتی ہے۔ گناہ ہم کرتے ہیں اور معافی چاہتے ہیں رسولِ خدا ﷺ۔ ایک اور بات بھی ہے۔ رسولِ خدا ﷺ ہر آن ہر لحظہ رو بہ ترقی ہیں وہ اپنی گزشتہ حالت کو جو اس وقت کے اقتضاد کے موافق تھی اسے بھی اپنا گناہ سمجھتے ہیں اور اس سے معافی مانگتے ہیں۔

نیز سنو! مغفرت کے معنی ہیں ڈھانکنے کے۔ اللہ ممکن گناہوں کو ایسا چھپا دیتا ہے کہ پیغمبر تک جا ہی نہیں سکتا، پہنچ ہی نہیں سکتا۔ وہ بھی مغفرت ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ الصِّدِّيْقَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيْهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ مَابَالُ اَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ اَصْنَعُهُ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْيَةً ۔ (متفق عليه ـ مشكوٰة)

لغات: صَنَعَ؛ کیا، بنایا۔ رَخَّصَ؛ رخصت دی، اجازت دی۔ تَنَزَّهَ؛ پرہیز کیا۔ يَتَنَزَّهُ، تَنَزُّهًا؛ پرہیز کرنا۔ فَبَلَغَ؛ پس یہ خبر پہنچی۔ مَابَالُ اَقْوَامٍ؛ کیا حال ہے لوگوں کا۔ يَتَنَزَّهُوْنَ؛ پرہیز کرتے ہیں۔

ترجمہ: حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کام کیا اور اس میں اجازت دی۔ پھر قوم کے بعض لوگوں نے اس سے پرہیز کیا۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپؐ نے خطبہ دیا۔ پہلے اللہ کی حمد کی پھر فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ جس چیز کو میں کرتا ہوں اس سے یہ پرہیز کرتے ہیں۔ خدا کی قسم میں ان سب سے زیادہ خدا کو جاننے والا ہوں اور ان سب سے زیادہ اور سخت اس سے ڈرنے والا ہوں۔ (اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا اور مشکوٰۃ میں ہے)

صاحبو! جس چیز کو رسولِ خدا ﷺ نے کیا ہو اسے برا سمجھ کر اس سے پرہیز کرنا حماقت کے سوا کیا ہے؟ اپنی رائے کو دخل دے کر کسی کام کو برا سمجھنا یا برا بتانا بعض اوقات خطرناک نتائج کا باعث ہوجاتا ہے۔ آخر تشریع فی الدین کا کیا مطلب ہے؟ اللہ اور اللہ کے رسول کے احکام میں اپنی طرف سے حاشیہ چڑھانا، کچھ بڑھانا، کچھ کم کرنا، اچھے کو برا اور برے کو اچھا قرار دینا ہی تو ہے تشریع فی الدین۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَثَلُ مَا بَعَثَنِی اللّٰہُ بِہٖ مِنَ الْھُدٰی وَالْعِلْمِ کَمَثَلِ الْغَیْثِ الْکَثِیْرِ اَصَابَ اَرْضًا فَکَانَتْ مِنْھَا طَائِفَةٌ طَیِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْکَلَاءَ وَالْعُشْبَ الْکَثِیْرَ وَکَانَتْ مِنْھَا اَجَادِبُ اَمْسَکَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰہُ بِھَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَاَصَابَ مِنْھَا طَائِفَةً اُخْرٰی اِنَّمَا ھِیَ قِیْعَانٌ لَاتُمْسِکُ مَاءً وَّلَا تُنْبِتُ کَلَاً فَذٰلِکَ مَثَلُ مَنْ فَقُہَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ وَنَفَعَهُ مَابَعَثَنِی اللّٰہُ بِہٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ یَرْفَعْ بِذٰلِکَ رَاْسًا وَّلَمْ یَقْبَلْ ھُدَی اللّٰہِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِہٖ ۔

(متفق علیہ ۔ مشکوٰۃ)

لغات: بَعَثَنِیْ ؛ مجھے پیغمبر بنا کر بھیجا ۔ غَیْثٌ ؛ ابر قحط کے بعد کا ۔ غیث کے معنٰی فریادرسی کے ہیں ۔ اصل میں غیوث ہے ۔ غیث پھر غوث ہوا ۔ مَثَلُ ؛ مثال ۔ اَصَابَ ؛ پہنچا ۔ اَرْضًا ؛ زمین ۔ طَائِفَةٌ طَیِّبَةٌ ؛ ایک اچھا حصہ ۔ قَبِلَتِ الْمَآءَ ؛ پانی کو قبول کیا ۔ اَنْبَتَ یُنْبِتُ اَنْبَاتًا ؛ اُگانا ۔ نَبَتَ یَنْبُتُ نَبْتًا ؛ اُگنا، بڑھنا ۔ کَلَاءٌ ؛ خشک گھاس ۔ عُشْبٌ ؛ ہریالی، سبزہ، ہری گھاس ۔ اَجَادِبُ جمع اَجْدَبُ ؛ سخت زمین ۔ اَمْسَکَتْ ؛ لیا، پکڑا ۔ اَمْسَکَ یُمْسِکُ اِمْسَاکًا ؛ پکڑنا، روکنا ۔ سَقٰی، یَسْقِیْ، سَقْیٌ ؛ پانی پلانا ۔ سَاقِیْ ؛ پانی پلانے والا ۔ زَرَعَ یَزْرَعُ زَرْعًا وَ زِرَاعَةً ؛ زراعت کی، کھیتی کی ۔ قِیْعَانٌ جمع قَاعٍ ؛ چٹیل میدان ۔ لَمْ یَرْفَعْ بِذٰلِکَ رَاْسًا ؛ اپنا سر اٹھا کر بھی اسے نہ دیکھا، اس طرف توجہ نہ دی ۔

ترجمہ: ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ہدایت اور علم کی مثال جسے دے کر خدا نے مجھے بھیجا ہے اس ابر اور بارش کی ہے جو ایک اچھی زمین کو پہنچی اور اس زمین نے پانی کو قبول کرلیا ۔ پھر ہر قسم کی گھانس خشک و تر بہت پیدا ہوئی اور بارش کا ایک حصہ سخت زمین کو پہنچا ۔ اس نے پانی کو روک لیا (اور وہاں تالاب اور کنٹے بن گئے) اور خدائے تعالیٰ نے اس زمین سے لوگوں کو نفع بخشا ۔ لوگوں نے خود بھی پانی پیا اور دوسروں کو بھی پلایا، زراعت بھی کی ۔ بارش ایک اور حصہ کو بھی پہنچی وہ چٹیل میدان تھا ۔ نہ اس نے پانی کو روکا اور نہ گھانس پیدا کی ۔ یہ مثال ہے اس فقیہ اور عالم کی جو خدا کے دین کے متعلق سمجھ رکھتا ہے اور اللہ نے مجھے جس دین جس تعلیم کے ساتھ بھیجا ہے اس کو نفع پہنچاتی ہے ۔ پس اس نے خود علم حاصل کیا اور دوسروں کو تعلیم بھی دی اور یہ مثال ہے ایسے لوگوں کی بھی کہ میری تعلیم کو سر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور اللہ نے جس ہدایت کے ساتھ مجھے بھیجا ہے اسے قبول نہیں کیا ۔

صاحبو ! تین قسم کے لوگ ہیں ۔ ایک تو وہ جنھوں نے خود فائدہ اُٹھایا ۔ دوسرے وہ جنھوں نے خود بھی فائدہ اُٹھایا اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچایا ۔ یہ لوگ معلمین ہیں ۔ استاد ہیں ۔ مرشد ہیں ۔ راہ نما ہیں ۔ تیسرے وہ جنھوں نے دین کی باتوں کو ایک کان سے سنا اور دوسرے کان سے اُڑا دیا، نہ خود انھوں نے فائدہ اٹھایا نہ دوسروں کو فائدہ پہنچایا ۔

وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَيَحْسَبُ اَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا اِلَّا مَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اَلَا وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ اَمَرْتُ وَوَعَظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ اَشْيَآءَ اِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْاٰنِ اَوْ اَكْثَرُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا بِاِذْنٍ وَلَا ضَرْبَ نِسَائِهِمْ وَلَا اَكْلَ ثِمَارِهِمْ اِذَا اَعْطَوْكُمُ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ - (رواہ ابوداؤد - مشکوٰۃ)

لغات: مُتَّكِئًا ؛ ٹیکا دیا ہوا - اَرِيْكَة ؛ تخت، صوفہ - قَامَ ؛ کھڑے ہو کر تقریر کی -

ترجمہ: عرباض بن ساریہ سے روایت ہے - کہا انھوں نے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر تقریر فرمائی - فرمایا کیا تم میں کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ صوفہ پر ٹیکا لگا کر بیٹھے، خیال کرے کہ اللہ نے کوئی چیز حرام نہیں فرمائی مگر وہ جو اس قرآن میں ہے - ہاں! بے شک میں نے قسم خدا کی کچھ حکم بھی دیئے ہیں، کچھ نصیحت بھی کی ہے - کچھ ممانعت بھی کی ہے چند چیزوں سے - بے شک وہ تعداد میں قرآن کے برابر ہے یا زیادہ - خدا نے تمہارے لئے حلال نہیں کیا کہ اہلِ کتاب کے گھروں میں داخل ہوں مگر اجازت سے اور نہ ان کی عورتوں کو ماریں اور نہ ان کے پھل کھائیں جب کہ وہ ان پر جو واجب تھا، دے دیئے ہوں - (رواہ ابوداؤد - مشکوٰۃ)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاَمْرُ ثَلٰثَةٌ اَمْرٌ بَيِّنٌ رُشْدُهٗ فَاتَّبِعْهُ وَاَمْرٌ بَيِّنٌ غَيُّهٗ فَاجْتَنِبْهُ وَاَمْرٌ اخْتُلِفَ فِيْهِ فَكِلْهُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ - (رواہ احمد - مشکوٰۃ)

لغات: رُشْدٌ ؛ بھلائی - فَتَّبِعْهُ ؛ پس اس کی پیروی کرو - غَيٌّ ؛ برائی - فَاجْتَنِبْهُ ؛ پس اس سے پرہیز کرو، اجتناب کرو - كِلْ ؛ چھوڑ امر ہے وَكَلَ يَكِلُ سے -

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے، کام تین قسم کے ہیں - ایک تو وہ جس کی بھلائی ظاہر ہے - تم اس کی اتباع کرو، پیروی کرو اور ایک کام جس کی برائی ظاہر ہے - پس تم اس سے اجتناب کرو، پرہیز کرو اور ایک کام وہ جس میں اختلاف کیا گیا ہے - پس اسے اللہ عزوجل کی طرف چھوڑو (یعنی غور وفکر سے اس کا جواب دو - یا صاحبِ الہام لوگ اپنے الہام پر عمل کریں) -

(روایت کیا اسے احمد اور مشکوٰۃ میں بھی ہے)

صاحبو! بے تحقیق باتیں ہرگز نہ کرنی چاہئیں - تحقیقات کون کرے گا؟ مجتہد کرے گا جسے خدا نے قرآن و حدیث کے اغراض و مقاصد سے واقفیت دی ہے - اپنے دل سے بے تحقیق لگتے نہ لگاؤ - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم " جو لوگ راہِ خدا میں یا خدا کے متعلق کوشش اور سعی کرتے ہیں، یعنی اجتہاد کرتے ہیں ہم ان کو اپنا راستہ آپ

بتائیں گے اور صاحب کشف و الہام کریں گے"۔ تم کو الہام ہوتا تو الہام کا انتظار کرو اور اگر تم کو الہام نہیں ہوتا تو اجتہاد کرو۔ فقیروں کے واسطے الہام۔ انتظار کرو الہام کا اپنی طرف سے، بغیر الہام کے کام نہ کرو۔ الہام جواب استخارہ ہے۔

عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍؓ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَاتَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ۔ (رواه فی الموطا ۔ مشكوٰة)

لغات: مُرْسَلًا، ایسی حدیث جس میں درمیان سے کسی صحابی کا نام چھوٹ گیا ہو اسے حدیث مرسل کہتے ہیں یعنی تابعی کہے کہ رسولِ خدا نے ایسا فرمایا۔ ضَلَّ يَضِلُّ ضَلَالًا۔ گمراہ ہونا۔

ترجمہ: حضرت امام مالک بن انس مرسل طور سے روایت کرتے ہیں کہا کہ فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جاتا ہوں تم گمراہ نہ ہوں گے جب تک ان دونوں چیزوں کو پکڑے ہوئے رہو گے۔ ایک کتاب اللہ اور دوسری سنت رسول اللہ۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرٰةِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ نُسْخَةٌ مِنَ التَّوْرٰةِ فَسَكَتَ فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَوَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍؓ ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ مَاتَرٰى مَابِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَنَظَرَ عُمَرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْبَدَالَكُمْ مُوْسٰى فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ وَلَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا وَاَدْرَكَ نُبُوَّتِیْ لَاتَّبَعَنِیْ۔ (رواه الدارمی ۔ مشكوٰة)

لغات: اَتٰى؛ آئے۔ اَتٰى بِ؛ لایا، لائے۔ اَتٰى بنسخةٍ؛ ایک نسخہ لائے، ایک نسخہ ساتھ لائے۔ سَكَتَ؛ خاموش ہوا۔ سُكُوْتٌ؛ خاموشی، چپ ہونا۔ يَتَغَيَّرُ؛ متغیر ہونے لگا۔ بدلنے لگا۔ ثَكِلَ؛ رویا۔ ثَكِلَتْكَ؛ روئے تجھ پر۔ یعنی تم مرجاؤ اور تم پر ماتم کریں۔ ثَكِلَ يَثْكَلُ ثَكَلًا؛ رونا۔ ثَوَاكِلُ جمع ثَاكِلَةٌ رونے والیاں۔ (لمبی لمبی آوازیں نکال کر عموماً عورتیں روتی ہیں اور مرد نہیں روتے)۔ اس لئے ثَوَاكِلُ کا مذکر نہیں ہے۔ فَاتَّبَعْتُمُوْهُ؛ پھر تم ان کی اتباع، پیروی کرتے۔ تَرَكْتُمُوْنِیْ؛ مجھے ترک کرتے، چھوڑ دیتے۔ لَضَلَلْتُمْ؛ البتہ تم گمراہ ہوجاتے۔ سَوَآءٌ؛ سیدھا، مُسْتَقِيْمٌ؛ برابر۔ اَلسَّبِيْلُ؛ راستہ۔ سُبُلٌ جمع ہے۔ لَوْكَانَ مُوْسٰى حَيًّا؛ اگر موسیٰ زندہ رہتے۔ لَاتَّبَعَنِیْ؛ البتہ میری اتباع کرتے، میری پیروی کرتے، میرے قدم بقدم چلتے۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ابن خطابؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس توراۃ کا ایک نسخہ لائے۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ یہ توراۃ کا نسخہ ہے۔ تو حضرت ﷺ خاموش ہوگئے تو عمرؓ پھر

پڑھنے لگے اور رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک متغیر ہونے لگا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تم مرجاؤ اور رونے والی عورتیں تم پر روئیں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ میں کیا تغیر ہورہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ کو دیکھا پھر عرض کرنے لگے میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں اللہ کے غضب سے اور اللہ کے رسول کے غضب سے۔ ہم راضی ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اسلام ہمارا دین ہے اور محمدؐ ہمارے نبی ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس خدا کی جس کے دستِ قدرت میں محمد کی جان ہے اگر موسیٰ تمہارے سامنے آتے، پھر تم ان کی اتباع کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے تو تم سیدھے راستے سے بھٹک جاتے۔ اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو ضرور میری اتباع کرتے۔

صاحبو! بعض نادانوں کو یہ خیال پیدا ہوگیا ہے کہ یہودی، نصرانی، ہندو، مسلمان جو اچھے کام کرے اسے نجات ہے۔ چاہے مسلمان نہ ہو اور رسولِ خدا ﷺ کو مانتا بھی نہ ہو۔ ذرا اس حدیث کو دیکھو! حضرت کو نہ ماننے کی صورت میں سوائے بے راہی کے اور کیا ہے۔ تمام پیغمبروں نے رسولِ خدا ﷺ کے پیدا ہونے کی پیش گوئی کی ہے۔ ایک رسولِ خدا ﷺ کو نہ ماننا تمام پیغمبروں کو نہ ماننے کے برابر ہے۔ پھر نجات کی کیا صورت؟ صاحبو! ایک زمانے میں قانون کا ایک دفعہ منظور ہوتا ہے پھر بعد میں وہ منسوخ ہوجاتا ہے۔ منسوخ شدہ پر اڑے رہنا غلطی ہے۔ حماقت ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَعَنْ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ سُوْرَانِ فِيْهِمَا اَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ وَعَلَى الْاَبْوَابِ سُتُوْرٌ مُرْخَاةٌ وَعِنْدَ رَاْسِ الصِّرَاطِ دَاعٍ يَقُوْلُ اسْتَقِيْمُوْا عَلَى الصِّرَاطِ وَلَا تَعْوَجُّوْا وَفَوْقَ ذٰلِكَ دَاعٍ يَدْعُوْا كُلَّمَا هَمَّ عَبْدٌ اَنْ يَفْتَحَ شَيْئًا مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ قَالَ وَيْحَكَ لَاتَفْتَحْهُ فَاِنَّكَ اِنْ تَفْتَحْهُ تَلِجْهُ ثُمَّ فَسَّرَهُ فَاَخْبَرَ اَنَّ الصِّرَاطَ هُوَ الْاِسْلَامُ وَاَنَّ الْاَبْوَابَ الْمُفَتَّحَةَ مَحَارِمُ اللّٰهِ وَاَنَّ السُّتُوْرَ الْمُرْخَاةَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَ اَنَّ الدَّاعِيَ عَلٰى رَاْسِ الصِّرَاطِ هُوَالْقُرْاٰنُ وَ اَنَّ الدَّاعِيَ مِنْ فَوْقِهٖ هُوَ وَاعِظُ اللّٰهِ فِيْ قَلْبِ كُلِّ مُؤْمِنٍ۔

(رَوَاهُ رَزِيْنٌ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَكَذَا التِّرْمِذِيُّ عَنْهُ اِلَّا اَنَّهٗ ذَكَرَ اَخْصَرَ مِنْهُ۔ مشكوٰة)

لغات: ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا؛ خدا نے مثال دی ہے۔ جَنْبَتَيْنِ؛ نون اضافت سے گرگیا جَنْبَتَيِ ہوگیا۔ کنارے، بازو، پہلو۔ سُوْرٌ؛ دیوار۔ اَبْوَابٌ جمع بَابٌ؛ دروازہ۔ مُفَتَّحَةٌ؛ کھلا ہوا۔ سُتُوْرٌ جمع سِتْرٌ؛ پردہ۔ مُرْخَاةٌ؛ چھوڑا ہوا، لٹکتا ہوا۔ اَرْخٰى يُرْخِيْ اِرْخَاءً؛ چھوڑنا، لٹکانا۔ لَاتَعْوَجُّوْا؛ تم ٹیڑھے نہ ہو، پھر نہ جاؤ، کج روی اختیار نہ کرو۔ هَمَّ؛ ارادہ کیا، چاہا۔ هَمَّ يَهُمُّ هَمًّا؛ ارادہ کرنا، سوچنا، فکر کرنا۔ وَيْحَكَ؛ افسوس، تجھ پر وائے ہے۔ تَلِجْهُ؛ تو اس میں داخل ہوجا۔ وَلَجَ يَلِجُ

وَلُوْجًا ؛ داخل ہونا ۔ ثُمَّ فَسَّرَهُ ؛ پھر اس کی تفسیر کی ۔ فَسَّرَ يُفَسِّرُ تَفْسِيْرًا ؛ شرح کے ساتھ تفصیل سے بیان کرنا ۔ مَحَارِمُ اللّٰهِ ؛ اللہ کی حرام کی ہوئی ، باحرمت چیزیں ۔

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اللہ نے ایک مثال دی ہے سیدھے راستے کی ۔ اس کے دونوں بازو دیواریں ہیں ۔ ان دیواروں میں دروازے کھلے ہوئے ہیں ۔ دروازوں پر پردے چھوٹے ہوئے ہیں ۔ اس راستہ کے سرے پر ایک پکارنے والا ہے جو کہتا ہے ۔ راستے پر سیدھے قائم رہو اور کج روی اختیار نہ کرو اور اس کے اوپر ایک اور پکارنے والا ہے ، پکارتا ہے ۔ جب کوئی بندہ ارادہ کرتا ہے کہ ان دروازوں میں سے کسی دروازے کو کھولے ، کہتا ہے افسوس ہے تجھ پر اگر تو انھیں کھولے گا تو اس میں داخل ہوجائے گا ۔ پھر حضرت رسول اللہ ﷺ نے اس مثال کی تفسیر کی ۔ پھر آپ نے خبردی ، فرمایا ۔ یہ راستہ اسلام ہے اور کھلے ہوئے دروازے اللہ کے ممنوعات ہیں اور چھوٹے ہوئے پردے اللہ کے حدود ہیں اور راستے کے سرے پر پکارنے والا قرآن ہے اور اس کے اوپر پکارنے والا خدا کا واعظ اور ضمیر ہے جو ہر مسلمان کے دل میں (ضمیر) رہتا ہے ۔ (ضمیر ، کانشنس ، عقل سلیم اللہ کی بڑی نعمت ہے مگر بہت کم لوگ اس کی طرف توجہ کرتے ہیں) ۔

(اس حدیث کو رزین ، احمد ، بیہقی نے شعبہ ایمان میں روایت کی ہے اور اسی کو ترمذی نے بھی روایت کی ہے ۔ وہ اس سے ذرا مختصر ہے اور مشکوٰۃ میں بھی ہے)

بَابُ مَايَلْحَقُ بِالسُّنَّةِ مِنَ الْبِدْعَةِ الْحَسَنَةِ

(بعض بدعتیں جو حسنہ ہیں وہ نئی باتیں جو سنّت سے ملحق ہوجاتی ہیں)

بعض وہ باتیں جو ملحق بہ سنّت ہیں ان کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۔

(سورۃ النساء ۔ آیت ۵۹)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اے ایمان والو ! اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور ان لوگوں کی بھی اطاعت کرو جو تم میں صاحب امر ہیں ۔ (کون صاحب امر ہیں ؟ ائمہ مجتہدین ، خلفائے راشدین ، متقی حاکم ، علمائے عاملین ، مرشدین) ۔

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَاَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا فَقَالَ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَاِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔

(رواه احمد و ابوداؤد والترمذی و ابن ماجة اِلَّا اَنَّهُمَا لَمْ يَذْكُرَا الصَّلٰوةَ ۔ مشكوٰة)

لغات: صَلّٰی ؛ نماز پڑھی ۔ صَلّٰی بِنَا ؛ نماز پڑھے ہمارے ساتھ، ہمیں نماز پڑھائی ۔ ذَاتَ يَوْمٍ ؛ دن کی کسی ساعت میں ۔ ذَرَفَتْ ؛ بہہ گئیں ۔ ذَرَفَ ؛ يَذْرِفُ ، ذَرْفًا ؛ بہنا ۔ وَجِلَ ، وَجَلًا ؛ ڈرنا یا ڈر محسوس کرنا، دل دھڑکنا ۔ مُوَدِّعٍ ؛ رخصت کرنے والا، وداع کرنے والا ۔ عَاشَ ، يَعِيْشُ ، عَيْشًا ؛ زندہ رہنا ۔ عَضُّوْا ؛ دانتوں سے پکڑلو ۔ عَضَّ يَعُضُّ عَضًّا ؛ دانت سے کترنا، کاٹنا ۔ نَوَاجِذُ جمع نَاجِذٌ آخری داڑھ ۔ وَاِيَّاكُمْ ؛ اور تم اپنے آپ کو بچاؤ ۔ مُحْدَثَاتٌ ؛ نئی چیزیں، حادث چیزیں ۔ بِدْعَةٌ ؛ نئی بات ۔ ضَلَالَةٌ ؛ گمراہی ۔

ترجمہ: عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہا انھوں نے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی دن کے وقت پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے پھر وعظ کرنا شروع کیا ۔ وعظ بھی نہایت بلیغ کہ اس سے لوگ وادیلا کرنے اور رونے لگے ۔ ان کے دل دھڑکنے لگے ۔ پھر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ! گویا کہ یہ وداع کرنے والے کا رخصتی وعظ ہے لہذا آپ ہمیں وصیت فرمائیے ۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے کی اور حکم سننے اور اطاعت کرنے کی ۔ اگرچہ حاکم ایک حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو کیونکہ میرے بعد جو تم میں سے زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا ۔ لہذا تم پر لازم ہے میری سنت کی پیروی اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے حکم کی تعمیل ۔ اسے خوب پکڑ رکھو اور دانتوں سے پکڑ رکھو ۔ دیکھو نئی باتوں سے اپنے کو بچاؤ کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے ۔

(روایت کیا اسے احمد، ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ۔ نیز مشکوٰۃ میں بھی ہے)

صاحبو ! ذرا اس حدیث پر غور کرو کہ نائبانِ رسول جو پرہیزگار ہوتے ہیں اُن کے وہ احکام جو صریح طور پر قرآن اور حدیث میں نہیں ہیں بلکہ ان حضرات نے انہیں قرآن و حدیث سے استنباط کیا ہے وہ بھی قابل قبول ہیں ۔

جس کا کوئی ماخذ نہیں ہے، قرآن و حدیث میں نہیں ہے اس کی دو صورتیں ہیں :

(۱) ایک تو اپنی سہولت یا ضرورت کی وجہ سے آدمی کوئی کام کرتا ہے ۔

(۴) کسی چیز کو محض عبادت مان کر اختیار کرتا ہے جس چیز کا عبادت ہونا قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو، اگر اسے کوئی شخص ضروری یعنی سنت یا واجبات سمجھ کر کرے یا دوسروں کو کرنے کے لئے کہے تو بے شک یہ بدعت ہے۔ ضلالت و گمراہی ہے۔ خدا اس سے ہم سب کو بچائے۔ اپنی ضرورت و سہولت کے لئے کسی کام کو کرنا نہ عبادت ہے نہ بدعت ہے مثلاً ایک شخص ذکر کرتا ہے اور اس کے حساب کی سہولت کے لئے تسبیح رکھتا ہے تو یہ ہرگز بدعت نہیں ہے کیونکہ تسبیح رکھنے کو وہ ثواب نہیں سمجھتا بلکہ اپنی ضرورت (مقدار تعداد) کے لئے تسبیح رکھتا ہے۔

صاحبو! میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا قرآن کو ایک جگہ جمع کرنا بدعت ہے۔ اچھا! کیا طبع کرانا بدعت ہے؟ کیا قرآن شریف کو اعراب لگانا بدعت ہے؟ قرآن شریف کی حفاظت وغیرہ یہ سب کام ہرگز بدعت نہیں۔

یاد رکھو! جو چیز بدعت نہ ہو اسے خواہ مخواہ بدعت کہنا ظلم ہے۔ دنیا میں ہم سینکڑوں کام کرتے ہیں۔ پلاؤ پکاتے ہیں، شربتیں پیتے ہیں۔ کیا پلاؤ کھانا بدعت ہے؟ نہیں! ہم اپنی لذت و آرام کے واسطے ایسی چیزیں کرتے ہیں۔ ہاں! کوئی اگر یہ کہے کہ پلاؤ کھانا سنت ہے تو بے شک ایسا سمجھنا بدعت ہے۔ ہمارے بہت سے کام ایصالِ ثواب کے لئے کئے جاتے ہیں۔ ایصالِ ثواب احادیث نبویؐ سے ثابت ہے۔ ایصالِ ثواب میں کسی چیز کا پکانا، کھانا اور کھلانا اپنے اپنے ذوق کے مطابق ہوتا ہے۔ ہر شخص اپنے ذوق کے مطابق پسند کرتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھو! بعض احکام حدیث شریف میں مطلق اور غیر مقید ہیں۔ ہم اپنی سہولت کے لئے کسی ایک کو اختیار کرتے ہیں مطلق کی تعمیل جب کبھی ہوگی تو کوئی نہ کوئی خاص صورت میں ہوگی۔ اس تعمیل میں خاص صورتوں کا اختیار کرنا بدعت نہیں ہوسکتا۔ آج کل چند خشک مزاج مولویوں کو مسلمانوں کے کام بدعت سمجھنے کا شوق ہوگیا ہے۔ انھیں اس کی تمیز بھی نہیں کہ یہ اپنے خاص ذوق کی وجہ سے یہ کام کررہے ہیں نہ کہ بطور عبادت کے۔ اگر ہر نئی بات بدعت ہوجائے تو زندگی دشوار ہوجائے گی۔ شیروانی پہن سکتے نہ پلاؤ کھاسکتے نہ موٹر، بگھی، ریل، جہاز میں بیٹھ سکتے نہ ہی کوئی اور کام کرسکتے کیونکہ یہ کام نئے ہیں۔ تم نئے ہو! تمہارے کپڑوں کی وضع ترکیب نئی ہے، تمہاری ضرورتوں کی چیزیں نئی ہیں۔ بندوق طمنچہ دوسرے اسلحہ، دوسری کھانے پینے کی چیزیں اور ضروریات زندگی کی اشیا نئی ہیں۔ ان سب چیزوں کو بدعت کہنا بھی تو بدعت ہے۔

اب کیوں نیک دل اور انجان مسلمانوں کے پرخلوص کاموں پر بدعت اور شرک کے فتوے صادر کرنے شروع کردیئے ہیں۔ حیران ہوں کہ انھیں یہ شرک و بدعت کے الفاظ کہاں سے مل گئے جو ہر مسئلہ پر چپکانا شروع کردیا ہے۔

کھانا، شیرینی یا کوئی اور شئے ازقسم ماکولات سامنے رکھ کر فاتحہ دینے یا نذر و نیاز کرنے سے متعلق جواز کی احادیث بزرگوں کے اقوال وغیرہ تفصیل سے میری سورۂ فاتحہ کی تفسیر کے ضمن میں بیان کئے جاچکے ہیں جن کا اعادہ یہاں بے ضرورت ہے۔

ہاں! اتنا شارہ کافی ہے کہ ہم اپنے بزرگوں اور مُردوں کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن پڑھیں گے، درود پڑھیں گے، ختم کرائیں گے، پلاؤ، مزعفر، مٹھائی پر فاتحہ دلائیں گے، خود کھائیں گے اوروں کو کھلائیں گے۔ ہاں جو فاتحہ اور ایصالِ ثواب کے منکر ہیں، انھیں نہ تو زندگی ہی میں یہ چیزیں کھانے کو ملیں گی اور نہ ان کے مرنے کے بعد کوئی ان پر فاتحہ درود پڑھے گا۔ یہ

ان کے مقدرات ہیں۔ ع یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

صاحبو! قرآن شریف میں ہے "خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا" خدائے تعالیٰ نے سب چیزوں کو ہمارے فائدہ کے لئے پیدا کیا۔ اب ہر چیز بدعت کہنے والوں سے پوچھنا چاہیئے کہ ہم کو ہر چیز سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی گئی ہے۔ تم ممانعت کرتے ہو تو اس کے ناجائز ہونے کا بارِ ثبوت تم پر ہے۔ پھر، تین قسم کی چیزیں ہیں حرام، مکروہ اور مباح۔ جانتے ہو حرام کا حکم کیا ہے؟ حرام وہ ہے جس کی ممانعت دلیلِ قطعی سے ثابت ہو۔ یہ بھی معلوم ہے؟ کہ دلیلِ قطعی، یا قرآن ہے یا حدیثِ متواتر۔ مرتکب جرائم گنہگار اور حرام کو حلال سمجھنے والا کافر۔ یہ بھی یاد رکھو کہ جس طرح حرام کو حلال سمجھنے والا کافر ہے اُسی طرح حلال کو حرام سمجھنے والا بھی کافر ہے کیونکہ یہ تشریع فی الدین ہے۔ اب رہے مکروہات ان سے محفوظ رہنا خدا کے خاص بندوں کا کام ہے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ بِمَ سَبَقْتَنِيْ إِلَى الْجَنَّةِ فَمَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِيْ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلَّا وَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَمَا أَحْدَثْتُ قَطُّ إِلَّا وَتَوَضَّأْتُ عِنْدَهُ وَرَأَيْتُ لِلّٰهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمَا۔ (اخرجه الترمذی و صححه ـ تیسیر ج ۲)

لغات: بِمَ؛ کس وجہ سے۔ بِمَ الف کے ساتھ بِمَا تھا۔ سَبَقْتَنِيْ؛ تو مجھ سے پہلے پہنچا۔ خَشْخَشَتَكَ؛ تمہاری کھٹ کھٹ (آواز) کو، یعنی کھڑاویں کی آواز کو۔ خَشْخَشَة؛ کھٹ کھٹ کی آواز۔ أَمَامِيْ؛ میرے سامنے۔ مَاأَذَّنْتُ؛ میں نے اذاں نہیں دی۔ قَطُّ؛ کبھی۔ تَوَضَّأْتُ؛ میں نے وضو کیا۔ رَكْعَتَيْنِ؛ دو رکعتیں۔ جسے عام طور پر تَحِيَّةُ الْوُضُوْ یا تَحِيَّةُ الْمَسْجِدِ کہتے ہیں۔ عَلَيَّ؛ میری جانب ضروری، مجھ پر واجب ہے۔ مَا أَحْدَثْتُ؛ میں بے وضو نہیں ہوا۔ إِلَّا رَأَيْتُ؛ مگر میں نے دیکھا۔

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا انھوں نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: او بلال! تم مجھ سے پہلے جنت میں کیسے پہنچے۔ کیونکہ میں جنت میں داخل نہیں ہوا مگر تمہارے کھڑاویں کی آواز کو اپنے سے آگے سنا۔ پھر انھوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ میں نے کبھی اذاں نہیں دی مگر اس کے ساتھ ہی دو رکعت (تحیہ المسجد) نماز پڑھ لی اور کبھی میں بے وضو نہیں ہوا مگر ساتھ ہی وضو کرلیا اور اپنے پر دو رکعتیں واجب سمجھ لیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ان دونوں سے (یعنی تم جنت میں میرے سامنے سامنے پہنچے ان دونوں اعمال سے)۔ (ترمذی میں اسے بیان کیا گیا اور تیسیر کی دوسری جلد میں بھی ہے)

صاحبو! اگر رسول اللہ ﷺ، حضرت بلال کو پہلے سے ہی وضو کا حکم دیتے تو کوئی نئی بات نہ ہوتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی اچھی بات کسی مناسبت سے کرلی جائے تو وہ کوئی نئی سی بدعت حسنہ ہوگی۔ مگر آج کل بدعت کا وظیفہ پڑھا جاتا ہے۔ کوئی

اچھا کام کرو بدعت ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کھانے پر فاتحہ کیوں دی جاتی ہے ۔ کھانا کھلانا مالی عبادت ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ فاتحہ پڑھنا جسمانی بلکہ روحانی عبادت کو شامل کرلینا ہے ۔ ذرا غور کرو! رسول خدا ﷺ کے زمانے میں قرآن شریف کب جمع کیا گیا تھا ۔ حضرتؐ کے زمانے میں قرآن شریف کب طبع ہوا تھا ۔ مجتہدین حدیث سے احکام استنباط کرتے ہیں ۔ پہلے انہیں خود سمجھتے ہیں پھر اوروں کو سمجھاتے ہیں ۔ کیا یہ احکام جو سمجھے گئے ہیں بدعت ہیں؟ تم سراپا بدعت ہو، تمہاری زندگی تمام بدعت ہے ۔ ایک اچھی بات کو برا سمجھنا اور خواہ مخواہ بدعت سمجھنا یہ تشریع فی الدین ہے ۔ دل سے احکام لگانا ۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔

فِی الْبِدْعَةِ السَّیِّئَةِ

(بدعت سیئہ کا ذکر یعنی بُری نئی چال)

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ کَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اَنَّہٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْفَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ۔ (سورہ مائدۃ ۔ آیت ۳۲)

لغات : کَتَبْنَا ؛ ہم نے فرض کردیا، لکھ دیا ۔ فَکَاَنَّمَا ؛ گویا کہ ۔ جَمِیْعًا ؛ جمع کو، سب کو ۔

ترجمہ : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کو لکھ کر سنادیا تھا (انہیں اطلاع دی تھی) کہ جو کسی کو بغیر کسی عوض کے یا زمین میں فساد کی وجہ سے مار ڈالے تو گویا اس نے سب لوگوں کو مار ڈالا یعنی اس کام (قتل گناہ) کو ابتداءً ہوتا ہوا دیکھ کر اس کی تقلید میں عام لوگوں نے اس برے کام کو اختیار کیا ۔ اسی لئے قاتلِ اول بعد کے سارے قاتلوں کی سزا کا مستوجب ہوگا ۔ (چونکہ یہ نصِ قرآنی قطعی ہے، اس لئے اس کی تاویل نادرست ہے ۔)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْٓ اَمْرِنَا ھٰذَا مَالَیْسَ مِنْہُ فَھُوَرَدٌّ ۔ (متفق علیہ ۔ مشکوۃ)

لغات : اَحْدَثَ ؛ نئی بات کی، نئی چیزیں پیدا کیں ۔ رَدٌّ ؛ رَد ہے ۔

ترجمہ : حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا جو ہمارے کام میں (ہمارے مذہب میں) نئی بات پیدا کرے حالانکہ وہ اس میں نہ تھی (بے ماخذ ہو) تو وہ رَد ہے ۔

(اس حدیث سے حضرت امام بخاریؒ اور حضرت امام مسلمؒ دونوں کو اتفاق ہے اور مشکوۃ میں بھی ہے)

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ

كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ۔

(رواه مسلم ۔ مشکوٰة)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: بعد حمد و ثنا کے معلوم ہو کہ بہترین کلام کتاب اللہ (قرآن) ہے اور بہترین چال محمدؐ کی چال ہے اور بدترین کام نیا ہے اور ہر نئی بات گمراہی ہے (یعنی جس کا منشاء قرآن و حدیث میں نہ ہو اور وہ اُصولِ دین کے خلاف ہو)۔

(روایت کی اسے حضرت مسلمؒ نے اور مشکوٰة میں بھی ہے)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ لَايَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلَ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَايَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا ۔ (رواه مسلم ۔ مشکوٰة)

لغات: هُدًى ؛ ہدایت ۔ اِثْمٌ ؛ گناہ ۔ اس کی جمع آثام ہے ۔ اُجُوْرٌ جمع اَجْرٌ ؛ ثواب ۔ مزدوری ۔ لَايَنْقُصُ ؛ نہیں کم کرتا، نہیں ناقص کرتا ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہا انھوں نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بلاتا ہے، سکھاتا ہے ہدایت کی بات تو اُسے ان تمام لوگوں کا ثواب ملتا ہے جو اس کی اتباع کرتے اور اس کی چال پر چلتے ہیں اور ان لوگوں کے ثوابوں میں سے (اسے ثواب دینے کے باعث) کچھ کم نہ ہوگا اور جو گمراہی کا باعث ہو تو اس کے تابعین کے گناہوں کے برابر اس پر بھی گناہ ہوگا اور ان کے گناہوں میں (اسے سزا دینے کے باعث) کوئی کمی نہ ہوگی ۔ (روایت کی حضرت مسلمؒ نے اور مشکوٰة میں بھی ہے)

عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ الثُّمَالِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا رَفَعَ اللّٰهُ مِثْلَهَا مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ اِحْدَاثِ بِدْعَةٍ ۔ (رواه احمد)

ترجمہ: غضیف بن حارث ثمالیؒ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کسی قوم نے نئی بات نہیں کی مگر اللہ نے ویسی ہی ایک سنت کو اٹھالیا لہذا سنت کو اختیار کرنا بہتر ہے نئی بات پیدا کرنے سے ۔

(روایت کی حضرت احمد نے)

عَنْ حَسَّانَ قَالَ مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِیْ دِيْنِهِمْ اِلَّا نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا ثُمَّ لَا يُعِيْدُهَا اِلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۔ (رواه الدارمی)

لغات: اِبْتَدَعَ : نئی بات پیدا کی ۔ لَایُعِیْدُهَا : اس کو واپس نہ کرے گا ۔

ترجمہ: حضرت حسان بن ثابتؓ سے روایت ہے کہا انھوں نے کہ دین میں کوئی نئی بات نہیں پیدا کی جاتی مگر یہ کہ اللہ ویسی ہی ایک سنت نکال لیتا ہے، موقوف کردیتا ہے پھر اس سنت کو قیامت کے روز تک ان کی طرف واپس نہیں کرتا ۔

عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مَیْسَرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ ۔ (رواه البیهقی فی شعب الایمان مرسلة)

لغات: وَقَّرَ : توقیر کی، عزت کی ۔ اَعَانَ : مدد کی، اعانت کی ۔ هَدْمَ : گرایا، ڈھایا ۔

ترجمہ: حضرت ابراہیم بن میسرہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے توقیر کی صاحب بدعت کی، نئی نئی باتیں پیدا کرنے والے کی تو اس نے اسلام کے گرانے پر اعانت کی ۔

صاحبو! ہم نے اس سے پہلے بیان کردیا ہے کہ بغیر قرآن و حدیث کے ماخذ کے کسی کام کو عبادت سمجھ کر کرنا بدعت ہے ۔ یہاں دو باتیں ہیں (۱) طبعی طور سے اپنی ضرورت سے کوئی کام کرے تو وہ بدعت نہیں ۔ (۲) اچھے کام کو بھی جو فرض نہیں ہے اسے فرض سمجھنا یہ بھی بدعت ہے ۔

یہ یاد رکھو! اصل ہر چیز میں حلّت ہے ۔ (یعنی حلال سمجھنا) جواز ہے ۔ جو شخص حرمت یا ناجائز ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کے ذمہ اس بات کا ثبوت ہے ۔ اسے ثابت کرنا پڑے گا، یہ حکم قرآن و حدیث کے خلاف ہے ۔ اپنے دل سے احکام لگانا، خود بدعت ہے بلکہ تشریع فی الدین ہے ۔

صاحبو! آج کل لوگ غیر مذہب والوں کی صحبت میں بہت بگڑ گئے ہیں ۔ غیر مذہب والوں کی اتباع سے قرآن و حدیث سے بہت دور ہوگئے ہیں ۔ مذہب میں روز ایک نئی بات نکالنا بے شک ناجائز ہے ۔ بدعت ہے ۔ ہمیں قرآن و حدیث کافی ہے مگر انھیں سمجھنے کی ضرورت ہے اور یہ ہر کس و ناکس کا کام نہیں ۔ آئمہ اور پیشوایان مذاہب کا کام ہے ۔

افسوس آزادی آئی ہے تو اتنی کہ نہ دین سے کام نہ آخرت سے اور اتباع آئی تو اس طرح کہ ہر اچھے کام کو بدعت سمجھنے لگے ۔ اس سوکھے پن اس تقشف نے الفاظ اور ظاہری حالت پر اتنا زور دیا کہ روحِ عمل باقی نہ رہی ۔ اخلاص بہت بڑی چیز ہے ۔ عمل بے اخلاص تنِ بے جان ہے، مُردار ہے ۔ دفن کرنے کے لائق نعش ہے ۔ تھوڑا کام کرو مگر خالص خدا کے لئے کرو مگر یہ بھی یاد رکھو کہ اچھی چیز کی تکرار اور اسے بار بار کرنے سے اس کی عادت ہوجاتی ہے اور وہ عبادت سہل ہوجاتی ہے اور اس نیک کام سے ایک نسبت و علاقہ پیدا ہوجاتا ہے اور خیر و برکت کے آثار بھی نمایاں ہونے لگتے ہیں ۔ اسی طرح بُری بات سے ظلمت اور سیاہ دلی پیدا ہوتی ہے ۔ پہلے ایک کالا نقطہ (دھبہ) پڑتا ہے پھر بڑھتے بڑھتے پورے دل کو گھیر لیتا ہے اور پھر اچھے برے کی تمیز باقی نہیں رہتی ۔

یادرکھو! غیر مذہب والوں کے ساتھ ملنے کے بعد خصوصاً جلال الدین اکبر کے زمانہ میں ہندو، مسلمان میں بہت اختلاط ہوگیا تھا۔ ہندو عورتیں مسلمانوں کے گھروں میں آئیں اور اپنے ساتھ باوجود مسلمان ہوجانے کے ہندوانہ رسوم بھی لائیں۔ مسلمان لوگ نوع لطیف کو راضی رکھنے کے خیال سے اُن رسوم کو موتوف نہ کرسکے اور خالص اسلام اپنی سادگی پر نہ رہا۔

بَابٌ فِیْ ذَمِّ الْعُلَمَآءِ السُّوْءِ

(علمائے بد کی مذمت میں)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۔ (سورۃ الجمعه ۔ آیت ۵)

لغات: حِمَارٌ ؛ گدھا، درازگوش ۔ اَسْفَارٌ ؛ کتابیں ۔ بِئْسَ ؛ بُرا ہے۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جن لوگوں نے تورات کا بوجھ اُٹھایا، سچ پوچھو تو انھوں نے اس کا بار اُٹھایا ہی نہ تھا۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسا کہ درازگوش کی پشت پر کتابوں کا انبار ہو (ع چار پائے بروکتابے چند) ان لوگوں کی کیا بری مثال ہے جنھوں نے آیاتِ خداوندی کی تکذیب کی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ عِلْمٍ لَا یُنْتَفَعُ بِهٖ كَمَثَلِ كَنْزٍ لَا یُنْفَقُ مِنْهُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۔ (رواہ احمد والدارمی ۔ مشکوٰۃ)

لغات: کَنْزٌ ؛ خزانہ ۔ لَا یُنْتَفَعُ ؛ اس سے نفع نہیں اٹھایا جاتا ۔ لَا یُنْفَقُ ؛ نہیں صرف کیا جاتا، خرچ ہوتا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا انھوں نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس علم کی مثال جس سے نفع حاصل نہیں ہوتا اس خزانہ کی سی ہے جو راہِ خدا میں صرف نہیں کیا جاتا۔

(روایت کیا اسے احمد اور دارمی نے اور مشکوٰۃ میں بھی ہے)

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُوْشِكُ اَنْ یَّاْتِیَ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ ۔ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِیَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدٰی ۔ عُلَمَاءُهُمْ شَرٌّ مِنْ تَحْتِ اَدِیْمِ السَّمَآءِ ۔ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِیْهِمْ تَعُوْدُ ۔

(رواہ البیهقی فی شعب الایمان)

لغات: یُوْشِكُ ؛ قریب ہے ۔ رَسْمٌ ؛ خط ۔ عَامِرَةٌ ؛ آباد ۔ خَرَابٌ ؛ ویران ۔ اَدِیْمٌ ؛ چمڑا ۔ تَعُوْدُ ؛ عود کرتا ہے، واپس ہوتا ہے۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا انھوں نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قریب ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور قرآن کا صرف خط رہ جائے گا۔ (دیکھنے کو) مسجدیں آباد ہیں مگر ہیں ہدایت سے خالی اور ویران۔ ان کے علماء پردۂ آسمان کے نیچے جتنے لوگ ہیں اُن سب سے بدتر ہیں۔ انھیں کے پاس سے فتنہ نکلے گا اور انہیں کی طرف عود بھی کرے گا یعنی ان کی برائیاں ان ہی کی طرف پلٹ کر جائیں گی۔ (روایت کیا اسے بیہقی نے ایمان کے شعبہ میں)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُنَاسًا مِنْ اُمَّتِىْ سَيَتَفَقَّهُوْنَ فِى الدِّيْنِ وَيَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ يَقُوْلُوْنَ نَأْتِى الْاُمَرَآءَ فَنُصِيْبُ مِنْ دُنْيَاهُمْ وَنَعْتَزِلُهُمْ بِدِيْنِنَا وَلَايَكُوْنُ ذٰلِكَ كَمَا لَايُجْتَنٰى مِنَ الْقَتَادِ اِلَّاالشَّوْكُ كَذٰلِكَ لَايُجْتَنٰى مِنْ قُرْبِهِمْ اِلَّا قَالَ مُحَمَّدُبْنُ الصَّبَّاحِ كَاَنَّهٗ يَعْنِىْ الْخَطَايَا۔ (رواه ابن ماجة ۔ مشكوٰة)

لغات: اُنَاسٌ؛ بہت سے لوگ یہ اسم جمع ہے۔ سَ؛ جلد، قریب میں۔ سَيَتَفَقَّهُوْنَ؛ عنقریب دین کی باتوں کو سمجھنے میں، عنقریب دین میں سمجھ اور فہم حاصل کریں گے۔ نَاْتِىْ؛ آئیں گے ہم۔ نَاْتِى الْاُمَرَآءَ؛ ہم امیروں کے پاس جائیں گے۔ نُصِيْبُ؛ ہم حاصل کریں گے۔ نَعْتَزِلُ؛ ہم الگ رہیں گے۔ يُجْتَنٰى؛ حاصل کئے جائیں گے۔ اِجْتَنٰى، يَجْتَنِىْ، اِجْتِنَاءٌ؛ حاصل کرنا۔ جَنِىٌّ؛ پھل۔ لَايُجْتَنٰى؛ پھل نہیں توڑا جائے گا، نہیں لیا جائے گا۔ قَتَادٌ؛ ببول کا جھاڑ۔ شَوْكٌ؛ کانٹا۔ خَطَايَا جمع خَطِيْئَةٌ؛ گناہ، غلط کاری۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں سے چند لوگ دین کی باتوں میں عنقریب فہم اور سمجھ حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے اور وہ کہیں گے "ہم امیروں کے پاس جائیں گے اور ان کی دنیا (دولت سے) پائیں گے اور اپنے دین کو لئے ہوئے ان سے الگ رہیں گے۔ یہ ہرگز نہ ہوگا، جیسے ببول کے درخت سے کانٹوں کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا ایسا ہی دنیاداروں کے قرب سے حاصل نہ ہوگا مگر" (محمد بن صباح کہتے ہیں مگر کے بعد) خطایا اور گناہ۔ (محمد بن صباح خطا کے معنی گناہ مراد لے رہے ہیں)۔

صاحبو! بعض مشائخوں اور مولویوں کو دیکھو کہ وہ دنیاداروں کے پاس کس طرح دوڑے دوڑے جارہے ہیں۔ سمجھ رہے ہیں کہ ہم ان سے پیسہ اور دوسرے فوائد حاصل کرلیں گے مگر اپنے دین کو بگڑنے نہ دیں گے مگر یہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ آگ کے پاس بیٹھیں اور گرمی نہ ہو؟ لوہار کی بھٹی سے چنگاریاں نکل رہی ہیں، ایک نہ ایک دن چنگاری اُڑے گی اور تمہارے کپڑے جل جائیں گے۔ تم لاکھ بچنا چاہو گے مگر نہ بچ سکو گے۔ ان دنیاداروں کی صحبت میں اپنے دین کو سنبھالنا بڑی مشکل

بات ہے۔ بزرگوں کی اولاد کو دیکھو کہ وہ کیسے تھے اور ان کی یہ اولاد کیسی ہے۔ وہ ترک حیوانات کرتے تھے، ذکر و شغل کرتے تھے اور یہ حیوان تو کیا انسان کو کھانے میں بھی کمی نہ کریں۔

عَنِ الْاَحْوَصِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَأَلَ رَجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشَّرِّ فَقَالَ لَاتَسْأَلُوْنِيْ عَنِ الشَّرِّ وَاسْئَلُوْنِيْ عَنِ الْخَيْرِ "يَقُوْلُهَا ثَلٰثًا" ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَآءِ وَ اِنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ خِيَارُ الْعُلَمَآءِ۔ (رواہ الدارمی)

لغات: سَأَلَ ؛ سوال کیا۔ لَاتَسْئَلُوْنِيْ ؛ مجھ سے مت پوچھو۔ عَنِ الشَّرِّ ؛ شر کے متعلق۔ شرار جمع شریر۔

ترجمہ: احوص بن حکیمؓ سے روایت ہے اور وہ اپنے باپ حکیمؓ سے روایت کرتے ہیں، کہا کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے شر کے متعلق سوال کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا مجھ سے شر کے متعلق سوال نہ کرو اور مجھ سے سوال کرو تو خیر کے متعلق سوال کرو۔ اس بات کو آپ نے تین دفعہ فرمایا۔ پھر فرمایا سنو! ہاں! بے شک شریروں کے شریر (بد سے بدتر) برے علماء ہیں اور بے شک بہتر سے بہتر، اچھے علماء ہیں۔ (روایت کیا اسے دارمی نے)

عَنْ اَبِى الدَّرْدَآءِ قَالَ اِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَالِمٌ لَايَنْتَفِعُ بِعِلْمِهٖ۔ (رواہ الدارمی)

لغات: مَنْزِلَةً ؛ درجہ میں۔ لَايَنْتَفِعُ ؛ نفع حاصل نہیں کیا جاتا، اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

ترجمہ: ابودرداءؓ سے روایت ہے کہا کہ بے شک لوگوں میں کا بدترین خدا کے پاس مرتبہ میں قیامت کے دن وہ عالم ہے جس کے علم سے لوگوں کو نفع نہ ہو۔ (دارمی نے روایت کی)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان صریح احکام کے بعد؟ انہیں پیغمبروں کی میراث ملی ہے یعنی وہ دولت علم سے سرفراز کئے گئے ہیں اس لئے انہیں چاہیے کہ طالبان علوم کو اپنی اس دولت خداداد سے مستفید کریں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ کسی مسئلہ کو توڑ موڑ کر بیان نہ کریں بلکہ بلا رو و رعایت بر حکم بیان کریں۔ امیروں اور مالداروں کی رعایت سے کسی مسئلہ کو الجھا کر یا اس کے تاریک پہلو کو اجاگر کر کے اس طرح نہ بیان کریں یا ایسا فتویٰ نہ صادر کریں جس سے ظالم کی حمایت اور مظلوم پر زیادتی ہو جائے۔

صاحبو! ایک بات یہ بھی یاد رکھنی ضروری ہے کہ کسی مسئلہ سے واقف کار شخص اگر ضرورت پر اسے ناواقف لوگوں سے بیان نہ کرے تو اس کی ذمہ داری اسی پر رہے گی اور اس کے اس بخل یا خاموشی کا جواب کل قیامت کے دن اسے دینا ہوگا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِىْ اٰخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتِلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ يَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّاْنِ مِنَ اللِّيْنِ اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ

الذِّیَابِ یَقُوْلُ اللّٰہُ ۔ اَبِیْ یَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَیَّ یَجْتَرِءُ وْنَ ۔ فَبِیْ حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰی اُولٰئِکَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِیْمَ فِیْهِمْ حَیْرَانَ ۔ (رواہ الترمذی و مشکوٰۃ)

لغات: یَخْتَلُوْنَ ؛ مکر سے حاصل کرتے ہیں ۔ جُلُوْدٌ جمع جِلْدٌ ؛ چمڑا، پوست ۔ ضَانٌ ؛ بھیڑ، پوٹلہ، بکرے کی قسم ۔ لِیْنٌ ؛ نرمی ۔ اَلْسِنَةٌ جمع لِسَانٌ ؛ زبان ۔ اَحْلٰی ؛ زیادہ میٹھا، شیریں تر ۔ حُلْوٌ ؛ میٹھا ۔ حَلَاوَتٌ ؛ مٹھاس ۔ سُکَّرٌ ؛ شکر ۔ ذِئَاب جمع ذِئْب ؛ بھیڑیے ۔ اَبِیْ ؛ کیا میرے متعلق ۔ اَ ؛ کیا ۔ بِیْ ؛ میرے سے ۔ یَغْتَرُّوْنَ ؛ دھوکا کھاتے ہیں ۔ غرور، دھوکا ۔ یَجْتَرِءُ وْنَ ؛ جرأت کرتے ہیں ۔ فَبِیْ حَلَفْتُ ؛ میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں ۔ لَاَبْعَثَنَّ ؛ میں ضرور بھیجوں گا ۔ تَدَعُ ؛ کر چھوڑے گا ۔ وَدَعَ یَدَعُ وَدَاعًا ؛ چھوڑنا ۔ وَدَاعٌ ؛ رخصت ۔ حَلِیْمٌ ؛ عقل والا ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں ایسے لوگ نکلیں گے جو مکر سے دین بیچ کر دنیا حاصل کریں گے ۔ لوگوں کے سامنے بھیڑ کی طرح نرم چمڑے پہنیں گے یعنی ان کی ظاہری حالت بڑی اچھی ہوگی ۔ ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی (شیریں) ہوں گی (مگر) ان کے دل بھیڑیوں کے دل ہوں گے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا یہ لوگ میرے متعلق دھوکہ میں ہیں یا میرے خلاف جرأت کر رہے ہیں؟ میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان لوگوں پر ایسا فتنہ بھیجوں گا کہ ان میں کے عقل مند بھی حیران رہ جائیں گے ۔ (روایت کیا اسے ترمذی نے اور مشکوٰۃ میں بھی ہے)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَالَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ ۔ (رواہ مسلم و مشکوٰۃ)

لغات: کَانَ یَکُوْنُ کَوْنًا ؛ ہونا ۔ دَجَّالٌ ؛ مکار ۔ دَجْلٌ ؛ مکر ۔ فَاِیَّاکُمْ ؛ پس تم بچو اس سے ۔ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ ؛ تمہیں وہ گمراہ نہ کریں ۔ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ ؛ اور تمہیں مبتلائے فتنہ نہ کریں ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے آخر زمانہ میں دجال، مکار، جھوٹے پیدا ہوں گے تمہارے پاس ایسی احادیث لائیں گے جنھیں نہ تم نے سنا نہ تمہارے باپ دادا نے ۔ ان سے بچو اور اپنے آپ کو بچاؤ، ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کردیں یا فتنہ میں مبتلا کردیں ۔

(روایت کیا اسے مسلم نے اور مشکوٰۃ میں بھی ہے)

صاحبو! آج کل گھر گھر پیغمبر پیدا ہو رہا ہے ۔ یاد رکھو! خاتم النبیین کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوسکتا ۔ ہاں یہ پیش گوئی اس پر صادق آئے گی کہ آخر زمانہ میں بہت سے دجّال پیدا ہوں گے ۔ صدق رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔

صاحبو! آج بعض نادان علماء میں بڑی بحث ہو رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے برابر یا ان کے جیسا کوئی پیغمبر ہوسکتا ہے یا نہیں؟ نادان کہتے ہیں کہ پیدا ہوسکتا ہے۔ جو ذی فہم عالم ہیں وہ کہتے ہیں خدا تو وہ ہے جس نے پیغمبروں کو پیدا کیا۔ خود حضرت ﷺ کو پیدا کیا۔ خدا کی قدرت میں کیا کلام ہے مگر جب خدا نے حضرت کو خاتم النبیین بنایا اور فرمادیا کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اگر کوئی نبی پیدا ہوسکے تو خدا کا جھوٹا ہونا بھی ممکن ہوجائے گا۔ نعوذ باللہ! نادان ہے وہ جو اول سے پہلے اول اور آخر کے بعد آخر کو ممکن سمجھتا ہے۔

بَابٌ فِيْ رَفْعِ الْعِلْمِ

(علم اُٹھ جانے یعنی باقی نہ رہنے کے بیان میں)

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی : اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۔ (سورة مجادلة ۔ آیت ۱۹)

لغات: اِسْتَحْوَذَ ؛ چھاگیا، غالب ہوگیا۔ عَلَيْهِمْ ؛ ان پر۔ اَنْسٰهُمْ ؛ انہیں بھلادیا۔ نِسْيَانٌ ؛ بھولنا۔ اَنْسٰی ؛ بھلانا۔

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ''شیطان نے انھیں گھیر لیا ہے، ان پر چھا گیا ہے اور ان سے خدا کی یاد بھلادیا ہے''۔

یہ کون لوگ ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے جھوٹی قسمیں کھانا اپنا شعار بنالیا ہے اور اپنی چکنی چپڑی باتوں سے مسلمانوں کو دھوکا دے کر اپنی پالیسی پر ناز کرتے ہیں۔ ان کی اللہ تعالیٰ نے کیا سزا مقرر کی ہے؟ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخی کندے اور دنیا میں جب تک رہیں گے شیطان کے چیلے چانٹے بنے رہیں گے۔ بمصداق ع

''نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے''

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۔ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۔ (سورۃ یونس ۔ آیت ۷، ۸)

لغات: لَا يَرْجُوْنَ ؛ نہیں امید رکھتے۔ لِقَآءَنَا ؛ ہم سے ملنے کی یا ہم سے ملاقات کرنے کی۔ رَضُوْا ؛ رَضِیَ، يَرْضٰی رِضَآءً وَّرِضْوَانًا ؛ راضی ہونا۔ اِطْمَاَنُّوْا ؛ مطمئن ہوگئے، انہیں اطمینان ہوگیا۔ مَاْوٰىهُمْ ؛ ان کا ٹھکانا۔ آوٰی يُؤْوِیْ ؛ پناہ دینا، جگہ دینا۔ مَاْوٰی ؛ ٹھہرنے کی جگہ، مقام۔ يَكْسِبُوْنَ ؛ کسب کرتے، حاصل کرتے ہیں۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بے شک وہ لوگ جنھیں ہم سے ملنے کی امید نہیں اور دنیوی زندگی پر راضی ہوگئے اور انہیں اس (دنیا) پر اطمینان ہوگیا اور وہ لوگ جو ہماری نشانیوں سے غافل ہیں ان کا مقام تو دوزخ ہے۔ (کیوں؟) ان کے اعمال اور کسب کی وجہ سے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بن العَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَآءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمٌ اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا"۔

(اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ وَالتِّرْمِذِيُّ تيسير)

لغات: لَا يَقْبِضُ؛ قبض نہیں کرتا، نکال نہیں لیتا۔ اِنْتِزَاعًا؛ چھین کر۔ لَمْ يُبْقِ؛ باقی نہ رہے گا۔ جُهَّال جمع جاهِلٌ؛ نادان، بے علم۔ فَسُئِلُوْا؛ پھر وہ پوچھے گئے (پوچھے جائیں گے)۔ فَاَفْتَوْا؛ پھر فتویٰ دیں گے۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً اللہ علم کو نہیں لے لیتا لوگوں سے چھین کر مگر علم کو لے لیتا ہے علماء کو لے لے کر یعنی عالم مرجاتے ہیں یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہتا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیتے ہیں۔ پھر ان سے سوالات کیے جاتے ہیں تو وہ بغیر علم کے فتوئی دیتے ہیں۔ یہ لوگ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

(روایت کیا اس کو دونوں شیخوں یعنی بخاری و مسلم نے اور ترمذی نے اور تیسیر میں بھی ہے)

صاحبو! موجودہ زمانے میں جہالت کی حکومت ہے۔ عربی جانتے نہیں، حدیثوں کا مطالعہ نہیں کیا اور لگے من مانے فتوے دینے۔ حضرتؐ نے کیا فرمایا: "خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں"۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَخَصَ بِبَصَرِهٖ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ قَالَ "هٰذَا اَوَانُ يُخْتَلَسُ الْعِلْمُ مِنَ النَّاسِ حَتّٰى لَا يَقْدِرُوْا مِنْهُ عَلٰى شَیْءٍ فَقَالَ زِيَادُ بْنُ لَبِيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ كَيْفَ يُخْتَلَسُ مِنَّا وَقَدْ قَرَاْنَا الْقُرْاٰنَ فَوَاللّٰهِ لَنَقْرَاَنَّهٗ وَلَنُقْرِئَنَّهٗ اَوْلَادَنَا وَنِسَآءَنَا فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا زِيَادُ! اِنْ كُنْتُ لَاَعُدُّكَ مِنْ فُقَهَاءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ، هٰذِهِ التَّوْرٰةُ وَالْاِنْجِيْلُ عِنْدَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى فَمَاذَا تُغْنِيْ عَنْهُمْ" قَالَ جُبَيْرٌ فَلَقِيْتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ اَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ اَخُوْكَ اَبُو الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِیْ قَالَ ابو الدرداء فَقَالَ صَدَقَ ابو الدرداء اِنْ شِئْتَ لَاُحَدِّثَنَّكَ بِاَوَّلِ الْعِلْمِ يُرْفَعُ مِنَ النَّاسِ الْخُشُوْعُ۔ يُوْشِكُ اَنْ تَدْخُلَ الْمَسْجِدَ الْجَامِعَ فَلَا تَرٰی فِيْهِ رَجُلًا خَاشِعًا۔ (اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ۔ تيسير)

لغات: شَخَصَ؛ گھورا۔ فَشَخَصَ بِبَصَرِهٖ؛ پھر آنکھ اٹھا کر گھورا، غور سے دیکھتے رہے۔ يُخْتَلَسُ؛ چھین لیا جاتا ہے۔ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ؛ روئے تجھ پر تیری ماں (یہ کلمہ عرب میں بڑی محبت کا ہے۔ جیسے بعض عورتیں کہتی ہیں موئے، مائی لے)۔ كُنْتُ اَعُدُّكَ؛ میں تمہیں شمار کرتا تھا، سمجھتا تھا، گنتا تھا۔ فَمَاذَا تُغْنِیْ؛ کیا کام آتا ہے؟

زید: حضرت ابودرداؓ سے روایت ہے کہا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضرتؐ نے دیر تک آسمان کو دیکھا اور اس کی طرف گھورتے رہے۔ پھر فرمایا یہ زمانہ ہے کہ لوگوں سے علم چھین لیا جائے گا یہاں تک کہ وہ کچھ بھی نہ کر سکیں گے۔ پھر زیاد ابن لبید انصاریؓ نے کہا کیسے (علم) چھین لیا جائے گا ہم سے؟ حالانکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں۔ خدا کی قسم ہم خود بھی پڑھیں گے اور اپنے بیوی بچوں کو بھی پڑھائیں گے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا، تیری ماں تجھ پر روئے! اے زیاد میں تمہیں مدینہ کے ذی فہم لوگوں میں شمار کرتا تھا۔ یہ توراۃ اور انجیل لوگوں کے پاس ہیں پھر یہ انہیں کیا کام آ رہی ہیں۔ جبیرؓ نے کہا (میں یہ سن کر) عبادہ بن صامتؓ کے پاس گیا اور پھر میں نے ان سے کہا کیا آپ سنتے نہیں کہ آپ کے بھائی ابودرداؓ کیا کہہ رہے ہیں۔ پھر انہیں سب کچھ کہہ دیا جو انھوں نے کہا تھا۔ عبادہؓ نے کہا کہ ابودرداؓ نے سچ کہا اور اگر تم چاہو تو میں یہ بتاؤں گا کہ سب سے پہلے کیا چیز اُٹھ جائے گی۔ لوگوں سے سب سے پہلے خشوع خضوع اٹھ جائے گا۔ قریب ہے کہ تم مسجد جامع میں جاؤ گے اور وہاں کسی شخص کو خشوع خضوع سے عبادت کرتا نہ پاؤ گے۔ (روایت کیا ترمذی نے اور تیسیر میں بھی ہے)

صاحبو! حضرت کی پیش گوئی اس زمانے کے لوگوں پر خوب منطبق ہو رہی ہے۔ خشوع و خضوع دلوں سے مفقود ہو گیا ہے۔ اسپیچیں (تقاریر) تو بہت ہوتی ہیں۔ گھنٹوں ان کا سلسلہ جاری مگر نماز کو دیکھو تو ''مرغ ٹھونگ'' یہاں کا ''یعلمون'' وہاں کا ''تعلمون'' بسم اللہ اللہ اکبر۔ کسی صاحب سے پوچھو کہ پہلی رکعت میں کونسی سورت پڑھی گئی تھی؟ کس نے دل لگا کر سنا ہے اور کون یاد رکھا ہے۔ آپ ایسے لوگوں کو بھی دیکھیں گے کہ امام بن کر نہایت قرأت سے قرآن پڑھا جا رہا ہے اور جب اکیلے پڑھیں تو جماعت کے ساتھ ایک رکعت بمقابلہ چار رکعتیں ہو گئیں۔ کہاں کا خضوع کدھر کا خشوع! یہی وجہ ہے کہ ہماری دعاؤں میں اثر نہیں رہا۔ ہمارے قرآن پڑھنے میں اب برکت نہیں رہی۔ ہمارے زمانے میں مسجد میں نماز ہوتی تو غیر مسلم عورتیں اپنے بچوں کو لے کر آتی تھیں کہ ان پر کچھ پڑھ کر پھونک دیں اور وہ اچھے بھی ہو جاتے تھے۔ اب تو مسلمان بھی اپنے بچوں پر نمازیوں سے دم نہیں کرواتے۔ اصل رونا تو اس کا ہے کہ وہ مسلمان خود کب سچے دل سے اللہ کا نام پڑھتے ہیں؟ اسی لئے اگر وہ کبھی پڑھ بھی لیں تو کچھ اثر نہیں ہوتا۔ آخر اس کا کیا سبب ہے؟ خدا وہی قرآن وہی! مگر دل میں خشوع نہیں، خضوع نہیں! اخلاص نہیں! اب اثر ہو تو کیوں کر ہو۔ ع دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شیاطین کے سفلی عمل سے جلد اثر ہوتا ہے مگر اللہ کے نام سے نہیں ہوتا۔ بے شک ایسے ڈھل یقین والوں کے پڑھنے سے اثر نہیں ہوتا۔ ایمان ہے تو امان ہے۔ اصل یقین ہے جو روح ایمان ہے۔ اللہ ہم سب کو یقین کامل عطا کرے۔ ہماری زبان میں اثر ہو، ہم دل سے کہیں اور خدا تعالیٰ سن لے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

بَابٌ فِی عِلْمِ الْقُرْاٰنِ وَتَعْلِیْمِهٖ

قرآن کے علم (جاننے، معلوم کرنے) اور اس کی تعلیم کے متعلق

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا ۔ (سورۃ بنی اسرائیل ۔ آیت ۹)

لغات: یَهْدِیْ ؛ ہدایت کرتا ہے، دکھاتا ہے ۔ لِلَّتِیْ دراصل لِ اَلَّتِیْ تھا ۔ اس چیز کو ۔ اَقْوَمُ ؛ قائم ہے، سیدھی ہے ۔ یُبَشِّرُ ؛ بشارت دیتا ہے، خوشخبری دیتا ہے ۔ واضح ہو کہ تورات اور انجیل جس وقت اتاری گئی تھیں بے شک یقینی تھیں ۔ اب کی زیادتی ہوگئی ہے ۔ ہر چند روز کے بعد ان میں ترمیمات ہوتی ہیں ۔ بے شک تورات و انجیل حق ہیں لیکن جو ہمارے سامنے ہیں کمی زیادتی کی وجہ سے ناقابل یقین رہ گئے ہیں ۔ قرآن شریف متواتر ہے اور تورات و انجیل جو ہمارے سامنے ہیں متواتر تو کجا خبر آحاد سے بھی ثابت نہیں ہیں ۔ تمام تورات و انجیل دیکھ لو اس میں " قَالَ اللّٰہُ " کہہ کر کتنی آیتیں ہیں؟ ہمارے پاس سیرت کی کتابیں ہیں ایسے ہی موجودہ تورات و انجیل تاریخی کتابیں ہیں ۔ کہتے ہیں کہ تورات میں ٹن کمانڈمنٹس ہیں ۔ ممکن ہے کہ فرمودۂ خداوندی ہو ۔ ان کا بھی یقینی طور پر ثابت کرنا سخت دشوار ہے ۔ یہ جگہ تورات و انجیل پر تفصیلی بحث کرنے کی نہیں ہے ورنہ میں وہ سب مقامات بتا دیتا جو پیغمبروں کے لائق نہیں ہیں ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بے شک یہ قرآن سیدھی بات کی ہدایت کرتا ہے اور مومنوں کو بشارت دیتا ہے جو اچھے کام (عمل) کرتے ہیں کہ ان کے لئے بڑا اجر ہے ۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۔ (سورۃ البقرۃ ۔ آیت ۹۱)

لغات : مُصَدِّقًا ؛ سچا، تصدیق کرنے والا ۔ لِمَا ؛ اس چیز کو، اس چیز کی ۔ مَعَهُمْ ؛ ان کے پاس ہے، ان کے ساتھ ہے ۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قرآن ہی حق ہے ۔ ان (آسمانی کتابوں) کی تصدیق کرتا ہے جو اُن کے پاس ہیں ۔

فَضْلُ الْقُرْاٰنِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ الرَّحْمٰنِ عَلٰی سَآئِرِ خَلْقِهٖ ۔

(ع فی معجم هب ابی هریرة ۔ کنز میں بھی ہے)

لغات: سَائِرٌ ؛ جملہ، سب، تمام، باقی ۔ کَ ؛ مانند ۔ هب سے مراد بیہقی کی شعب الایمان میں روایت کردہ حدیث ۔ مُعْجَمَةٌ ؛ ایک حدیث کی کتاب کا نام ہے ۔ مُعْجَمُ صَغِیْرٌ و مُعْجَمُ کَبِیْرٌ ۔

ترجمہ: قرآن کی فضیلت باقی کتابوں پر ایسی ہے جیسے خدا کی فضیلت اس کی ساری مخلوق پر ۔

(یہ حدیث معجم بیہقی میں ہے اور کنز العمال کے صفحہ ۱۲۹ پر بھی ہے جس کی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے)

عَلَيْكُمْ بِالْقُرْاٰنِ فَاتَّخِذُوْهُ اِمَامًا وَّ قَائِدًا فَاِنَّهٗ كَلَامُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الَّذِيْ هُوَ مِنْهُ وَاِلَيْهِ يَعُوْدُ

اٰمِنُوْا بِمُتَشَابِهِهٖ وَاعْتَبِرُوْا بِاَمْثَالِهٖ ۔ (ابن شاھین فی السنة وابن مردویه عن علیؓ ۔ کنز صــ ۱۲۹)

لغات: عَلَيْكُمْ ؛ لازم ہے تم پر ۔ قَائِدً ؛ اندھے کا ہاتھ پکڑ کر لے چلنے والا ۔ يَعُوْدُ ؛ عود کرتا ہے ۔ مُتَشَابِهٖ ؛ قرآن کی وہ آیتیں جن کا سمجھنا مشکل ہے اور غیر مراد سے ملتے جلتے ہیں ۔ وَاعْتَبِرُوْا ؛ عبرت حاصل کرو ۔

ترجمہ: لوگو! تم پر قرآن کی اتباع لازم ہے پس اسے اپنا پیشوا اور راہ نما بناؤ کیونکہ یہ رب العالمین کا کلام ہے ۔ اسی سے نکلا اور اسی کی طرف عود کرتا ہے ۔ اللہ ہی سے نکلا ہے اور اللہ ہی پر ختم ہوتا ہے لہذا آیاتِ متشابہات پر ایمان لاؤ اور اس کی مثالوں سے عبرت حاصل کرو ۔

(اس حدیث کو ابن شاہین نے سنت میں اور ابن مردویہ نے حضرت علیؓ سے بیان کیا ۔ کنزالعمال کے صفحہ ۱۲۹ پر ہے)

صاحبو! قرآن کی آیتیں دو قسم کی ہیں ۔ محکم یعنی واضح ، صاف ۔ متشابہ جس کا سمجھنا دشوار ہے مثلاً يَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ؛ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے ۔ خدا کے ہاتھ کے معنی سمجھنا مشکل ہے ۔ (۱) بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس لفظ "ید" کے معنی ہمیں معلوم نہیں ۔ ہم اس لفظ پر ایمان رکھتے ہیں ۔ (۲) بعض لوگ کہتے ہیں کہ ید کے معنی ہاتھ ہے وہ ہمیں معلوم ہے مگر خدا کا ہاتھ کیسا ہے وہ ہمیں معلوم نہیں ۔ (۳) بعض لوگ کہتے ہیں "ید" سے مراد خدا کی وہ صفت ہے جو دوسروں پر تصرف کرتی ہے ۔ (۴) بعض لوگ کہتے ہیں عالمِ مثال میں مثالی ہاتھ نظر آتا ہے ۔ (۵) بعض کا قول ہے کہ جاہلوں کا امتحان علم سے ہوتا ہے اور عالموں کا امتحان بے علمی سے ہوتا ہے ۔ خدائے تعالیٰ دیکھتا ہے کہ یہ دل کے لگتے لگائے گا یا اس آیت کے معنی کو اللہ اور اس کے رسول پر چھوڑے گا ۔

ایک صاحب نے مجھ سے اِنَّ اللّٰهَ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى کے معنی پوچھے ۔ میں نے عالمِ مثال میں دیکھا ہے کہ ایک طلائی تخت ہے مگر چونکہ ہمیں ظاہری امور کا حکم ہے وَاعْتَبِرُوْا بِاَمْثَالِهٖ لہذا میں نے کہا کہ عرش پر بیٹھنے سے مراد ۔ اقتدار اعلیٰ حاصل ہوگیا ۔ میں اپنی سمجھ کے اعتبار سے تخت نشینی ، کرسی نشینی کے معنی لیتا ہوں یہ میری تاویل ہے ۔

خِيَارُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ ۔ (ہ عن سعدؓ کنز صــ ۱۲۹)

لغات: خِيَارٌ جمع خیر ۔ نیک لوگ یا نیک کام ۔

ترجمہ: تم میں کے اچھے وہ ہیں جو خود قرآن سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں ۔

(ہ سے مراد ابن ماجہ ۔ یعنی کنز العمال کے صفحہ ۱۲۹ پر یہ حدیث درج ہے جو ابن ماجہ سے ماخوذ ہے)

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ ۔ (م ہ عن عمر کنز صــ ۱۲۹)

لغات: يَضَعُ ؛ پست کرتا ہے ۔ م ہ سے مراد مسلم اور ابن ماجہ ۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس قرآن کی وجہ سے بہت سی قوموں کو اس پر یقین کرنے کی وجہ سے اعلیٰ مرتبہ عطا

کرتا ہے اور دوسروں کو اس کی وجہ سے پست اور ذلیل کرتا ہے (بہ سبب اس کے انکار کے)۔

(یہ حدیث کنز کے صفحہ ۱۲۹ پر درج ہے جو حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔ یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے اور ابن ماجہ نے بھی لکھا ہے)

اِذَا اَحَبَّ اَحَدُکُمْ اَنْ یُحَدِّثَ رَبَّہٗ فَلْیَقْرَءِ الْقُرْاٰنَ ۔ (خط فر عن انس کنز صـ ۱۲۸)

لغات: اِذَا ؛ جب، جس وقت۔ اَحَبَّ ؛ چاہا ہے لیکن اِذَا کی وجہ سے چاہے کے معنی ہوں گے۔

یُحَدِّثُ ؛ بات کرے۔ حَدِیْث ؛ بات۔

ترجمہ: آدمی جب خدا سے بات چیت کرنا چاہتا ہے، اس سے کلام کرنا چاہتا ہے تو وہ قرآن پڑھے۔

(''خط'' کا اشارہ خطیب کی طرف ہے جو جامع حدیث ہے۔ ''فر'' دیلمی نے مسند الفردوس میں اس حدیث کو لکھا ہے۔ کنز کے صفحہ ۱۲۸ پر ہے)

اَعْطُوْا اَعْیُنَکُمْ حَظَّھَا مِنَ الْعِبَادَةِ ۔ اَلنَّظَرَ فِی الْمُصْحَفِ وَالتَّفَکُّرَ فِیْهِ وَالْاِعْتِبَارَ عِنْدَ عَجَائِبِہٖ ۔

(الحکیم حب عن ابی سعید کنز صـ ۱۲۸)

لغات: اُعْطُوْا ؛ دو۔ حَظٌّ ؛ حصہ۔ اَعْیُنٌ جمع عَیْنٌ ؛ آنکھ۔

ترجمہ: تم اپنی آنکھوں کو عبادت سے ان کا حصہ دو! (وہ کیا ہے؟) قرآن کو دیکھنا ہے، اس میں فکر کرنا۔ اس کے عجائبات سے عبرت لینا۔ (یہ حدیث کنز کے صفحہ ۱۲۸ پر ہے اور اسے ابو سعید نے روایت کی)

اَلْقُرْاٰنُ ھُوَالنُّوْرُ الْمُبِیْنُ وَالذِّکْرُ الْحَکِیْمُ وَالصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ ۔ (ھب عن رجل صـ ۱۳۰)

ترجمہ: قرآن کیا ہے صاف (واضح) نور ہے۔ باحکمت ذکر ہے اور سیدھا راستہ ہے۔

(یہ حدیث عن رجل یعنی ایک صحابی سے روایت ہے۔ ھب سے مراد بیہقی نے شعبۂ ایمان میں لکھا ہے)

اَنَّ الْقُرْاٰنَ مَثَلُہٗ کَمَثَلِ جِرَابٍ فِیْهِ مِسْکٌ قَدْ رَبَطْتَ فَاہُ فَاِنْ فَتَحْتَہٗ فَاحَ رِیْحُ الْمِسْکِ وَاِنْ تَرَکْتَہٗ کَانَ مِسْکًا مَوْضُوْعًا مَثَلُ الْقُرْاٰنِ اِنْ قَرَاْتَہٗ وَاِلَّا فَھُوَ فِیْ صَدْرِکَ ۔ (الحکیم عن عثمان کنز صـ ۱۳۰)

لغات: جِرَابٌ ؛ توشہ دان۔ رَبَطَ یَرْبِطُ رَبْطًا ؛ باندھنا۔ رِبَاطٌ ؛ ڈوری۔ فِی اصل میں فَمٌ ہے معنی منہ۔ مَوْضُوْعًا ؛ رکھا ہوا۔ فَاحَ ؛ مہکا، خوشبو نکلی۔ صَدْرٌ ؛ سینہ۔

ترجمہ: قرآن کی مثال ایسی ہے جیسے ایک ڈبہ (توشہ دان) جس میں مشک ہے اور تم نے اس کا منہ بند کر دیا ہے۔ اگر تم اسے کھولو تو مشک کی خوشبو مہکے گی اور اسے چھوڑ دو تو وہ مشک کا ڈبہ دھرا رہے گا۔ یہ مثال ہے قرآن کی جب تم اسے پڑھو ورنہ وہ تمہارے سینہ میں نور ہے۔

(کنز کے صفحہ ۱۳۰ پر یہ حدیث ہے جو حضرت عثمانؓ سے مروی ہے)

عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَاْیِہٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَأَ"۔ (رواہ الترمذی و ابوداؤد ۔ مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت جندب نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے قرآن میں بے وجہ اپنی رائے سے کہا اگر صحیح بھی کہا ہو تو اس نے غلطی کی، خطا کی۔ (ترمذی اور ابوداؤد کے حوالے سے مشکوٰۃ میں یہ حدیث ہے)

قرآن شریف سمجھنے کے لئے اس کا کوئی ماخذ ہونا چاہئیے ۔ قرآن کے سمجھنے کا کیا ماخذ ہے؟ بعض دفعہ ایک آیت دوسری آیت کی تفسیر کرتی ہے ۔ بعض وقت حدیث سے بھی قرآن کے معنی سمجھ میں آتے ہیں ۔ بعض دفعہ عربوں کے محاورہ سے قرآن کا مطلب نکلتا ہے ۔ بغیر ماخذ کے دل سے تکتے لگانے سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ اسی سے روکا گیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "اَلْمِرَآءُ فِی الْقُرْاٰنِ کُفْرٌ"۔ (رواہ احمد)

لغات: مِرَاءٌ ؛ جھگڑنا ۔ مَرْءٌ ؛ آدمی اس کا مونث مَرْءَۃٌ ہے۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، فرمایا نبی کریم ﷺ نے: قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔

(روایت کیا اسے احمدؒ نے)

صاحبو! قرآن کے متعلق بعض نادان ہمیشہ سے جھگڑتے رہے ۔ کوئی کہتا ہے قرآن حادث ہے، مخلوق ہے اور کوئی کہتا ہے کہ مخلوق نہیں ۔ اس مسئلہ پر بہت سے آئمہ قتل کئے گئے کہ قرآن کو مخلوق کہیں ۔ خصوصاً حضرت امام احمد حنبلؒ نے بڑی تکلیف اٹھائی ۔ خلیفہ معتصم باللہ (خلیفہ بنی عباس) امامؒ کو پٹواتا رہا کہ قرآن کو مخلوق کہو ۔ امامؒ فرماتے تھے، کلام اللہ خدا کی صفت ہے ۔ خدا بھی قدیم اور اس کی صفت بھی قدیم ۔ اس لئے قرآن مخلوق ہو ہی نہیں سکتا۔

صاحبو! ذرا غور کرو میں امراء القیس کا ایک شعر پڑھتا ہوں ۔ ع

قِفَانَبْکِ مِنْ ذِکْرٰی حَبِیْبٍ وَّ مَنْزِلٖ   بِسَقْطِ اللِّوٰی بَیْنَ الدَّخُوْلِ مُحَوِّلٖ

کیا یہ شعر آج کا ہے یا امراء القیس کے زمانہ کا ہے ۔ میں آج کا، میری زبان آج کی، میری آواز آج کی مگر شعر امرءُالقیس کے زمانہ کا ہے ۔ ہمارا پڑھنا حادث، مخلوق ۔ ہماری زبان مخلوق ۔ ہمارا لکھنا مخلوق، حادث ۔ سیاہی حادث، قلم حادث، کاغذ حادث مگر خدا کا کلام قرآن قدیم ۔ ظہور کے حادث ہونے سے اصل شئے کا حادث ہونا لازم نہیں آتا۔

آخر یہ فتنہ دبا کیسے؟ ابوداؤدؒ کے اُستاد بھی گرفتار کئے گئے ۔ اس وقت "متوکل" خلیفہ تھا ۔ ابوداؤد کے اُستاد نے پوچھا کہ "اس مسئلہ سے کیا رسول اللہ ﷺ واقف تھے یا نہیں کہ قرآن مخلوق ہے"؟ اگر واقف تھے اور حضرتؐ نے اس کی تعلیم دی ہے تو روایت بیان کیجئے ۔ اگر تعلیم نہ دی ہو تو اس کا جاننا ضروری نہیں ۔ جب جاننا ضروری نہیں تو جواب دینا بھی ضروری نہیں ۔ متوکل نے فوری حکم دیا کہ واقعی ایسے غیر ضروری مسائل پر بحث کرنا ضروری نہیں لہذا آئندہ یہ بحث ختم کردی جاتی ہے ۔ اس مسئلہ "خلق قرآن" کی نسبت فقیر کا رسالہ "حکمت اسلامیہ" ملاحظہ ہو جس میں وضاحت سے بحث کی گئی ہے۔

صاحبو! دیکھو امام مذکور کے قول سے کیا ثابت ہورہا ہے؟ کیسا کلی مسئلہ حل ہورہا ہے کہ جو چیز قرآن سے نہیں نکلتی اور استنباط نہیں کی جاسکتی اور نہ حدیث ہی سے اس کا ثبوت ملے اس کا جاننا ضروری نہیں تو پھر اس پر بحث کرنا بے فائدہ ہے۔ یہ سارے جھگڑے اسی وجہ سے پیدا ہورہے ہیں کہ اپنے دل سے گھڑتے لگاتے ہیں۔ لوگوں کو ڈراتے ہیں، جھگڑتے ہیں اور اپنے زعم باطل میں کسی کو مشرک، کسی کو کافر تک قرار دیتے ہیں۔ اللہ اس شر سے بچائے! آمین۔

بَابٌ فِي اَحَادِيْثِ الرَّسُوْلِ وَنَقْلِهٖ

(احادیث نبویؐ اور اُن کی نقل کا بیان)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔ (سورۃ الحشر ۔ آیت ۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: پیغمبر تمہیں جو کچھ دے اُسے لے لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے باز رہو۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : وَمَايَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۔ (سورۃ النجم ۔ آیت ۳، ۴)

لغات: نَطَقَ، يَنْطِقُ، نُطْقًا؛ بات کرنا۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ (پیغمبر) اپنی ذاتی خواہش سے کچھ نہیں کہتا، پیغمبر جو کچھ کہتا ہے وہ صرف وحی ہے جو خدا کی طرف سے کی جاتی ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ (سورۃ الاحزاب ۔ آیت ۲۱)

لغات: اُسْوَةٌ؛ نمونہ۔ حَسَنٌ؛ خوبصورت، اچھا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ البتہ، تحقیق کہ تمہارے لئے رسول اللہ میں بہترین نمونہ ہے (جس کے مطابق عمل کیا جانا چاہیے)۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَاءً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ ۔

(اخرجہ الترمذی و صححہ تیسیر صـ ۹۴)

لغات: نَضَّرَ؛ تروتازہ کیا، تروتازہ رکھے۔ اَوْعٰى؛ زیادہ یاد رکھنے والا۔ وَعٰى يَعِيْ وَعْيًا؛ ظرف بننا۔ یاد رکھنا۔ وِعَاءٌ؛ برتن۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا سرسبز اور تروتازہ رکھے اس شخص کو جس نے ہم سے کچھ سنا پھر اس کی تبلیغ کی، دوسروں کو پہنچادیا ایسا ہی بلاکم و کاست جیسا کہ اس نے اسے

تبلیغ کرنے والے دوسروں کو کہنے والے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں اس شخص سے جس نے پہلے سنا۔ پھر بہت سے

سنا۔

بعض وقت شاگرد کو یاد رہی بات اُستاد بھول جاتے ہیں۔

(لکھا اس حدیث کو ترمذی نے اور اس کو تیسیر نے صفحہ ۹۴ پر لکھا اور صحت تسلیم کی)

عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اُلْفِیَنَّ اَحَدَکُمْ مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یَاْتِیْہِ الْاَمْرُ مِنْ اَمْرِیْ مِمَّا اَمَرْتُ بِہٖ اَوْنَھَیْتُ عَنْہُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ مَاوَجَدْنَا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ اتَّبَعْنَاہُ۔

(رواہ احمد و ابوداؤد والترمذی و ابن ماجۃ والبیھقی فی دلائل النبوۃ۔مشکوٰۃ)

لغات: لَا؛ نہیں۔ اُلْفِیَنَّ؛ پاؤں میں۔ مُتَّکِئًا؛ تکیہ لگایا ہوا۔ اَرِیْکَۃٌ؛ صوفہ۔ لَا اَدْرِیْ؛ مجھے معلوم نہیں، میں نہیں جانتا۔

ترجمہ: حضرت ابورافعؓ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تم میں سے میں کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ اپنے صوفہ پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور اس کے پاس میرے احکام میں سے کوئی حکم پہنچے جس کا میں نے حکم کیا ہے یا جس سے منع کیا ہے۔ پھر وہ کہے کہ میں نہیں جانتا، جو کتاب اللہ میں ہے ہم اسی کی اتباع کریں گے۔

(روایت کیا اس کو احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے دلائل نبوت کے عنوان میں اور مشکوٰۃ میں بھی ہے)

صاحبو! ہمیں خدا کے احکام کیسے معلوم ہوتے ہیں؟ پیغمبر سے۔ حدیث کا نہ ماننا پیغمبر کا نہ ماننا ہے مگر حدیث و قرآن میں یہ فرق ہے کہ تمام قرآن متواتر ہے۔ اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ احادیث دو قسم کے ہیں (۱) متواتر (۲) آحاد۔ پھر متواتر کی دو قسمیں ہیں (۱) متواتر باللفظ۔ ان کے الفاظ اتنے آدمیوں سے سنے گئے ہیں جن کا جھوٹ ہونا عقل سلیم قبول نہیں کرتی جیسے مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ (یعنی جو مجھ پر جھوٹ باندھے تو چاہیے کہ وہ اپنا گھر دوزخ میں بنالے)۔

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَہٗ مَعَہٗ اَلَا یُوْشِکُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یَقُوْلُ عَلَیْکُمْ بِھٰذَا الْقُرْاٰنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْہِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْہُ وَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْہِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْہُ وَاِنَّ مَاحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ کَمَا حَرَّمَ اللّٰہُ اَلَا لَایَحِلُّ لَکُمُ الْحِمَارُ الْاَھْلِیُّ وَلَا کُلُّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَلَا لُقَطَۃُ مُعَاھِدٍ اِلَّا اَنْ یَسْتَغْنِیَ عَنْھَا صَاحِبُھَا۔ وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَیْھِمْ اَنْ یَقْرُوْہُ فَاِنْ لَمْ یَقْرُوْہُ فَلَہٗ اَنْ یُعْقِبَھُمْ بِمِثْلِ قِرَاہُ۔

(رواہ ابوداؤد وروی الدارمی نحوہ و کذا ابن ماجۃ الٰی قولہ کما حرم اللہ۔ مشکوٰۃ)

لغات: شَبْعَانُ؛ پیٹ بھرا۔ حِمَارٌ؛ گدھا۔ حِمَارُ الْاَھْلِیُّ؛ شہری گدھا۔ حِمَارُ الْوَحْشِ؛ جنگلی گدھا، گورخر۔ ذِیْ نَابٍ؛ کوچلیاں والا، درندوں کے منہ میں یہ دانت (کوچلیاں) لمبے ہوتے ہیں۔ نَابٌ کی جمع اَنْیَابٌ آتی ہے۔ یہ دانتوں کی

قسم کے نام ہیں۔ لَایُوْشِکُ، ایسا نہ ہو۔ عَقَبَ، یَعْقِبُ، عَقْبًا، عُقُوْبًا، عَاقِبَةً۔ اَعْقَبَ، یُعْقِبُ۔ پیچھا، تعاقب کرنا، مطالبہ کرنا۔ قِرَیً، مہمانی، دعوت۔ لُقْطَةٌ، پڑی ہوئی چیز۔ معاهد، ہم عہد۔

ترجمہ: حضرت مقدامؓ بن معدی کرب سے روایت ہے کہا انھوں نے، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ہاں! میں قرآن دیا گیا ہوں اور اتنے ہی اور احکام اس کے ساتھ۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی پیٹ بھرا آدمی اپنے صوفہ پر بیٹھا ہوا ہو اور وہ کہہ بیٹھے تمہیں یہ قرآن بس ہے۔ اس میں جسے حلال بتایا گیا ہو اسے حلال سمجھو اور اس میں جسے حرام بتایا گیا ہے اُسے حرام سمجھو اور یہ بھی سمجھو کہ جس طرح خدا نے چند چیزوں کو حرام کیا ہے ایسا ہی اللہ کے رسول نے بھی حرام کیا ہے۔ ہاں! تمہیں حلال نہیں شہری گدھا (اس کے مقابل وحشی گدھا یعنی گورخر ہے) اور کونچلیاں والا درندہ اور نہ کسی ہم عہد اور ذمی کی پڑی ہوئی چیز (راستہ میں) مگر یہ کہ وہ اس قدر خفیف (کم قیمت) کہ اس کے مالک کو اس کی پرواہ نہ ہو اور جو کسی قوم کے پاس اُترے، اس قوم پر ضروری ہے کہ مسافر کی مہمانی کرے۔ اگر وہ مہمانی نہ کرے تو اسے حق ہے کہ اس کا تعاقب کرے یعنی اس سے دعوت (مہمانی کا مطالبہ کرے)۔

(روایت کیا اسے ابوداؤد نے اور دارمی نے بھی اسی طرح روایت کی اور اسی طرح ابن ماجہ نے شروع سے "حَرَّمَ اللّٰہ" کے الفاظ تک)۔

صاحبو! ہمیں خدا کے احکام کیسے معلوم ہوتے ہیں؟ پیغمبر سے۔ حدیث کا نہ ماننا پیغمبر کا نہ ماننا ہے۔ مگر حدیث وقرآن میں یہ فرق ہے کہ تمام قرآن متواتر ہے۔ اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ احادیث دو قسم کے ہیں (۱) متواتر (۲) آحاد۔ پھر متواتر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) متواتر باللفظ: ان کے الفاظ اتنے آدمیوں سے سنے گئے ہیں کہ جن کے جھوٹ کا ہونا عقل سلیم قبول نہیں کرتی۔ جیسے مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔ (یعنی جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا گھر دوزخ میں بنالے۔ (۲) متواتر بالمعنیٰ: جن راویوں کے الفاظ ایک جیسے نہیں مگر سب سے ایک ہی حکم ایک ہی معنیٰ نکلتا ہے جیسے ظہر کے چار رکعت ہیں، عصر کی چار رکعتیں ہیں، مغرب کی تین اور فجر کی دو، عشاء کے چار اور قیام کے بعد رکوع اور رکوع کے بعد سجدہ، علیٰ ہذا القیاس اور بہت سے احکام ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ظہر کے چار نہیں بلکہ دو رکعتیں ہیں تو وہ حدیث متواتر بالمعنیٰ کا خلاف کررہا ہے جس طرح ظہر کے چار رکعتوں کا ہونا یقینی ہے۔ اسی طرح اس کے نہ ماننے والے کا جھوٹا ہونا بھی یقینی ہے۔ متواتر کے مقابل "خبر احاد" ہے یعنی جس حدیث کے چند راوی ہوں (سند حدیث کے لحاظ سے) اور وہ موجب یقین نہ ہوں بلکہ اس کا ظن پیدا ہوتا ہے۔

صاحبو! دنیا کا کام ظنیات پر چلتا ہے۔ احتمالات کی وجہ سے اگر عمل نہ کیا جائے گا تو دنیا تباہ ہوجائے گی۔ کیا ہر زہر کھانے والا مرہی جاتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ بعض بچ بھی جاتے ہیں تو کیا بچ جانے کے احتمال کی وجہ سے زہر کھانا جائز اور اس سے پرہیز کرنا ضروری نہیں؟ محتاط لوگ حدیث صحیح تو کیا حدیث ضعیف پر بھی اگر کسی اچھے کام پر وہ دلالت کرتی ہو تو اس حدیث کے حکم پر بھی عمل پیرا ہوتے ہیں۔ حدیث کا دارومدار صرف سند ہی پر نہیں ہے بلکہ "درایت" کی بھی ضرورت ہے۔

ممکن ہے کہ کوئی ضعیف (بلحاظ روایت) حدیث میں کوئی اہم اور ضروری بات ہو تو اس پر بھی عمل کرنا ضروری ہوگا۔

احتمال دو قسم کا ہوتا ہے۔ بلاوجہ یا جس کی وجہ ہو۔ بلاوجہ احتمال اس قابل نہیں کہ ادھر توجہ دی جائے وجہ کے ساتھ احتمال پیش ہو تو اس میں اجتہاد ہے اور اجتہاد کرنا اماموں کا کام ہے۔

صاحبو! آج کل ایک فتنہ ہے کہ برپا ہوگیا ہے۔ احادیث کو نہیں مانتے اور قرآن شریف کے معنی من مانے کر لیتے ہیں۔ اصل میں ان لوگوں کو پیغمبر ﷺ ہی کا پورا یقین نہیں "فلاں تاریخ (کی کتاب) میں یہ بات لکھی ہوئی ہے یا فلاں پروفیسر نے یہ بات کہی، فلاں یورپین کا یہ قول ہے" ان سب پر یقین! اور حضور ﷺ نے ایسا فرمایا اس کا یقین نہیں!! ان لوگوں نے مذہب کو ایک کھیل بنالیا ہے۔ یہ اپنی ناقص رائے کو قرآن اور حدیث سے بھی زیادہ اہم سمجھتے ہیں۔ جو چاہو کہو اور جو چاہو کرو۔ کل معلوم ہوجائے گا کہ تم حق پر تھے یا ہم؟ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ۔

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَايُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ"۔ (رواه فی شرح السنة - مشكوٰة)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاصؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایماندار نہیں سمجھا جائے گا جب تک کہ اس کی خواہش تابع نہ ہوجائے اس حکم کے جسے میں نے لایا ہے۔

(روایت کیا اسے شرح سنت میں اور مشکوٰۃ میں بھی ہے)

بَابٌ : كِتَابَةُ الْحَدِيْثِ

(حدیث لکھنے کے باب میں)

قَالَ اللهُ تَعَالٰى - خُذُوْا مَا اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ - (سورة البقرة - ۶۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لو جو کچھ ہم تمہیں (احکام) دیتے ہیں پوری قوت سے مصمم ارادہ سے۔

عَنِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ اَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَتْنِيْ قُرَيْشٌ وَّ قَالُوْا تَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ وَّرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ يَّتَكَلَّمُ فِي الرِّضٰى وَالْغَضَبِ فَاَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابَةِ حَتّٰى ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَوْمَا بِاِصْبَعِهٖ اِلٰى فِيْهِ وَقَالَ "اُكْتُبْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَايَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ۔

(اخرجه ابوداؤد - تيسير صـ ۹۲)

لغات: اَوْمَا: اشارہ کیا، بتایا۔ فَنَهَتْنِيْ: پس مجھے منع کیا، روکا۔ فِي الرِّضٰى: خوشی میں، بحالت خوشی۔ اِصْبَعٌ: انگلی۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہا انھوں نے کہ میں ہر وہ بات جو رسولِ خدا ﷺ سے سنتا تھا لکھ لیا کرتا تھا لیکن مجھے قریش نے منع کیا اور کہا کہ رسولِ خدا ﷺ بشر ہیں (کبھی) خوشی کی حالت میں فرما دیتے ہیں اور (کبھی) غصہ کی حالت میں اور تم ہر چیز لکھ لیا کرتے ہو! (یہ سن کر) میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ اس بات کا حضور رسولِ خدا ﷺ سے تذکرہ کیا۔ آپ نے انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا تو لکھ لیا کر، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اس (منہ) سے سوائے حق کے کچھ نہیں نکلتا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَکَا رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْمَعُ مِنْکَ الْحَدِیْثَ فَیُعْجِبُنِیْ وَلَا اَحْفَظُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : "اِسْتَعِنْ بِیَمِیْنِکَ وَاَوْمَأَ بِیَدِهٖ اِلَی الْخَطِّ"۔ (اخرجہ الترمذی۔ تیسیر صـ ۹۴)

لغات: شَکَا؛ شکایت کی۔ اِسْتَعِنْ؛ مدد لے۔ فَیُعْجِبُنِیْ؛ تو مجھے پسند آتا ہے۔ بِیَمِیْنِکَ؛ اپنے ہاتھ سے۔ اَوْمَأَ؛ اشارہ کیا۔ اَوْمٰی، یُوْمِیْ اِیْمَاءٌ؛ اشارہ کرنا، بتانا، رائے دینا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا کہ ایک شخص نے جو انصار میں سے تھے۔ رسول مقبول ﷺ کے پاس شکایت کی پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! بے شک میں آپ سے حدیث سنتا ہوں پھر وہ مجھے پسند آجاتی ہے اور وہ مجھے یاد نہیں رہتی تو رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا اپنے ہاتھ سے مدد لے اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے خط (تحریر) کی طرف۔ (اس حدیث کو ترمذی نے لکھا اور تیسیر کے صفحہ ۹۴ پر ہے)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا کَانَ فِیْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَکْثَرَ حَدِیْثًا مِنِّیْ اِلَّا مَا کَانَ مِنِ ابْنِ عَمْرٍو فَاِنَّهٗ کَانَ یَکْتُبُ وَلَا اَکْتُبُ۔

(اخرجہ البخاری والترمذی۔ تیسیر صـ ۹۴)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے یہ بھی روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں مجھ سے زیادہ احادیث یاد رکھنے والا کوئی نہیں تھا مگر عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہ وہ لکھتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا۔

(روایت کیا اسے بخاری اور ترمذی نے اور تیسیر کے صفحہ ۹۴ پر ہے)

عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِیْزِ اَنَّهٗ کَتَبَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرِ بْنِ حَزْمٍ اُنْظُرْ مَا کَانَ مِنْ حَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاکْتُبْهُ فَاِنِّیْ خِفْتُ دُرُوْسَ الْعِلْمِ وَذِهَابَ الْعُلَمَآءِ وَلَا تَقْبَلْ اِلَّا حَدِیْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلْیُفْشُوا الْعِلْمَ وَلْیَجْلِسُوْا لَهٗ حَتّٰی یَعْلَمَ مَنْ لَّا یَعْلَمُ فَاِنَّ الْعِلْمَ لَا یَهْلِکُ حَتّٰی

يَكُوْنَ سِرًّا۔ (اخرجه البخاري - تيسير - ص - ۹۵)

لغات: ذِهَابٌ ؛ جانا۔ ذَهَبَ ، يَذْهَبُ ؛ ذِهَابًا ؛ فَشٰى ، يَفْشُوْا ؛ ظاہر ہونا۔ وَلْيَفْشُوْا ؛ اور چاہیے کہ ظاہر ہو۔ وَلْيَجْلِسُوْا لَهٗ ؛ اور اس کے جلسے کرو، مجلسیں کرو۔

ترجمہ: حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ انھوں نے ابوبکر بن حزم کو لکھا۔ دیکھو! جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہو اسے لکھو کیونکہ مجھے علم کے مٹ جانے کا اور علما کے مرجانے کا خوف ہوگیا ہے اور تم ہرگز قبول نہ کرو مگر رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو، علم کو ظاہر ہونا چاہیے۔ اس کیلئے مجلسیں کی جائیں تاکہ نہ جاننے والا جان لے کیونکہ علم مفقود نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ راز ہو جائے اور خفیہ ہو جائے۔

صاحبو! ایک غلط فہمی بے دینوں نے پھیلا رکھی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ کے وصال کے ڈھائی سو (۲۵۰) سال کے بعد حدیث کی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ نے حکم دیا تھا کہ حدیثوں کے لئے جلسے کئے جائیں۔ مدرسے بنائیں جائیں۔

صاحبو! ذرا غور کرو۔ حضرت امام مالکؒ حضرت نافع کے اور وہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے شاگرد ہیں جنھوں نے "مؤطا" لکھی ہے۔ وہ ۹۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ میں ان کا انتقال ہوا اور وہ بکثرت تابعین سے روایت کرتے ہیں اور امام اعظمؒ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ میں انتقال کیا۔ وہ بھی تابعین سے روایت کرتے ہیں اور ان کی طرف "مسند ابوحنیفہ" منسوب ہے۔ حضرت امام محمد بن الحسنؒ ۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۲ھ میں انتقال کیا۔ ان کی سینکڑوں کتابیں ہیں۔ حضرت امام مالکؒ کے شاگرد ہیں اور ان کی بھی ایک "مؤطا" ہے۔ حضرت امام شافعیؒ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے ۲۰۴ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کی طرف "ام" منسوب ہے۔

یہ ڈھائی سو سال کی روایت بالکل غلط ہے۔ واقعات کے خلاف ہے۔ احادیث کو بے اعتبار کرنے کے لئے ایسے دعوے پیدا کئے جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر بن حزمؒ جنھیں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حدیث جمع کرنے کا حکم دیا تھا تابعی تھے۔ یہاں سلسلہ دراز ہی کب ہے؟ بات یہ ہے کہ روایت کا سلسلہ دراز ہوتا ہے تو کچھ شک و شبہ پیدا ہوتا ہے۔ جہاں سلسلہ دراز ہی نہیں ہے وہاں شک و شبہ کو کیا دخل ہے۔

صاحبو! آج کل اہلِ قرآن پیدا ہوئے ہیں جو احادیث نبوی کو نہیں مانتے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں جب آپ حدیث کو نہیں مانتے تو نماز کس طرح پڑھوگے؟ قرآن میں تو صرف "صَلُّوْا" ہے اُسْجُدُوْا ہے۔ "فَارْكَعُوْا" ہے۔ کیا سجدہ پہلے ہے یا رکوع و قیام پہلے ہے یہ سب چیزیں احادیث رسولؐ سے معلوم ہوتی ہیں۔ یہ بھی یاد رکھو کہ متواتر کی دو قسمیں ہیں۔ متواتر باللفظ۔ جس کے الفاظ میں کچھ کمی زیادتی یا کچھ تغیر نہیں جیسے "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" وغیرہ اور روایت متواتر بالمعنی بھی ہوتی ہے جس کے الفاظ میں کچھ کمی زیادتی ہوتی ہے مگر معنیٰ ایک ہی رہتا ہے جیسے طریقۂ صلوٰۃ۔ طریقۂ حج وغیرہ کی حدیثیں۔

یاد رکھو! کہ حدیث کے معنٰی کیا ہیں؟ قول و فعلِ رسول مقبولؐ وہ جو یہ کہے کہ "میں حدیث کو نہیں مانتا" وہ حقیقت میں

یہ کہتا ہے کہ "میں قول و فعلِ رسول کو نہیں مانتا" ۔ ظالم جب تو قول و فعل رسول کو نہیں مانتا تو تو رسول مقبول کو نہیں مانتا ۔ تجھے اسلام سے کیا غرض ۔ تو حدیث سے نہیں بھاگتا ! ایمان سے ، اسلام سے بھاگتا ہے ۔ تجھے کیا حق ہے کہ خود کو مسلمان کہے؟ اصل یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کو بھی برائے نام مانتے ہیں ۔ حقیقت میں مَا اٰتٰـکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰـکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا جو قرآن کی آیت ہے اسے نہیں مانتے ۔

خواہ مخواہ احادیثِ رسولؐ سے انکار کر کے قرآن کو ماننے کا جھوٹا دعوئی کرتا ہے ۔ ایسا کیوں کیا جاتا ہے؟ قرآن کے من مانے معنٰی پیدا کرنے کے لئے ۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن کی شرح حدیث ہے اور حدیث کے ذریعہ قرآن پر عمل کرنا آتا ہے ۔ میں نے ایک جگہ لکھا ہے کہ بلاتشبیہ قرآن بمنزلہ "تعزیرات ہند" کے ہے اور حدیث بمنزلہ "ضابطہ فوجداری" کے جب تک ضابطہ فوجداری سے واقفیت نہ ہو "تعزیرات ہند" پر عمل نہیں ہوسکتا ۔ اسی طرح جب تک حدیث شریف کا علم نہ ہو قرآن پر عمل ممکن نہیں ۔ تم سے تو وہ صاف صاف کہنے والے پیش پا ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ "تیرہ سو برس" کا اسلام قابلِ ترمیم ہے" اور ہر جگہ ایک پیغمبر پیدا ہورہا ہے ۔ ان لوگوں کو اسلام سے کیا غرض؟ ایک صاحب (صدیق دیندار) نے مجھے لکھا کہ تم صدیق اکبرؓ کی اولاد ہو ، اگر میرے ہاتھ پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں صدیق اکبرؓ کا مرتبہ ملے گا ۔ آج کل اسلام کیا ہے؟ چند جاہلوں کا ڈھنگ ہے ۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔

جَرِّدُوا الْقُرْاٰنَ عَنْ غَیْرِہٖ
(قرآن کو غیر قرآن سے الگ کرو)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتَکْتُبُوْا عَنِّیْ شَیْئًا غَیْرَ الْقُرْاٰنِ وَمَنْ کَتَبَ غَیْرَ الْقُرْاٰنِ فَلْیَمْحُہُ ۔ (اخرجہ المسلم)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہا انھوں نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے نہ لکھو کچھ مجھ سے سوائے قرآن کے اور جس نے لکھا ہے غیر قرآن کو پس وہ اسے مٹادے (یعنی قرآن میں غیر قرآن کو نہ لکھو ۔ چنانچہ قرآن شریف میں سورہ فاتحہ کے ختم پر "آمین" کا لفظ بھی نہیں لکھا جاتا ۔ البتہ پڑھا جاتا ہے) ۔

عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ حَنْطَبِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ دَخَلَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا فَسَأَلَہُ مُعٰوِیَۃُ عَنْ حَدِیْثٍ فَاَخْبَرَہٗ فَاَمَرَ مُعٰوِیَۃُ اِنْسَانًا یَکْتُبُہٗ فَقَالَ زَیْدٌ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا یُکْتَبَ شَیْئًا مِنْ حَدِیْثِہٖ فَمَحَاہُ ۔ (اخرجہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت ہے کہا انھوں نے کہ حضرت زید بن ثابتؓ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے پھر حضرت معاویہؓ نے ان سے ایک حدیث پوچھی اور انھوں نے بیان کردی ۔ حضرت معاویہؓ

نے کسی آدمی کو لکھنے کا حکم دیا تو حضرت زیدؓ نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ آپ کے احادیث میں سے کچھ نہ لکھا جائے پھر جو حدیث لکھی گئی تھی وہ مٹادی گئی ، وہ محو کردی گئی ۔

ابھی ہم نے بیان کیا کہ حدیث نہ لکھنے کا حکم قرآن شریف کے ساتھ متعلق ہے ۔ حدیث کو لکھنے کی ممانعت نہیں کیونکہ خود حضرتؐ نے ''اِسْتَعِنْ بِیَمِیْنِکَ '' فرمایا ہے ۔ نہ حدیث سے واقف نہ قرآن سے آگاہ نہ احادیث میں تطبیق دینے کا مقصد ، سلیقہ معلوم ؟ ایک حدیث دیکھ لی اور دوسری حدیث سے بے خبر ۔ لگے من مانے احکام جاری کرنے ۔ یہ تو لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ ہے ۔ اے شخص ! ''وَاَنْتُمْ سُكَارٰى'' کو نہیں دیکھتا ۔ ایک حدیث کو تو دیکھتا ہے اور دوسری احادیث کو نہیں دیکھتا ۔ علم سیکھ ، احادیث پڑھ ! اس میں انہاک پیدا کر ۔ انشاء اللہ تو سچا مسلمان ہوجائے گا ۔ کب تک مردم شماری کا مسلمان رہے گا ؟ نہ عربی سمجھتا ہے نہ احادیث کے مفہوم اور موقع ارشاد سے واقف ہے اور اپنے عالم ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے ۔

قانون کی کتابیں اُردو میں ہیں ۔ ذرا ان کو دیکھ کر اپنے کسی مقدمہ کو تو چلا ۔ مقدمہ آتا ہے تو وکیلوں کے پاس مارا مارا پھرتا ہے ۔ غیر مسلم وکیل کو اپنا وکیل بنانے میں کوتاہی نہیں کرتا ۔ آپ تو قرآن و حدیث پر عمل کر کے خدائے تعالیٰ کے دربار میں جواب دہی کے لئے تیار ہیں پھر کیوں اُردو قانون دیکھ کر اپنا مقدمہ نہیں چلاتا ۔ ہر فن کا ایک ماہر ہوتا ہے جسے مہارت نہیں اُسے دوسرے ماہرین پر اعتماد کرنے کی ضرورت ہے ۔ ہم صحابۂ کرامؓ اور علمائے عظام پر اعتماد کرتے ہیں اور انھوں نے ہمیں جیسا سمجھایا اس پر ہم یقین کرتے ہیں ۔ کل معلوم ہوجائے گا کہ تم جیتتے ہو یا ہم ، کچھ دیر ہی نہیں صرف آنکھیں بند ہونے کی ضرورت ہے ۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔

بَابٌ فِيْ اِثْمِ الْكَذِبِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(نبی کریم ﷺ پر جھوٹ ، تہمت کے گناہ کے باب میں)

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى : وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ۔ (سورۃ طٰہٰ)

ترجمہ : اللہ تبارک تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اور تحقیق کہ جس نے افتریٰ پردازی کی وہ خراب ہوا'' ۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَاِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ ۔ (اخرجه الشيخان والترمذی)

لغات : وَلَجَ ؛ داخل ہوا ۔ وَلَجَ ، يَلِجُ وُلُوْجًا ؛ داخل ہونا ۔

ترجمہ : حضرت علیؓ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر جھوٹ نہ باندھو کیونکہ جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ دوزخ میں جائے گا ۔ (روایت کیا اسے حضرت بخاری و حضرت مسلم نے اور ترمذی شریف میں بھی ہے)

واضح رہے کہ متواتر اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے سلسلے میں شروع سے آخر تک اتنے آدمی ہوں کہ عقلِ سلیم کے پاس ان سب کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔ حدیثِ متواتر دو قسم کی ہوتی ہے (۱) متواتر باللفظ (۲) متواتر بالمعنٰی۔

عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ مَالِيْ لَا اَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يُحَدِّثُ فُلَانٌ وَ فُلَانٌ فَقَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اُفَارِقْهُ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ مِنْهُ يَقُوْلُ۔ "مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"۔ (اخرجه البخاری و ابوداؤد تیسیر ص ۲۶۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ کہا انھوں نے میں نے اپنے والد (حضرت زبیرؓ) سے کہا کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنتا ہوں جیسے کہ فلاں فلاں لوگ حدیث بیان کرتے ہیں تو حضرت زبیرؓ نے فرمایا بے شک میں جب سے اسلام لایا ہوں حضرت سے کبھی جدا نہیں رہا مگر میں نے حضرتؐ سے سنا ہے فرماتے تھے "جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا جان بوجھ کر وہ اپنا مقام دوزخ میں بنالے"۔

(روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور ابوداؤد نے اور تیسیر میں بھی ہے)

یہ حدیث "مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ ۔۔۔" متواتر باللفظ ہے یعنی اس کے الفاظ بلاتغیر اتنے آدمیوں سے مروی ہیں کہ اس کے جھوٹ ہونے پر کوئی اتفاق نہیں کرسکتا اور سب کے سب ان ہی الفاظ میں اس حدیث کو بیان کرتے ہیں۔ متواتر بالمعنٰی اس حدیث کو کہتے ہیں کہ مفہوم تو سب کا وہی ہوتا ہے مگر ہم معنٰی الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں مثلاً اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اسے بعضوں نے اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کہا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔ (رواه البخاری ۔ مشکوٰۃ)

لغات: بَلِّغُوْا ؛ امر کا صیغہ جمع ہے۔ پہنچادو۔ حَدِّثُوْا ؛ بیان کرو۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے آیات و احادیث پہنچاؤ اگرچہ کہ ایک آیت ہی سہی۔ بنی اسرائیل کی بھی روایتیں بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں، (حرج ماننے میں ہے معلوم نہیں کہ کس قدر جھوٹ اور کس قدر سچ ہے) اور جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے وہ دوزخ میں اپنا گھر بنالے۔ (راویت کیا اسے حضرت بخاری نے اور مشکوٰۃ میں بھی ہے)

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَالْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ بِحَدِيْثٍ يَرَىٰ اَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ ۔ (رواه المسلم)

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ جو حدیث روایت کرے اور سمجھتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ خود بھی جھوٹوں میں کا ایک جھوٹا ہے۔

(اس حدیث کو حضرت مسلمؒ نے اپنی کتاب "مسلم" میں بیان کیا ہے)

بَابٌ فی صحّة الرّواية و صدق الرّاوی

(راویت کی صحت اور راوی کے سچ ہونے کے باب میں)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا۔ (حجرات ۔ آیت ۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی فاسق، بدکار کوئی خبر تمہارے پاس لائے تو تم اس کی تحقیق کرو۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ۔ (رواہ مسلم ۔ مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا "آدمی کو اس کے جھوٹا ہونے میں اتنا بس ہے کہ جو سنے کہنے لگے۔

صاحبو! اسمائے رجال یعنی راویوں کے حال سے واقف ہونا۔ اس اُصول پر احادیث نبوی کی جانچ کی جاتی ہے مگر یہ بھی یاد رکھو ایک صدقِ راوی ہے اور ایک درایت ہے۔ آدمی سچا ہے مگر عقل سلیم سے محروم ہے۔ تاریخی حالات کے نظر کرتے اور دوسرے عقلی تلقیحات سے قرآن شریف یا مشہور حدیث کے مخالف ہونے سے روایت پر اثر پڑتا ہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ جَاءَ بَشِيْرٌ الْعَدَوِیُّ اِلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَعَلَ يُحَدِّثُ وَيَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَايَاذَنُ لِحَدِيْثِهٖ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ بَشِيْرٌ مَالِیْ اَرَاكَ لَاتَسْمَعُ لِحَدِيْثِیْ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَسْمَعُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا كُنَّا مَرَّةً اِذَا سَمِعْنَا رَجُلًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَدَرَتْهُ اَبْصَارُنَا وَاَصْغَيْنَا اِلَيْهِ بِاَسْمَاعِنَا فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَةَ وَالذَّلُوْلَ لَمْ نَاْخُذْهُ مِنَ النَّاسِ اِلَّا مَانَعْرِفُ۔ (اخرجه المسلم ۔ تیسیر صـ ۲۶۸)

لغات: جَعَلَ؛ بنایا، کیا۔ فَجَعَلَ يُحَدِّثُ؛ پس حدیث بیان کرنی شروع کی۔ اَرَاكَ؛ میں تجھے دیکھتا ہوں۔ لَاتَسْمَعُ؛ تو نہیں سنتا ہے۔ يَنْظُرُ؛ نظر کرتا ہے، دیکھتا ہے وہ۔ اِبْتَدَرَ؛ تیزی کرنا، جھپٹنا۔ اَلصَّعْبَةَ؛ تکلیف، سخت زمین۔

ترجمہ: حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ بشیر عدوی ابن عباسؓ کے پاس آئے اور لگے احادیث بیان کرنے اور کہنے لگے

قال رسول اللہ ﷺ (یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے) اور ابن عباسؓ ہیں کہ ان کی حدیث پر کان نہیں دھرتے اور نہ ان کی طرف دیکھتے، تو ان سے (ابن عباسؓ سے) بشیر نے کہا کیا بات ہے کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ میری حدیث نہیں سنتے، میں تم سے بیان کرتا ہوں رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور تم ہو کہ نہیں سنتے تو ابن عباسؓ نے فرمایا! ہم پر ایک ایسا زمانہ گزرا ہے کہ جب کسی شخص کو کہتے سنا قال رسول اللہ ﷺ تو ہماری بصارتیں (آنکھیں) ان کی طرف دوڑتیں اور ہم ان کی بات کو کان لگا کر سنتے۔ پھر جب لوگ سخت اور نرم سب پر سوار ہونے لگے تو اب ہم لوگ کسی حدیث کو لوگوں سے نہیں لیتے مگر جنہیں ہم جانتے ہیں۔

" اَلَا اِنَّ رَحَی الْاِسْلَامِ دَائِرَةٌ " قِیْلَ فَکَیْفَ نَصْنَعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰه ! قَالَ " اَعْرِضُوْا حَدِیْثِیْ عَلَی الْکِتَابِ فَمَاوَا فَقَهٗ فَهُوَ مِنِّیْ وَاَنَا قُلْتُهٗ "۔ (طب و سمویه عن ثوبان کنز ج ۱)

ترجمہ: فرمایا خبردار! بے شک اسلام کی چکّی گھومتی ہے یعنی اس میں تغیر تبدل ہوتا رہتا ہے، تو معروضہ کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ پھر ہم کیا کریں؟ تو حضرتؐ نے فرمایا: میری حدیث کا قرآن سے مقابلہ کرو، جو حدیث قرآن کے مطابق ہو وہ میری حدیث ہے اور میں نے اسے کہا ہے۔

(یہ حدیث حضرت سمویہؒ سے ثوبانؓ سے کنز کی پہلی جلد میں روایت کی گئی ہے اور طبرانی میں بھی درج ہے)

" سَاَلَتِ الْیَهُوْدُ عَنْ مُوْسٰی فَاَکْثَرُوْا فِیْهِ وَزَادُوْا وَنَقَصُوْا حَتّٰی کَفَرُوْا وَاَنَّهٗ سَتَفْشُوْ عَنِّیْ اَحَادِیْثُ فَمَا اَتَاکُمْ مِنْ حَدِیْثِیْ فَاقْرَؤُا کِتَابَ اللّٰهِ وَاعْتَبِرُوْا فَمَا وَافَقَ کِتَابَ اللّٰهِ فَاَنَا قُلْتُهٗ وَمَالَمْ یُوَافِقْ کِتَابَ اللّٰهِ فَلَمْ اَقُلْهُ "۔ (طب عن ابن عمر)

ترجمہ: یہودیوں نے موسیٰ علیہ السلام سے سوالات کئے پھر خوب سوالات کئے تو اس میں کچھ بڑھایا کچھ گھٹایا حتیٰ کہ کفر کو پہنچ گئے اور بے شک مجھ سے بھی احادیث فاش اور ظاہر ہوں گے، پھر میری جو حدیث تمہارے پاس آئے تو قرآن پڑھو۔ اس سے عبرت لو، اسے سمجھو۔ پھر جو کتاب اللہ (قرآن) کے موافق ہے اسے میں نے ہی کہا ہے اور جو قرآن کے موافق نہیں اسے میں نے نہیں کہا۔

(حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے طبرانی معجم الکبیر میں یہ حدیث مروی ہے)

عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعُذْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ کُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهٗ یَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِیْفَ الْغَالِیْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِیْنَ وَتَاْوِیْلَ الْجَاهِلِیْنَ "۔

(رواه البیهقی فی کتاب المدخل مرسلا۔ مشکوٰة)

ترجمہ: حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن العذری سے روایت ہے رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: یہ علم بعد کے لوگوں سے حاصل کیا جائے گا ایسے جو عدَل ہیں یعنی لائقِ اعتماد ہیں۔ انصاف پرست ہیں وہ غلو کرنے والوں کی تحریف کو باطل کرنے والے ہیں اور باطل پرستوں کے جھوٹے دعوؤں کو جھوٹے دعوے کرنے والوں کی باتوں کو دفع کرنے والے ہیں اور جاہلوں کے من مانے تاویلات کو۔

صاحبو! راویوں کی تنقید کرنے میں صحاح ستہ والے ممتاز ہیں۔ ان میں سے بخاری، مسلم کا مرتبہ نہایت اعلیٰ ہے۔ لاکھوں حدیثوں میں سے چند ہزار حدیثیں روایت کرتے ہیں مگر یہ بھی یاد رکھو! کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کی جائے اور محدثین نے ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ان احادیث کو قبول کریں۔ چند حدیثوں کے غلط ہونے سے مطلق احادیث غلط نہیں ہوسکتے۔

آج کل بعض ایسے جری لوگ نکلے ہیں جن کے دل میں احادیثِ رسول کی کوئی وقعت ہی نہیں۔ ان ظالموں کے پاس اپنے ناقص خیالات کے لگتے لگانے کا کام ہے۔

بَابُ زَمَانِ تَحَمُّلِ الصَّغِيْرِ

(باب کم عمر بچہ کا وہ زمانہ جب کہ وہ حاملِ حدیث ہوسکتا ہے)

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: عَقَلْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجَّةً مَجَّهَا فِيْ وَجْهِيْ مِنْ دَلْوٍ مِنْ بِئْرٍ كَانَتْ فِيْ دَارِنَا وَاَنَا ابْنُ خَمْسِ سِنِيْنَ۔ (اخرجه الشيخان۔ تيسير ص ۹۴)

لغات: عَقَلْتُ؛ میں سمجھا۔ مَجَّةً؛ کُلّی۔ مَجَّ، يَمُجُّ، مَجًّا؛ تھوکنا، کُلّی کرنا۔ دَلْوٌ؛ ڈول۔ بِئْرٌ؛ باؤلی۔ خَمْسٌ؛ پانچ۔ سِنِيْنَ۔ سال، برس (جمع)۔ دَارٌ؛ گھر۔

ترجمہ: حضرت محمود بن الربیع سے روایت ہے، انھوں نے کہا ''مجھے یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے منہ پر کُلّی کی ایک ڈول سے کنویں کے جو ہمارے گھر میں تھا اور میں اس وقت پانچ سال کا تھا۔

عرب لوگ عمر بتانے میں ابن سنہ فلاں کہتے ہیں'' مثلاً پانچ سال کا کہنا ہو تو ابن خمس سنین کہیں گے، دس سال کا کہنا ہو تو ابن عشر سنین کہیں گے۔ یہ بات بھی یاد رکھو کہ تین سے دس تک تمیز جمع اور مکسور ہوتی ہے۔ اس واسطے سنین جمع اور مجرور ہے۔

(اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کی اور تیسیر کے صفحہ ۹۴ پر یہ حدیث موجود ہے)

صاحبو! ایک زمانہ حدیث کے لینے کا ہے اور ایک زمانہ حدیث کے بیان کرنے کا ہے۔ حدیث سننے کے وقت لڑکا اس قابل ہو کہ سمجھ سکے، یاد رکھ سکے اور بیان کرنے کے وقت جوان ہو یا کم از کم معاملات کے سمجھنے کی قابلیت رکھتا ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ قَالَ اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى حِمَارٍ اَتَانٍ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْنَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِمِنًى اِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ ۔ (البخاری تجرید ۳۷)

لغات: اَقْبَلْتُ ؛ میں متوجہ ہوا، آیا، پہنچا ۔ رَاكِبًا ؛ سوار ۔ حِمَارٌ ؛ گدھا، درازگوش ۔ اتانٌ ؛ گدھی ۔ يَوْمَئِذٍ ؛ اس دن ۔ حِمَارِ اَتَانٍ ؛ مادہ درازگوش یعنی گدھی ۔ نَاهَزْتُ ؛ میں قریب قریب تھا ۔ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ ؛ میں قریب بلوغ تھا ۔ يُصَلِّي ؛ نماز پڑھ رہے تھے ۔ بِمِنًى ؛ سرزمین منٰی میں ۔ جِدَارٌ ؛ دیوار ۔ فَ ؛ پس ۔ مَرَرْتُ ؛ میں گزرا، گیا ۔ بَيْنَ يَدَيْ ؛ سامنے ۔ اَرْسَلْتُ ؛ چھوڑ دیا، روانہ کر دیا ۔ تَرْتَعُ ؛ چرتی ۔ لَمْ يُنْكِرْ ؛ انکار نہیں کیا گیا ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں ایک گدھی پر سوار گزرا اور میں ان دنوں قریبِ بلوغ تھا اور رسول اللہ ﷺ سرزمین، منٰی میں غیر دیوار کی طرف نماز پڑھ رہے تھے (یعنی سامنے کوئی دیوار حائل نہ تھی) پھر میں بعض صفوں کے سامنے سے گزرا اور گدھی کو چرتا چھوڑا اور خود صف میں داخل ہوگیا اور اس بات پر کسی نے انکار نہیں کیا ۔ (یہ حدیث بخاری اور تجرید البخاری کی پہلی جلد کے پہلے صفحہ ۳۷ پر ہے)

واضح ہو کہ بعض صحابہ کا خیال تھا کہ کسی نمازی کے سامنے سے گدھا یا عورت گزرے تو نماز نہیں ہوتی ۔ اس حدیث سے اس خیال کی تردید کی گئی ہے ۔ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ نے ایسے خیال والوں کے متعلق فرمایا کہ ''میں سوتی رہتی تھی اور رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کرنا ہوتا تو میرے پیر کو ہاتھ لگاتے اور میں اپنے پیر سمیٹ لیتی''۔ اس حدیث سے عورت کے سامنے ہونے سے نماز پر کوئی اثر نہ پڑنا ثابت ہو رہا ہے ۔

اور حضرت ابن عباسؓ کی حدیث سے گدھی کے سامنے سے گزرنے پر دوسروں کی نماز پر کوئی اثر نہ ہونا بھی ثابت ہو رہا ہے ۔

محلِ استدلال یہ ہے کہ اس وقت حضرت ابن عباس جوان نہ تھے لیکن ان کی حدیث قابلِ قبول ہے ۔

صاحبو! چھوٹی موٹی چیز خریدنے کے لئے مثلاً گوشت وغیرہ، جوانی شرط نہیں ہے لہٰذا حدیث کی روایت کے واسطے بھی صاحبِ فہم ہونا بھی کافی ہے ۔ یہ بھی واضح رہے کہ روایت کے بیان کرنے کے واسطے جوانی شرط نہیں، ہوسکتا ہے کہ کم عمری میں کوئی بات سنی یا دیکھی ہو اور جوانی میں اسے بیان کیا ہو تو بے شک وہ حدیث قابلِ قبول ہے مگر ایسا ماحول ہو اور ایسی بات ہو کہ عقل سلیم اسے قبول کرے ۔

یہ بھی معلوم رہے کہ قریب اور بعید کا کیا معیار ہے؟ یعنی کسی نمازی کے سامنے سے غیر نمازی گزرنے کا کیا حکم ہے؟ بعض کے پاس تین گز قریب ہے ۔ چنانچہ ارکان حج میں ''جمرۃ'' پر شیطان پر کنکریاں مارنے کے وقت تین گز سے زیادہ فاصلہ نہ ہونا چاہیے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین گز کا فیصلہ بعید ہے اور اتنی دور سے کوئی شخص نمازی کے سامنے سے گزرے تو کچھ گناہ نہیں اور بعض لوگوں کے پاس سجدہ کرنے کی جگہ سے دور پرے سے کوئی شخص گزرے تو قابلِ اعتراض نہیں ۔ یہاں دور سے مراد محلِ نظر سے دور ہے ۔

بَابُ الْاِجْمَاعِ وَاتِّبَاعِ السَّوَادِ الْاَعْظَمِ

یہ باب اجماعِ امّت اور مسلمانوں کے اتفاق اور بڑی جماعت کی اتباع کرنے کے بیان میں

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى : كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ - (ال عمران - آیت ۱۱۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: "تم لوگ بہترین اُمت ہو۔ لوگوں کی ہدایت کیلئے منتخب کئے گئے ہو۔ اچھی بات کا تم حکم دیتے ہو اور قابلِ انکار بات سے منع کرتے ہو"۔

واضح ہو کہ تمام اُمّت کا کسی مسئلہ پر بلا اختلاف اتفاق ثابت کرنا بہت مشکل ہے لہذا اہل الرائے حضرات کا اتفاق کر لینا اور دوسرے اہل الرائے حضرات کا اختلاف نہ کرنا اجماع اُمّت کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ اجماع کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بعض صاحب مثلاً سرخ کہیں اور بعض اصحاب سبز کہیں تو اس سے سیاہ نہ ہونے پر اتفاق ہوسکتا ہے اور اسے اجماع مخالف کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ جب اُمّتِ محمدیؐ کی شان یہ ہے کہ "تامرون بالمعروف و تھنون عن المنکر" کریں لہذا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ تمام اُمّت گمراہ ہوجائے اور کسی غلط فیصلے پر قائم ہوجائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَايَجْمَعُ اُمَّتِىْ اَوْقَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُاللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِى النَّارِ - (رواه الترمذی - مشکوٰة)

لغات: ضَلَالَةٌ ؛ گمراہی، راہ سے بے راہ ہونا۔ شَذَّ ؛ دور ہوا، الگ ہوا۔ شَذَّ، يَشُذُّ، شُذُوْذًا ؛ دور ہونا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بے شک اللہ میری اُمت کو" یا یہ فرمایا کہ "اُمتِ محمد کو گمراہی پر مجتمع اور متفق ہونے نہیں دیتا اور خدا کا زور اور اس کا ہاتھ جماعت پر رہتا ہے جو جماعت سے علٰحدہ ہوگیا وہ دوزخ کے حوالے ہوگیا۔

(اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور مشکوٰۃ میں بھی ہے)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوْا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهُ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِى النَّارِ - (رواه ابن ماجة من حديث انس - مشکوٰة)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے "لوگو! تم بڑی جماعت کے تابع رہو جو شخص اس سے (یعنی سوادِ اعظم سے) علٰحدہ ہوگیا وہ دوزخ میں گیا"۔

(اسے ابن ماجہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی اور مشکوٰۃ میں بھی ہے)

اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ محمدی کو یہ اعزاز دیا ہے کہ تَـأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اس کی خصوصیت ہے لہذا یہ ممکن نہیں کہ اجماعِ اُمّت بھی کسی امر پر ہو اور وہ غلط ہو۔

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَاْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ وَاِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ ۔

(رواہ احمد ۔ مشکوٰۃ)

لغات : ذِئْبٌ ؛ بھیڑیا ۔ غَنَمٌ ؛ بکری ۔ ک ؛ مانند ۔ یَـاْخُذُ ؛ پکڑلیتا ہے ۔ شَاذَّةٌ ؛ جُدا ، ریوڑ سے الگ ۔ قَاصِیَةٌ ؛ دور والی ۔ نَاحِیَةٌ ؛ کنارے والی ۔ وَاِیَّاکُمْ ؛ اور تم اپنے آپ کو بچاؤ ۔ شِعَابٌ ؛ پگڈنڈی ۔

ترجمہ : حضرت معاذؓ بن جبل سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ’’شیطان انسان کے حق میں ایک بھیڑیا ہے جیسے بکری کا بھیڑیا کہ مندہ (ریوڑ) سے علحدہ رہنے والی بکری کو اور دور والی اور کنارے والی بکری کو پکڑلیتا ہے ۔ لوگو! تم اپنے آپ کو پگڈنڈیوں سے بچاؤ اور جماعت اور عامۃ الناس کے ساتھ رہنے کو اپنے اوپر واجب سمجھو‘‘ ۔ (اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ۔ مشکوٰۃ میں بھی ہے)

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ "۔ (رواہ احمد و ابوداؤد ۔ مشکوٰۃ)

لغات : فَارَقَ ؛ فرق پیدا کیا ، جدا ہوا ۔ شِبْرٌ ؛ بالشت ۔ خَلَعَ ؛ نکالا ، نکال پھینکا ۔ رِبْقَةٌ ؛ ڈوری ، رسّی ۔ عُنُقٌ ؛ گردن ۔

ترجمہ : حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے ، کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھر بھی جُدا رہا اس نے اپنی گردن سے اسلام کی ڈوری نکال پھینکی ۔

(اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے بیان کیا اور مشکوٰۃ میں بھی ہے)

لَنْ يَّجْتَمِعَ اُمَّتِیْ عَلٰى ضَلَالَةٍ اَبَدًا ۔ فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَاَنَّ يَدَاللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ ۔

(طب عن ابن عمر کنز صـ ۵۳)

ترجمہ : میری اُمّت کبھی گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی ۔ پس تم پر واجب ہے کہ جماعت کا ساتھ دو اور خدا کا ہاتھ (اس کی قوت) جماعت پر ہے ۔ (اس حدیث کو طبرانی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں اور کنز العمال میں بھی ہے)

لَایَجْمَعُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَمْرَ اُمَّتِیْ عَلٰى ضَلَالَةٍ اَبَدًا اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ يَدُاللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ ۔ (الحکیم و ابن جریر ک عند ابن عمر ابن عباس ۔ کنز ۵۳)

ترجمہ : اللہ میری اُمّت کے کام کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا ۔ لوگو! تم بڑے گروہ کا ساتھ دو ۔ ان کی اتباع کرو

خدا کا ہاتھ (یہاں ہاتھ سے مراد تائید ہے) اور اس کی قوت جماعت پر رہتی ہے، جو جماعت سے علیحدہ ہوگیا وہ دوزخ میں داخل ہوا۔

(اس حدیث کو حکیم اور ابن جریر اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے جو کنز العمال میں بھی ہے)

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ : بَلَغَنِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ " سَأَلْتُ رَبِّیْ اَنْ لَّا یَجْمَعَ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ فَاَعْطَانِیْھَا "۔ (ابن جریر۔ کنز۔ ج ۷)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میں نے خدا سے دُعا کی کہ میری اُمت کو گمراہی پر جمع نہ کرے تو اللہ نے مجھے یہ چیز دے دی اور میری دُعا کو قبول کرلیا (لہذا اُمتِ محمدی گمراہی پر اتفاق نہیں کرسکتی۔ ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی جاں باز حق بولتا ہے، چاہے اس کی جان خطرہ میں پڑے یا چلی جائے)۔

(اس حدیث کو ابن جریر نے روایت کی۔ کنز العمال کی جلد ہفتم اور صفحہ ۱۳۲ پر ہے)

فِی الْقِیَاسِ بِغَیْرِ وَجْہٍ شَرْعِیٍّ

(بلاوجہ شرعی امور میں اپنے خیال کے تکے لگانے کے باب میں)

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْؤُلًا ۔ (بنی اسرائیل۔ آیت ۳۶)

لغات: وَلَا تَقْفُ ؛ اور پیچھے نہ لگو، اس کے درپے نہ ہوجاؤ۔ قَفَا ، یَقْفُوْ ، قَفْوًا وَقُفُوًّا ؛ پیچھے چلنا، پیچھے لگنا۔ قَفَا ؛ گدی۔ قَافِیَۃٌ ؛ آخر کا کلمہ (اصطلاحاً اشعار میں جو حرف بار بار شعر کے آخر میں آتا ہے۔ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ ؛ جس چیز کا، جس بات کا تمہیں علم نہیں۔ جس کے حال سے تم واقف نہیں یعنی جو خلافِ حق ہو اس کا پروپگنڈہ نہ کرو۔ اپنے خیالی تکے نہ لگاؤ۔ کسی کی عیب جوئی میں نہ پڑو۔ بے عیب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں اُس کے پیچھے نہ پڑو (بلاوجہ کھوجی نہ بنو) بے شک کان آنکھ، دل (وغیرہ) ان میں سے ہر ایک کے متعلق باز پرس کی جائے گی"۔

مَنْ قَالَ فِی الدِّیْنِ بِرَاْیِہٖ فَقَدِ اتَّھَمَنِیْ ۔ (الدیلمی عن ابی ذر۔ کنز۔ ج ۱)

لغات: اِتَّھَمَ ؛ تہمت لگایا۔ اِتَّھَمَنِیْ ؛ مجھے تہمت لگائی، مجھ پر جھوٹ باتیں اپنی طرف سے لگائیں۔

ترجمہ: فرمایا نبی کریم ﷺ نے ''جس نے دینی معاملات میں اپنی رائے سے کام لیا بغیر تحقیق کے، اس نے مجھ پر تہمت لگائی''۔

(یہ حدیث دیلمی نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے۔ کنز العمال کی پہلی جلد کے صفحہ ۵۳ پر ہے)

غیبت اور تہمت میں فرق یہ ہے کہ کسی کے عیب کو اس کے غیاب میں دوسروں سے بیان کرنا غیبت ہے اور بلاوجہ کسی کے متعلق بری باتیں اپنی طرف سے گھڑنا یا دوسروں سے غلط باتیں سن کر بلا تحقیق و بلاضرورت دوسروں سے کہتے پھرنا یہ تہمت ہے، افتراء ہے، بہتان ہے۔ اللہ اس سے بچائے۔ آج کل یہ بیماری عام ہوگئی ہے۔

لَاتَقِيْسُوْا فِي الدِّيْنِ فَاِنَّ الدِّيْنَ لَايُقَاسُ وَاَوَّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِيْسُ ۔ (الدیلمی عن علیؓ)

لغات: لَا تَقِيْسُوْا ؛ مت قیاس کرو۔ قَاسَ ؛ خیال کیا، قیاس کیا۔

ترجمہ: فرمایا نبی کریم ﷺ نے دین کی باتوں میں اپنی طرف سے قیاس کو کام میں نہ لاؤ دین میں بے وجہ قیاس ناقابل قبول ہے جس نے قیاس سے سب سے پہلے کام لیا وہ ابلیس ہے۔ اسی نے سب سے پہلے بے اصل قیاس کیا۔ (اس حدیث کو دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے)

ابلیس نے قیاس کیا کہ آدم خاکی (مٹی کے) اور میں ناری ہوں (آگ کا) اس لئے میں آدم سے بہتر ہوں۔ اللہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کو سجدہ کروارہا ہے جو نادرست ہے۔ ابلیس نے غلطی یہ کی کہ اپنی عقل کے تکتے لگائے اور آدم کی جامعیت کو نہیں دیکھا۔

مَنْ قَاسَ حَدِيْثِيْ بِرَاْيِهٖ فَقَدْ اِتَّهَمَنِيْ ۔ (الدیلمی عن انس)

ترجمہ: جس نے میری باتوں کو (حدیث کے مطلب کو) اپنے قیاس پر ڈھال کر اپنی رائے دی (اپنے دل کے تکتے لگائے) پس، بے شک اس نے مجھ پر تہمت لگائی۔

(اس حدیث کو بھی دیلمی میں حضرت انسؓ سے روایت کیا گیا ہے)

واضح ہو کہ قیاس دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک یہ جس کا ماخذ اور منشاء ہو، اس کا اصل ہو۔ کسی صحیح بات سے، چیز سے وہ سمجھا گیا ہو۔ دوسرا بے اصل، من گھڑت۔ جو قیاس میں منشاء اور واقعہ کے مطابق ہوتا ہے وہ تو قابل قبول ہے اور جو قیاس کہ بے اصل ہو وہ قابلِ رد ہے، ناقابل قبول ہے۔

صاحبو! اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو جن میں سے اہم فرشتے ہیں سب کو حکم دیا کہ آدم کو سجدۂ تعظیمی کریں۔ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا اور ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ اس نے ایک من گھڑت خیال لگایا کہ میں آگ کا ہوں اور آدم مٹی کا ہے۔ آگ مٹی سے بہتر ہے لہٰذا میں آدم سے بہتر ہوں۔ یہاں شیطان نے دو کھلی غلطیاں کی ہیں۔ ایک تو یہ کہ انسان کی جامعیت کو وہ سمجھ نہ سکا، آدم کے مٹی ہونے پر اس کی نگاہ پڑی مگر آدمؑ کی روحانیت اور دوسری لطیف صفات کو وہ سمجھ نہ سکا، دیکھ نہ سکا۔

دوسری غلطی شیطان سے یہ ہوئی کہ یہ نادان خدا کو نادان سمجھتا ہے کہ خدا، افضل کو مفضول سے کمتر سمجھتا ہے اور اسے سجدہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اصل میں یہ جاہل خدا کو واجب الاطاعت نہیں سمجھتا لہذا اس کے حکم کو بھی غلط اور ناحق سمجھتا ہے۔ دیکھو! خدا کے ایک حکم کو نہ ماننے کا نتیجہ کیا ہے؟ ہمیشہ کے لئے مردودِ درگاہِ خداوندی ہوگیا۔

صاحبو! ذرا غور کرو! شیطان نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا مگر خدا کو سجدہ کرنے سے تو اس نے انکار نہیں کیا تھا؟ پس کیا حال ہوگا اُن لوگوں کا جو نماز نہیں پڑھتے اور خدا کو سجدہ نہیں کرتے۔ یہ شیطان کے شاگرد اپنے استاد سے کچھ کم نہیں ہیں بلکہ کچھ زیادہ ہی ہیں۔

فِی الْقِیَاسِ بِالْوَجْهِ الشَّرْعِیِّ

(وجہ شرعی پر مبنی قیاس کے باب میں)

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ۔ (حشر ۔ آیت ۵۹)

لغات: فَ ؛ پس ۔ اِعْتَبِرُوْا ؛ امر کا صیغہ جمع ہے ۔ تم اعتبار کرو، بھروسہ کرو ۔ اُولِی ؛ صاحب، والا ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بصارت والو! (بصیرت والو) عبرت لو (ظاہر سے باطن کی طرف)۔ مجمل سے مفصل کی طرف، منشاء سے مقصود کی طرف قیاس کرو، مسائل کا استنباط کرو، مقاصد کو سمجھو۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ۔ (النسآء ۔ آیت ۸۲)

لغات: اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؛ کیا پس قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے ۔ وَلَوْ ؛ اور اگر کَانَ ؛ ہوتا ہی تھا ۔ عِنْدَ ؛ پاس ۔ نزدیک ۔ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ ؛ غیر اللہ کے پاس کا ۔ سوائے خدا کے کسی دوسرے کا ۔ لَ ؛ البتہ ۔ لِ ؛ واسطے، لئے ۔ لَا ؛ نہیں ۔ وَجَدَ ؛ پایا، معلوم کیا ۔ لَوَجَدُوْا ؛ البتہ وہ پاتے ۔ فِیْہِ ؛ اس میں (قرآن میں) ۔ اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا ؛ بہت کچھ اختلاف ۔

ترجمہ: کیا وہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے؟ اگر قرآن اللہ کے سوا کسی اور کے پاس سے اُترتا (نازل ہوتا) تو اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے (اختلاف ہوتا)۔

صاحبو! مگر تدبیر بھی تو ہو، غور و تدبر بھی تو کریں! خالی ٹاک ٹوئیاں لگانے سے کیا ہوتا ہے۔ اچھے لوگ، اگر بات ان کے سمجھ میں نہ آتی تو رسولِ کریمؐ اور علماء سے پوچھتے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : وَلَوْرَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْھُمْ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْھُمْ ۔ (النسآء ۔ آیت ۸۳)

لغات: وَلَوْرَدُّوْہُ ؛ اور اگر وہ اسے پہنچا دیتے، اس میں رجوع کرتے ۔ رَدَّ ؛ اصل میں رَدَدَ تھا ۔ ایک دال دوسرے میں مدغم ہوگیا (مل گیا) ۔ رَدَّ کے معنی اپنے سے دور کرنا، اپنے سے دوسرے کے پاس پہنچا دینا ۔ اُولِی الْاَمْرِ ؛ صاحبان

حکومت، حکم کرنے والے، حاکم لوگ ۔ لَعَلِمَهُ ؛ البتہ وہ اسے معلوم کر لیتے، تو وہ اسے جانتے ۔ يَسْتَنْبِطُوْنَ ؛ استنباط کرتے ہیں، تحقیقات کرتے ہیں، پتھر میں سے پانی نکالتے ہیں ۔ نَبطٌ ؛ وہ پانی جو کنواں کھودنے سے نکلے ۔ اِسْتِنْبَاط ؛ کلیات سے جزئیات کو استخراج کرنا، مبہم معاملات کی تشریح کرنا، علت نکال کر سبب دریافت کر کے دوسرے احکام معلوم کرنا، مجمل کی تفسیر کرنا، مطلق سے مقیدات کو سمجھنا ۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اگر وہ (وہ لوگ) اسے رسول کی طرف اور صاحبانِ حکم کی طرف رجوع کرتے اور ان میں سے بااختیار لوگوں کی طرف توجہ کرتے اور اُن پر چھوڑتے جو اس کا صحیح مقصد، اصلی وجہ، اُن میں سے استنباط کرنے والے، تحقیقات کرنے والے جانتے'' ۔ (یہاں صاحبانِ امر سے مراد علماء ہیں کہ جاننے والے ہیں، علماء کا کام ہے، مسائل کو استنباط کرنا، استخراج احکام کرنا) ۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۔ (عنکبوت ۔ آیت ۶۹)

لغات: وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا ؛ اور جن لوگوں نے کوشش کی، جدوجہد کی ۔ فِيْنَا ؛ ہمارے متعلق، ہمارے اغراض و مقاصد کے متعلق ۔ لَنَهْدِيَنَّهُمْ ؛ تو ضرور ہم انھیں ہدایت کر دیتے ہیں، توفیق دیتے ہیں ۔ سُبُلَنَا ؛ ہمارے راستے ۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''جو لوگ راہِ خدا میں فی سبیل اللہ جدوجہد کرتے ہیں تو ضرور ہم انھیں اپنا راستہ آپ بتاتے ہیں ۔

عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ : خَرَجَ رَجُلَانِ فِىْ سَفَرٍ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ ۔ فَتَيَمَّمَا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَصَلَّيَا ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِى الْوَقْتِ فَاَعَادَ اَحَدُهُمَا الصَّلٰوةَ بِوُضُوْءٍ وَلَمْ يُعِدِ الْاٰخَرُ ثُمَّ اَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ فَذَكَرَا ذٰلِكَ فَقَالَ لِلَّذِىْ لَمْ يُعِدْ "اَصَبْتَ السُّنَّةَ وَاَجْزَءَتْكَ صَلٰوتُكَ" وَقَالَ لِلَّذِىْ تَوَضَّأَ وَاَعَادَ "لَكَ الْاَجْرُ مَرَّتَيْنِ" ۔

(رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوَى النَّسَائِيُّ نَحْوَهُ وَقَدْ رَوٰى هُوَ اَبُوْ دَاوُدَ ايضًا عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مُرْسَلًا ۔ مشکوٰۃ)

لغات: اَصَبْتَ ؛ تو حق کو پہنچا ۔ اِصَابَةٌ ؛ ثواب، حق، دُرست، پہنچا ۔ اَلْوَقْتُ ؛ اس وقت ۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے، کہا انھوں نے ایک سفر میں دو صاحب نکلے پھر نماز کا وقت آ گیا ۔ ان کے پاس پانی نہ تھا، دونوں صاحبوں نے اچھی (پاک) مٹی پر تیمم کر لیا اور نماز پڑھ لی ۔ پھر انہیں اندرونِ وقت پانی ملا ۔ پس ان میں سے ایک نے دوبارہ نماز پڑھی (وضو کرنے کے بعد) دوسرے نے اعادہ نہیں کیا دوبارہ نماز نہیں پڑھی ۔ پھر دونوں حضرات رسولِ خدا ﷺ کے پاس آئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا تو حضرتؐ نے اس شخص کو جس نے دوبارہ نماز نہیں پڑھی تھی فرمایا تم نے سنت کے مطابق کام کیا اور تمہیں

تمہاری نماز کافی ہوگئی اور اس شخص کو فرمایا جس نے دوبارہ نماز وضو کرکے پڑھی تھی، تمہیں دو دفعہ اجر (ثواب) ملا۔

(اس حدیث کو ابوداؤد نے دارمی میں اور نسائی نے بھی ایسا ہی بیان کیا اور ابوداؤد نے عطا بن یسار سے بھی مرسلا ایسی ہی روایت کی ہے اور مشکوٰۃ میں بھی ہے)۔ (''مرسل'' وہ حدیث جس میں صحابی اور راوی کا صریحاً نام نہ ہو)

اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ فَاَخْطَأَ فَلَهٗ اَجْرٌ وَاحِدٌ ۔

(حم ق دن ہ عن عمرو بن العاص - حم ق عد عن ابی ہریرۃ - کنز - ج ۳ - ص ۱۸۹)

ترجمہ: جب حاکم حکم کرے اور اپنی حدتک کوشش بھی کرے اگر وہ صحیح نکلے تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر حاکم نے حکم کیا اور اپنی حدتک (اجتہاد) کوشش کی مگر یہ کوشش غلط ثابت ہوئی، خطا نکلی تو اس کوشش کی وجہ سے اور اس کی نیک نیتی کی وجہ سے اُسے ایک اجر (ثواب) ملے گا۔

(حم۔ اشارہ ہے احمد سے اُن کی حدیث کی کتاب ''مسند'' میں یہ حدیث انھوں نے بیان کی ہے۔ د: سے مراد حضرت ابوداؤد۔ ن۔ نسائی۔ ہ۔ ابن ماجہ۔ ق۔ یعنی امام بخاریؒ اور امام مسلم۔ عد۔ ابن عدی نے ''کامل'' میں یہ حدیث بیان کی ہے۔ اس حدیث کو مندرجہ صدر محدثین حضرات نے بیان کیا ہے اور یہ حدیث مشکوٰۃ کے صفحہ ۵۵ پر ہے اور کنز العمال کی تیسری جلد کے صفحہ ۱۸۹ پر بھی ہے۔ اسے عمرو بن العاصؓ سے اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے)

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَخْطَأَ فَلَهٗ اَجْرٌ ۔ (رواہ البخاری تجرید - ج ۲)

لغات: اجران؛ دو ثواب، دُہرا ثواب، ڈبل معاوضہ۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ کو فرماتے ہوئے انھوں نے سنا ''کہ جب حاکم کسی مسئلہ میں کوئی حکم کرے اور اس میں اپنی بساط بھر غور وفکر اور تدبر کرنے کی کوشش بھی کی اور اس کا اجتہاد صحیح بھی نکلے تو ایسی صورت میں اس حاکم کو اس مسئلہ کا حکم صادر کرنے کے معاوضہ میں اللہ تعالیٰ دو اجر دے گا، دوہرا معاوضہ دے گا۔ ایک ثواب تو مسئلہ بیان کردینے کا، دوسرا ثواب اس مسئلہ میں جو جو پیچیدہ باتیں ہیں، تفصیل سے، شرح سے اپنی بساط بھر تدبر وفکر سے بیان کرنے کے صلہ میں دیا جائے گا اور جب کوئی حاکم کسی مسئلہ کا حکم کرے اور اس میں مقدور بھر کوشش بھی کی مگر اس کے تدبر سے جو بات معلوم ہوئی وہ اتفاقاً غلط ہوگئی۔ اس میں خطاء واقع ہوئی تو بھی اللہ تعالیٰ اسے ایک ثواب دے گا۔

(اس حدیث کو حضرت امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے اور تجرید البخاری کے صفحہ ۱۰۳ کے دوسرے نمبر پر یہ لکھی ہوئی ہے)

صاحبو! یہ بات یاد رکھو کہ اپنی ذاتی غرض کو دخل نہ ہو، واقعات سے تمہاری رائے کبھی جدا نہ ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَنَا لَمَّا رَجَعَ مِنَ الْاَحْزَابِ "لَايُصَلِّيَنَّ اَحَدٌ الْعَصْرَ اِلَّا فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ" فَاَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّيْ حَتّٰى نَاْتِيَهَا ـ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّيْ لَمْ يُرِدْ مِنَّا ذٰلِكَ ـ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ اَحَدًا مِنْهُمْ ـ (رواه البخاری تجرید ص ۲۲۳)

لغات: اَحْزَابٌ؛ حِزْبٌ کی جمع، جماعت۔ جنگ احزاب میں کئی جماعتیں ایک جگہ جمع ہوگئی تھیں۔ اس لئے اس کا نام احزاب ہوگیا۔ اَدْرَکَ۔ پہنچا۔ لَمْ یُعَنِّفْ؛ سرزنش نہیں کی۔ عَنْفٌ؛ سختی۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ نبی ﷺ نے جب جنگ احزاب سے واپس ہوئے فرمایا "کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں (یعنی سرزمین بنی قریظہ میں) پھر بعض لوگوں کے پاس راستہ ہی میں عصر کا وقت آ گیا تو بعض نے کہا "ہم نماز نہ پڑھیں گے یہاں تک کہ بنی قریظہ کو نہ پہنچ جائیں گے" اور بعض نے کہا بلکہ ہم نماز ضرور پڑھیں گے (نہیں! ہم تو نماز پڑھیں گے) رسولِ خدا ﷺ کا ہم سے یہ مقصد نہیں ہے کہ وقت آجائے اور نماز نہ پڑھیں بلکہ آپ کا مقصد یہ ہے کہ وقت پر پہنچ جائیں۔ اس بات کو لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کیا پھر آپ نے کسی کی سرزنش نہیں کی، ناخوشی کا اظہار نہیں فرمایا۔ (اس حدیث کو بخاری نے بیان کیا۔ تجرید البخاری کے صفحہ ۲۲۳ پر بھی یہ حدیث ہے)

صاحبو! اُحد کے بعد (اس میں) مسلمانوں اور مشرکین کی لڑائی میں کوئی تصفیہ کن نتیجہ نہیں نکلا۔ اس لئے بہت سے قبیلے جمع ہوگئے تھے کہ حضرتؐ اور مسلمانوں سے جنگ کریں۔ بنی قریظہ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے اور ان سے (یہودیوں سے) معاہدہ ہوا تھا کہ ایک دوسرے کی مدد کریں اور دشمنوں سے لڑیں۔ بنی قریظہ نے مشرکین کا ساتھ دیا اور مسلمانوں سے لڑنے آگئے۔ جب احزاب کی لڑائی بھی بے نتیجہ نکلی اور دشمن اپنے اپنے مقام کو چلے گئے تو رسولِ خدا ﷺ نے بنی قریظہ کو ان کی بدعہدی کی سزا دینے کے لئے مسلمانوں کو جلد پہنچنے کا حکم فرمایا۔ مسلمان سفر کر رہے تھے، راستہ میں عصر کا وقت آ گیا۔ اب لوگ مختلف الرائے ہوگئے۔ بعض نے کہا کہ ہم تو الفاظ نبی کریم ﷺ کی پابندی کریں گے اور جب تک بنی قریظہ میں نہ پہنچ جائیں گے نماز نہ پڑھیں گے اور بعض نے کہا کہ حضرتؐ کا مقصد یہ ہے کہ ہم وقت پر پہنچ جائیں۔ یہ ہرگز آپ کا مقصد نہیں کہ نماز کا وقت آجائے اور وقت پر پہنچنا ممکن ہے پھر بھی قریظہ کو پہنچنے سے پہلے نماز نہ پڑھیں۔ یہ لوگ قیاس کر رہے ہیں، اپنی عقل سلیم سے۔ مقصدِ نبی کریم ﷺ کو سمجھ رہے ہیں کہ وقت پر نماز پڑھیں۔ ایسا تو ہرگز نہیں ہوا کہ عصر کی نماز کا وقت گزر گیا ہو اور بعض نے نماز پڑھی ہو اور بعض نے نماز نہ پڑھی ہو بلکہ جن لوگوں نے راستہ میں نماز نہیں پڑھی تھی وہ بھی بنی قریظہ

کو عصر ہی کے وقت پہنچ گئے اور اپنی عصر ہی کی نماز وقت پر پڑھ لی۔ اسی وجہ سے رسولِ خدا ﷺ نے کسی کی سرزنش نہیں کی۔

صاحبو! مسائلِ شرعیہ کا حل کرنا، کسی دقیق مسئلہ کے نکات پر غور کر کے عامۃ المسلمین کی فہم کے مطابق اسے آسان بنانا ہر شخص کا کام نہیں۔ کسی عالمِ دین کی، عربی ادب کی بہرصورت ضرورت ہے۔ زبانِ عربی پر عبور کے لئے عربی لغت، محاورات، نحو، صرف، معانی بیان سے واقفیت کی حاجت ہے۔ قرآن شریف کی تفہیم کے لئے تفسیر اور اُصولِ تفسیر سے آگاہی ضروری ہے۔ حدیث کی تشریح سے قبل اُصولِ حدیث اور اسمائے رجال کا علم لابد ہے۔ فقہ کے تفقہ کے لئے اُصولِ فقہ، منطق، اجماعی مسائل واختلاف ائمہ سمجھنے کے بغیر چارہ نہیں، زمانہ کے نئے نئے مسائل سے واقفیت، اسرار و مقاصدِ دین، غرض کہ بیسیوں امور کے جاننے اور ان کے صحیح استعمال کی صلاحیت پیدا کرنے کے بعد کہیں ایک ''حکمِ شرعی'' معلوم کیا جاسکتا ہے۔ پھر علماء میں بھی بعض ''مجتہدین مطلق'' ہوتے ہیں، وہ مستقل صاحب الرائے ہوتے ہیں، ان کا ایک خاص مذاق ہوتا ہے، ان کا ایک خاص اجتہاد اور خاص طرزِ استدلال ہوتا ہے۔ ایک اسکول (مکتب خیال) رہتا ہے۔ ان کے خاص خاص اُصول ہوتے ہیں۔

بعض مجتہد فی المذہب ہوتے ہیں۔ استاد کا ان پر بڑا اثر رہتا ہے۔ کہیں کہیں استاد سے اُصولی اختلاف رکھتے ہیں۔ فروع میں اپنے اجتہاد پر رہتے ہیں۔

بعض علماء مجتہد فی المسئلہ ہوتے ہیں جو اپنے شیوخ کے اُصول کے تابع رہ کر اجتہاد کرتے ہیں یعنی وہ کسی پیچیدہ مسئلہ میں کوئی نئی صورت پیدا ہوجائے اور علمائے متقدمین کا کوئی مفصلہ حکم موجود نہ ہوتو اپنے تفقہ اور حالات وقرائن سے اس کا جواب دے سکتے ہیں لیکن یہ حکم ان کے ذاتی خیالات یا دل کے لگتے کی بناء پر نہیں بلکہ احادیث پر غور وفکر کرتے ہیں اور کوئی حدیث صحیح تائید میں مل جائے تو تب کہیں ایسا فتویٰ دیتے ہیں تا کہ صحیح عمل کی طرف رہنمائی ہو۔ اگر چہ بادی النظر میں ان کا فیصلہ یا فتویٰ اساتذہ یا علمائے سلف کی رائے کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔

''اصحابِ استنباط'' یہ لوگ خود قرآن و احادیث سے تو اپنے طور پر ذاتی تحقیق نہیں کرسکتے مگر اپنے مذہب اور اسکول کے کلیات سے تشریعات کرتے ہیں۔ جزئیات کا حکم نکالتے ہیں۔

''اصحاب ترجیح'' بعض لوگوں میں قوتِ تمیز کم ہوتی ہے۔ اس بناء پر ایسے لوگ مختلف اقوال میں سے ایک قول کو ترجیح دیتے ہیں۔

بعض ''مفتی'' کہلاتے ہیں۔ جو فقہ کی کتابوں سے جزئیات نکالتے ہیں۔ یہ لوگ اصل میں ناقل ہوتے ہیں۔ ذاتی کوشش صرف اس قدر ہوتی ہے کہ کتابوں میں سے تلاش کر کے مسئلہ کا جواب نکالتے ہیں۔ ان کے خیال میں تحقیقات و استنباط کا دروازہ بند ہوگیا ہے۔ ہر نئی بات حرام و ناجائز سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگ شافعی میں بھی ہیں، مالکی میں بھی، حنبلی میں بھی اور حنفی میں بھی۔ صحابہؓ کے زمانے میں بھی اختلاف آراء ہوتا تھا مگر وہ باہم ایک دوسرے کو ''باطل'' یا ''بے دین'' نہیں سمجھتے تھے۔ آئمہ باوجود باہمی اختلاف کے ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے لیکن افسوس ہے کہ یہ کیسا زمانہ آ گیا ہے؟ ''آمین بالجبر''،

''رفع یدین'' کرنے والوں کی مسجد جدا اور حنفی و شافعی کی مسجد الگ۔ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کرتے ہیں اور آپس کی لڑائی جھگڑے کا فیصلہ غیر مسلموں سے کرواتے ہیں اور وہ غیر مسلم جو فیصلہ کرتے ہیں اس کو ماننا پڑتا ہے۔

چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

یہ ہم نے کئی جگہ بیان کیا کہ مجتہد مطلق کا ایک اسکول (مکتب خیال) رہتا ہے۔ ان کے خاص خاص اُصول ہوتے ہیں۔

بَابٌ فِي التَّقْلِيْدِ وَالسُّوَالِ اَهْلَ الذِّكْرِ

تقلید کرنے اور علم والوں (عالموں) سے سوال کرنے کے باب میں

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : فَاسْئَلُوْآ اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ ۔ (النحل ۔ آیت ۴۳)

لغات: فَ ؛ پس ۔ سَئَلَ يَسْئَلُ سُؤَالًا ۔ اِسْئَلْ ؛ پوچھ، دریافت کر، سوال کر ۔ اِسْئَلُوْا ؛ (جمع کا صیغہ) تم سب پوچھو، سوال کرو ۔ اَهْلَ الذِّكْرِ ؛ علم والے، قرآن والے۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے لوگو! اہلِ علم سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں''۔

اگر تم نہیں جانتے ہو تو کسی واقف، عالم سے پوچھ لو اور صحیح علم حاصل کرو کیونکہ کسی چیز کے علم سے بے خبر رہنا جہالت ہے، غفلت ہے کہ ع ''بے علم بودن بود جاہلی''

عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا فِيْ سَفَرٍ فَاَصَابَ رَجُلًا مِّنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ فِي رَاْسِهٖ فَاحْتَلَمَ فَسَاَلَ اَصْحَابَهٗ هَلْ تَجِدُوْنَ لِيْ رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِ قَالُوْا مَا نَجِدُلَكَ رُخْصَةً وَاَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ ۔ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُخْبِرَ بِذٰلِكَ قَالَ " قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ اَلَا سَئَلُوْا اِذَالَمْ يَعْلَمُوْا فَاِنَّمَا شِفَاءُ الْعَيِّ السُّوَالُ ۔ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْهِ اَنْ يَّتَيَمَّمَ وَيَعْصِبَ عَلٰى جُرْحِهٖ خِرْقَةً ثُمَّ يَمْسَحَ عَلَيْهَا وَيَغْسِلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ۔ مشكوٰة)

لغات: شَجَّ ؛ سر توڑ دیا، سر کو زخمی کر دیا ۔ رُخْصَةٌ ؛ اجازت ۔ مَانَجِدُ ؛ ہم نہیں پاتے ۔ تَقْدِرُ ؛ تو قادر ہے، تو کر سکتا ہے ۔ قَدِمَ ، يَقْدَمُ ، قُدُوْمًا ؛ پہنچنا، آنا ۔ اُخْبِرَ ؛ خبر دی گئی ۔ اَلْعَيُّ ؛ جو جواب نہ دے سکے، جو کہنے (بات کرنے) میں عاجز ہو ۔ عَصَبَ ، يَعْصِبُ ، تَعْصِيْبًا ؛ پٹی باندھنا ۔ عِصَابَةٌ ؛ سر کو باندھنے کا کپڑا ۔ تَعَصُّبٌ ؛ ناجائز تائید ۔ جُرْحٌ ؛ زخم ۔ جَرَحَ ۔ يَجْرَحُ جَرَاحَةً ؛ زخمی کرنا۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ ہم ایک سفر میں چلے اور ہمارے میں کے ایک آدمی کے سر پر پتھر لگا۔ پھر ان کے سر کو زخمی کر دیا، پھر انھیں احتلام بھی ہوا، انھوں نے اپنے ساتھ کے لوگوں سے پوچھا ''کیا تم لوگ اجازت پاتے ہو تیمم میں میرے لئے، لوگوں نے کہا ''ہم ایسی اجازت نہیں پاتے اور

ہمیں اس کا علم نہیں اور تم تو پانی پر قدرت رکھتے ہو پھر اس نے غسل کیا اور انتقال کرگیا پھر جب ہم نبی ﷺ کے پاس پہنچے اور حضرت کو اس کی اطلاع دی گئی تو حضرتؐ نے فرمایا ''ان لوگوں نے اسے مار ڈالا، اللہ بھی انہیں مار ڈالے، ان لوگوں نے کیوں نہیں دوسروں سے پوچھا جبکہ انھیں معلوم نہ تھا۔ لاجواب کا علاج پوچھنا ہے، سوال کرنا ہے۔ اسے بس تھا کہ تیمم کرتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھتا اور اس پر مسح کرتا اور باقی جسم کو دھوتا۔

(اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عطاء بن ابی رباح اور انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے اور مشکوٰۃ میں بھی یہ حدیث ہے)

وَفِیْ حَدِیْثِ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ " وَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُوْلُوْا وَمَا جَهِلْتُمْ مِنْهُ فَكِلُوْهُ اِلٰی عَالِمِهٖ "۔

لغات: وَكَلَ، یَكِلُ، وِكَالَةً، چھوڑنا۔ كِلْ؛ چھوڑ دے، سپرد کردے۔ كِلُوْا؛ صیغۂ جمع امر: تم چھوڑ دو۔

ترجمہ: اور (اسی سلسلہ میں) حضرت عمرو بن شعیبؓ سے مروی ہے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''جو جانتے ہیں اسے کہو اور جسے نہیں جانتے اس کے جاننے والے پر چھوڑو''۔

صاحبو! یہ ایک حقیقت ہے کہ عالم و جاہل دونوں برابر نہیں ہوتے۔ عالم کا بڑا مرتبہ ہوتا ہے۔ جاہلوں کا کام ہے کہ جو بات انھیں معلوم نہ ہو اُسے عالموں سے پوچھیں۔ ان سے سوالات کریں، ان پر اعتماد کریں، ان کے فتوؤں پر عمل کریں۔ بلاتحقیق کوئی بات قابلِ تسلیم نہیں ہوتی۔ علماء کو بھی تحقیق و تدقیق کرنی چاہئے۔ خواہ آیاتِ قرآنی ہوں یا احادیثِ رسولؐ۔ مبہم اور مہمل امور کی تعمیل میں کوئی بھی صورت اگر اختیار کی جائے تو وہ غلط نہیں ہوتی۔ اختیارِ تمیزی پر ایک امر چھوڑا گیا اور اس کی تعمیل مختلف لوگوں نے اپنے اپنے اختیارِ تمیزی کے مطابق کی تو وہ سب کے سب حق پر ہی ہوں گے، یہ نہیں کہ ایک حق پر ہو اور سب باطل پر۔

یہ یاد رہے کہ ایک حق پر اور سب باطل پر اسی وقت ہوں گے جب کوئی رائے واقعات پر مبنی ہو کیونکہ جو امر مطابقِ واقعہ ہو ''صادق'' ہے اور جو مطابق واقعہ نہ ہو ''کاذب'' ہے۔ امرِ مبہم جو اختیارِ تمیزی پر موقوف ہو اس کا کوئی واقعہ و محکی عنہ ہی نہیں ہوتا تو مطابق و غیر مطابق اور صادق و کاذب کی وہاں گنجائش ہی کہاں؟ لہذا اپنے اپنے اعتقاد سے سب صحیح و دُرست ہوسکتے ہیں۔ یہ میری تحقیق ہے۔

یاد رکھو! بعض قیاسات کا ماخذ قرآن و حدیث ہوتے ہیں وہ صحیح و دُرست ہیں۔ بعض راویوں کا ماخذ نہ قرآن ہوتا ہے نہ ہی حدیث ہوتی ہے، وہ دُرست نہیں۔ بعض دفعہ بعض امام قرآن و حدیث سے کسی حکم کا استنباط کرتے ہیں۔ کم فہم اس کے ادراک

سے عاجز رہتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ نری رائے ہے اور اس کا کوئی ماخذ نہیں حالانکہ ان لوگوں کی نظر اس قدر دقیق نہیں ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ قرآن کے عام اور مطلق کو اس کے افراد میں یقینی سمجھتے ہیں اور حدیث غیر متواتر سے قرآن شریف کی نہ تعیین کرتے ہیں نہ تقلید کیونکہ ان کی رائے میں موجبہ کلیہ کا نقیض سالبۂ جزیہ ہے۔ عام و مطلق قرآن کے خلاف اس کے نقیض پر عمل کرنے کو انکار قرآن کے مماثل جانتے ہیں۔ بعض ائمہ، قرآن کے عام کو قطعی و یقینی نہیں سمجھتے، ان کے نزدیک ہر عام میں کچھ نہ کچھ تخصیص ہوتی ہے لہٰذا وہ خبر احاد سے جو ظنی ہے قرآن کی تخصیص و تقلید کرتے ہیں نہ اسے حدیث کی خلاف ورزی سمجھتے ہیں۔ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ۔

آنحضرتؐ کے بہت سے صحابہ مثلاً زبیر ابن العوام وغیرہم الفاظِ نبوی حفظ ہوتے تو روایت کرتے ورنہ نہیں یعنی روایت بالمعنیٰ کو وہ مناسب نہیں سمجھتے تھے اور بہت سے دوسرے اصحاب روایت بالمعنیٰ کو جائز سمجھتے تھے۔

''مالکی'' لوگ اہلِ مدینہ کے تعامل عام کے خلاف کسی دوسرے شہر کا آدمی روایت کرتا تو یہ سمجھتے کہ اس نے گویا تمام خلفاءِ راشدین اور مرکز نبوت یعنی مدینہ اور اس کے رہنے والوں کو جاہل سمجھا۔ دوسرے مذہب والے اسے جائز سمجھتے ہیں۔ ان کا یہ استدلال ہے کہ ممکن ہے کہ اہلِ مدینہ اس سے بے خبر رہے ہوں اور دوسرے شہر والوں کو اس کی اطلاع مل گئی ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ، وغیرہ حضرات ہر حکم کی بابتہ شہادت کے نصاب کے موافق ثبوت طلب کرتے تھے یعنی دو مرد اور ایک مرد اور دو عورتوں کی روایت کے بغیر کوئی حکم ثابت نہیں سمجھتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے کوئی حکم نبویؐ سنایا جاتا اور نصاب شہادت پورا نہ ہوتا تو قسم دیتے اور قسم کو تکملۂ شہادت سمجھتے۔

متقدمین ائمہ کے پاس عامۃ الناس آتے اور ان سے سوال کرتے کہ اس مسئلہ میں کیا حکم ہے؟ ان کو ائمہ پر اتنا اعتماد ہوتا کہ وہ قرآن پوچھتے نہ حدیث، امام جو حکم دیتا اس پر عمل کرتے۔

حنفی مذہب میں حدیث مرسل، قابلِ استناد ہے بشرطیکہ راوی یا امام معتمد علیہ اور موافق ہو اور اگر چہ اس کی سند نہ بیان کی گئی ہو۔ (جس حدیث میں راویوں کے نام مسلسل و صراحت سے نہ بیان کئے جائیں اسے حدیث مرسل کہتے ہیں)۔

یہ بات اچھی طرح یاد رکھو! کہ ائمہ حدیث ہوں یا آئمہ فقہ، ان میں سے کوئی بھی فرمانِ نبویؐ و احکامِ الٰہی کے خلاف نہیں کرتا۔ بادی النظر میں بعض مسائل ایسے اُلجھے ہوتے ہیں کہ لوگ ائمہ کے فیصلوں کو خلاف منشاء خدا اور رسول سمجھنے لگتے ہیں، ایسا ہرگز نہیں۔ ان بزرگوں نے ان مسائل کی باریکیوں پر کافی غور کرکے کوئی نتیجہ نکالا۔

یہ بھی یاد رکھو! کہ حضرت عبدالحق محدث دہلوی بڑے پائے کے عالم تھے۔ ہزاروں احادیث یاد تھے۔ ان کی باریکیوں سے واقف تھے مگر پھر بھی وہ حنفی ہی رہے لہٰذا فقہ کو یا ان کے کسی فیصلے کو مخالف حدیث سمجھنا نادانی ہے۔

حضرت امام اعظمؒ نے جن احادیث سے کسی مسئلہ کا فیصلہ کیا وہ بڑی احتیاط سے کیا۔ کسی محدث کی کمزوری سے اسے ضعیف سمجھنا اور بات ہے مگر کسی حدیث کا سرے سے انکار کرنا غلط ہے۔ البتہ کسی ضعیف بیان کردہ حدیث پر عمل کرنے سے تأمل کرنا دُرست ہے۔